* ا *

نسخه صراط المستقیم هندی

ترجمه صراط المستقیم فارسی تصنیف مولانا اسمٰعیل که از زبان

جناب ترجمان امام اوحد سید احمد صاحب مغفور

شنیده تحریر نموده بودند بمحله

سیالده بمطبع قدوسی

زیور طبع پوشید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وہ تعریف کہ لایق بارگاہ بے نیاز مطلق کے ہو احاطۂ بیان مین کسی کے سوائے اوس ذات پاک کے نہین انتہی * اور دلیل روشن اس بیان کی مطابع کلام پاک سے ان حضرت صلعم کے ساری خلایق کے سر پر آفتاب کے مانند ہی چمکتی * وہ کلام معہ ترجمہ یہہ ہی * لَا اُحْصِی ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ * یعنے نہین تعریف کر سکتا ہون تیری جیسی تعریف کی تونے اپنی * اور جو شکر کہ حق ہی اوسکے اُس نعمتون کا کہ ہر ساعت نقطہ انسانی پر کہ دایرہ لطف رحمانی کا مرکز ہی باتی رہتی ہیٔن کسی مخلوق سے ہو نہین سکتا کیونکہ یہہ شکر خود ایک بڑی نعمت ہی کہ کوی نعمت اسکے پہلو مین نہ ٹہتی تھی اور نہ مناسبت کی لیاقت رکھتی * اور اسواسطے

اگر تمام عالم خلق اور امر یعنے جو پیدا ہو چکے ہیں اور
ہونگے کہ جسکا نام شخص اکبر ہی اپنے مانند اور ہزار دن
کو لیکر اس وادی مین قدم رکھہ کے ابدالاباد سعی اور
کوشش بیشمار کرے پھر خطرہ اوسکی نعمتون کے شکر
کے ہموزن ہونیکا خیال مین اسکے گذرے تو سیواے
عرق شرمندگی کے اپنی پیشانی قصور نشانی کی رونق
بخش نپاوے اور ہزارون زبان سے اپنی بیزبانی پر
مقر اور معترف ہو کے فرمان مہری وَاِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ
لَا تُحْصُوْهَا * کو یعنے اگر گنو اللہ کی نعمتون کو شمار نکرسکو گے
بندگی کے محکمہ مین اپنی عاجزی پر گواہ عادل پیش کرے
پس اس مشت خاک سے اوسکے حمد اور شکر کا شمہ ادا نہین
ہوسکتا مگر اتنا کہ اللہ تعالی نے اپنے کرم سے اسکا حکم فرمایا ہی
ناچار اس بیچارہ کے کام کا چارہ وہ ہی کہ اپنے زور اور
قوت سے بیزار ہو کے حکم خدا کی تابعداری کر کے
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ کہکے کبھی جیب قصور سے سر باہر
نکالے * اور اوس حکیم حقیقی کے وکالت اور ولایت کے
نکتہ پر کہ خود اوس پاک بیچون نے بسبب تعلیم کر کے حمد اور

شکر کے اس ناچیز محض کو نوازا ہی پہنچکے اس نعمت
عظمی کی لذت کو ہمیشہ مذاق تا لو جان مین بخشے اور
اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ
اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کو اپنی جان کا
مونس غمخوار اور ہمدم غمگسار سمجھے اور درود بیشمار
اوپر جو علم ہین میوان وجود کے صاحب ہین مقام محمود
کے مطلع ہین دفتر اصفیا کے مقطع ہین قصیدہ انبیا کے
رونق ہین چمن اصطفا کے پھول ہین چنکیر دان گلشن
اجتبا کے مضمون ہین کتاب ایجاد و تکوین کے مقصود
ہین خطاب ارشاد اور تلقین کے اعنی احمد مجتبی محمد
مصطفی صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین و
وعلینا برحمتک یا ارحم الراحمین لیکن بعد حمد اور نعت کے
کہتا ہی عاجز ذلیل امیدوار رحمت رب الجلیل بندہ
ناتوان محمد اسمعیل کہ نعمتین اللہ کی حق مین اِس ناتوان کے
بیپایان ہی اور بڑی نعمت ہی انمین سے حاضر رہنا
محفل مین ملازمان عالی خاندان سیادت کے مرجع صاحب

ہدایت کے مرکز دایرہ ولایت کے دلیل راہ فلاح اور رشادکے رہنماے راہ استقامت اور سداد کے مظہر انوار نبوی کے سرچشمہ آثار مصطفوی کے خلاصہ خاندان صاحب پاک سید الاولیا حضرت علی مرتضی کے چنے ہوے گھر اپنے سبط اکبر حسن مجتبی کے پیشواے شریعت اور طریقت کے ہادی زمانہ مرشد یگانہ چراغ محبوبون کے تاج محبوبون کے امام اوحد سید احمد پھل کھلاوے اللہ مسلمانون کو بسبب درازی حیات اوسکے اور نفع دے ہمکو اور سب طالبون کو اوسکے قول اور فعل اور حال سے ❋ اور یہہ ناتوان جس اوان مین اوس مجلس ملایک مانس مین حاضر تھا سننے سے کلمات ہدایت نشان کے فیض اور مراد کو پہنچا پھر خیر خواہی مسلمانون نے یون تقاضا کیا کہ اس فیض الہی مین غایب لوگ بھی ہمراہ حاضرین کے شریک رہین اور طریق اسکی سیواے قید کرنے کے اس مضامین بلند پرواز کو قفص تحریر مین دوسری نپایا اگرچہ عیان اور بیان اور حضور اور غیبت مین جسقدر تفاوت ہی کسی عاقل پر چھپا نہین

ہی کیونکہ اس پر گواہ عادل ہی اَلشَّاهِدُ يَرَى مَا لَا يَرَاهُ الْغَائِبُ یعنی حاضر دیکھتا ہی وہ چیز جو نہین دیکھتا ہی غایب لیکن بحکم اسبات کے کہ مَا لَا يُدْرَكُ كُلُّهُ لَا يُتْرَكُ كُلُّهُ یعنی جو بالکل نہ سمجھا جاے تو بالکل چھوڑ ابھی نہین جاتا ہی کمر ہمت کی اس کام کے پورا کرنے مین چست باندھا اور نیت خالص نہ دل سے درست کر کے سعی زیادہ سے زیادہ بجالایا اثناے تحریر مین اس کتاب کے کئی ورقون کو کہ جسے جناب مستغنی عن الالقاب مولانا عبد الحی ادام اللہ برکاتہ سے نے جو سلک ملازمت مین اوس عالی جناب کے منسلک تھے کچھ مضامین ہدایت کو جو زبان غیب ترجمان سے حضرت کے سنکے اُن ورقون مین لکھا تھا پایا اُن ورقون کو غنیمت بارده سمجھکر اسکتاب کے دوسرے اوٗر تیسرے باب کو اوس کلام ہدایت التیام پر بعینہ مشتمل کیا اگرچہ احسن اور اولی تالیف مین اسکتاب کے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جس طور سے لکھنے مین اکثر مضامین کو اس کتاب کے کہ محض ترجمہ پر اوسکے جو حضرت کی زبان سے صادر ہوا تھا اکتفا کیا گیا تمامی مضامین مین وہی

راہ ناپی جاے لیکن ازبسکہ ذات مبارک اپکی کمال
شباہت پر جناب رسالت ماب صلعم کے بدو فطرت
مین پیدا ہوئی تھی اس جہت سے تختہ فطرت آپکا عاوم
رسمیہ کے نقشون سے اور دانشمندون کے کلام
اور تحریر اور تقریر کی راہ سے مصفی رہی تھی اسلئے
سمجھنا اِس اسرار اور مضامین کا بدون تمہید مقدمات اور
لانے تمثیلات کے اور بغیر مطابق کرنے اس مضامین کے
اصطلاح پر سلف متقدمین کے اس زمانہ کے لوگون پر
سخت دشوار معلوم ہوتا تھا اِسلئے بعضے مقام مین کچھ
تقدیم اور تاخیر اور بعضے جا پر مقدمات کی تمہید اور تمثیل
اور اصطلاحات پر اگلون کے تطبیق خصوصا اصطلاح پر
عالم باللہ شیخ ولی اللہ قدس اللہ سرہ کے لوگون کے
سمجھنے کے لئے عمل مین لایا گیا ساتھ اسکے اس ناتوان
نے ہر پارہ کو اس کتاب کے بعد لکھنے کے سمع مبارک
پر اوس جناب کے عرض کیا کہ مقصود غیر مقصود سے ممتاز
ہووے اور جو نقصان کہ مداخلت سے عقل ناقص اس
ہیچمدان کے راہ پایا ہو اصلاح سے حضرت کے

جبر نقصان پاوے اور اس کتاب کا نام صراط المستقیم رکھہ
کے ایک مقدمہ اور چار باب اور ایک خاتمہ پر مرتب
کیا اور باب کو فصل پر اور فصل کو ہدایت پر اور ہدایت
کو تمہید اور افادہ پر تقسیم کیا اور مبادی کو ساتھہ لفظ تمہید کے
اور مقاصد کو ساتھہ لفظ افادہ کے صدر مین لکھا ❋
وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ نہین ہی
توفیق مجھکو مگر اللہ سے اوسی پر بھروسا کیا ہمنے اور
اوسی کے طرف رجوع رہتا ہون ❋

مقدمہ اور اسمین تین فایدے ہین

افادہ ❋ جاننا چاہیے کہ حاصل کرنی محبت حضرت حق کی ثمرہ
ہی شریعت اور طریقت کا اور جڑ بنیاد ہی حقیقت
اور معرفت کی اوسکی کھلی دلیل ہی یہہ حدیث ❋
مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا ❋ یعنے جو شخص کہ
ہووے اللہ اور اوسکا رسول زیادہ پیارا اوسکے نزدیک
سارے جہان سے اور اشارہ ہی اسی پر آیہ کریمہ ❋
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ یعنے ایمان والے بڑے مضبوط
ہین اللہ کی محبت مین اس مسلہ مین اگرچہ صوفیہ کرام کا اجماع

ہی بلکہ ساری خلایق کا اتفاق ہی مگر اس جگہہ ایک نکتہ ہی نہا
بہت باریک کہ اس زمانہ کے اکثر لوگ اوس سے غافل
ہین اور وہ تمیز اور فرق ہی درمیان حب نفسانی کے جسے
عشق بولتے ہین اور حب ایمانی کے جسکو حب عقلی
بولتے ہین کیونکہ عشق مبادی سلوک کے واردات سے
ہی اور حب ایمانی انبیا کے کمالات اور اولیا کے مقامات
سے عوام صوفیہ اول کو ثانی کی جگہہ پر رکھکے اور اشارات
شرعیہ کا مشار الیہ سمجھکے انبیا اور اولیا کی سیرت کو اہل
عشق اور وجد کے حال سے تطبیق دینے اور ملا پنے مین
تشویش اور فکر بیجا حاصل کرتے ہین کیونکہ خصلت اِن
بزرگون کی اِن سالکون کی واردات سے کسیطرح سے
ملنے والی نہین ہی اِس اجمال کی تفصیل یون ہی مراد عشق
سے وہ قلق اور شورش ہی کہ باطن مین انسان کے
نایابی مقصود سے ظاہر ہوتا ہی اور تمام قواے باطنہ مین
اثر کرتی ہی اُسکی نہایت پانا اوس مقصود کا در وصال
اوس محبوب کا ہی پہلا ٹھکانا اوسکا دل ہی جو ساری
کیفیات نفسانی کا اوسکے محل ہی دوسرا ٹھکانا قواے

باطنہ ہی غایت اوسکی مضمحل اور ازخودرفتہ ہونا طالب
کا ہی مطلوب کے پانے مین پھر جب اوسکا مقصد حاصل
ہوتا ہی اوس قلق اور اضطراب کی شورش بجھ جاتی ہی
اور عشق جاتی رہتی ہی* اور مراد جب عقل سے ایسی
چیز کے طلب کی خواہش کا بھڑکنا ہی کہ طالب اوسکے
منافع پر اور اپنے محتاج ہونے پر اُسکی طرف مطلع ہوا ہی
اور اُسی خواہش نے طلب کی راہ کی سختیون کو طالب پر
آسان کیا ہی اور اسی سبب سے کمر ہمت کی تلاش
مین اوسکے باندھا اور ہر طرح کی تدبیر جو کیسہ فکر مین اپنے
رکھتا تھا خرچا اور سر و سامان سے اپنے گذر ا اختیار سے
نہ لاچاری سے اور پہلا موقع اوسکا عقل ہی جو سارے
معلومات کا خزانہ ہی اور دوسرا اٹھکانا اوسکا قواے باطنہ
مین اثر کرنا ہی مثل تاثیر کرنے پانی کے درخت کی جڑ سے
پاتی اور پھل مین پھر عقل مین کیا کیا فکرین اوسکے لئے
درست کرتا ہی اور دل مین کیا کیا ہمت اور ارادہ
اوٹھاتا ہی اور بدن مین کیا کیا سختی اور چاہیتی چیزون کو
ترک کرنی چلنے مین اُس راہ کے اپنے اوپر پسند کرتا ہی اور

جیسا کہ حب عشقی کا نہایت اور نتیجہ یعنے پھل علم کا فنا ہو جانا ہی یعنے اپنے محبوب کے سوا ے کسیکا ہوش اور شعور نہین رہتا یہان تک کہ اپنی جان کا بھی ہوش نہین باقی رہتا ہی اوسیطرح سے نہایت اور نتیجہ حب ایمانی کا طالب کے ہمت اور ارادہ کا فنا ہونا ہی یعنے جو کہتا ہی سو محبوب سے کہتا ہی اور جو سنتا ہی سو محبوب سے اور جو فکر اور تدبیر کہ محبوب کے حاصل کرنے مین اور اوسکی راہ چلنے مین بکار آمد نہو اوسکے نزدیک قبیل وسوسہ سے ہی گنتی کے شامل نہین اور جو حب اور بغض اور بھلائی اور برائی محبوب کی چاہت اور نفرت کی جہت سے نہو تو اوسکے اگے عارضہ کے قسم سے ہی التفات کے قابل نہین حاصل کلام مطلوب کے حاصل کرنیکی خواہش طالب کے ظاہر اور باطن کو زیر حکومت اور فرمان روائی اپنے لایا ہی بخلاف حب عشقی کے کہ محب کے تمام باطن کا بھر جانا اوسکے متحقق ہونے کی شرط نہین ہو سکتی کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ عشق اور اور بغض اکٹھا ہوتا ہی یعنے ایک شخص کے نزدیک ایک

چیز بالطبع پیاری ہوتی ہی لیکن عقل کی راہ سے ناکاری
ہی خصوصا دونو حب مین جب تعارض اور مقابلہ ہوتا ہی
مثلا ایک نوجوان دیندار بار بار بوالدین یعنے باپ ما پر نیکی
کرنیوالے کو کسی عورت یا لونڈے کی عشق ہوتی ہی
اور شارع یا ماباپ حب عقلی کی راہ سے جو اوس کے
نزدیک ازبسکہ محبوب اور پیارے ہیں اوسکام
سے روکتے ہین البتہ وہ سعادت مند اوس معشوق کو بلکہ
اوسکی عشق کو بھی عقل کی راہ سے مکروہ اور ناپسند
جانتا ہی گو باعتبار اپنی طبعیت کے اونکا مغلوب ہوے
لیکن حب ایمانی جسکا مقر اصلی یعنے ٹھکانا عقل ہی اور
وہان سے اوسکا لشکر قواے طبیعہ پر تاخت لاکے محب
کے تمام باطن کو رام کیا ہی معارض کو کسیطرح اوس مین
راہ نہین ہی اور جیساکہ حب عشقی محبوب کے پانے کے
بعد جاتی رہتی ہی اور اوسکا شعلہ بجھ جاتا ہی اسیطرح
سے حب ایمانی محبوب کے وصال سے زیادہ ہوتی ہی
اور یک سے ہزار درجہ برھہ جاتی ہی اور ایسی وسعت
اور قوت پکرتی ہی کہ ویسی قوت اور وسعت جدائی

مین ہرگز متصور نہین کیونکہ حب عشق محبوب کی جدائی
پر مشروط اور موقوف ہی جب شرط یعنے جدائی
باقی نرہی مشروط یعنے حب عشق بھی باقی نرہیگی اس بات
پر شاہد عادل ہی اِذَا فَاتَ الشَّرطُ فَاتَ الْمَشْرُوْطُ * یعنے جب
شرط جاتی رہی مشروط بھی جاتا رہیگا اور حب ایمانی موقوف
ہی محبوب سے جو فایدہ ہی اوسکے جاننے پر اور محبوب
مین جو کمالات ہیں اوسکے سمجھنے پر اور محب کی جو احتیاج
ہی محبوب کی طرف اوسکے یقین رکھنے پر سو یہہ باتین
محبوب کے وصال مین اور بھی زیادہ ظاہر ہوتی ہیں کیونکہ
پہلے علم الیقین تھا یعنے اوسکی خوبیونکو جانتا تھا اور اب
عین الیقین ہوا یعنے اوسکی خوبیون کو بچشم خود دیکھا
اس اجمال کی تفصیل یون ہی مثلاً پیاسے کو جب بڑی
شدت کی پیاس لگتی ہی کہ مندہ مین گرمی اور سینہ مین
سوزش پیدا ہوتی ہی اور لب پر خشکی آجاتی ہی تب پانی کا
عشق پیدا ہوتا ہی اور اوسکے غم سے بےچین ہوتا ہی اگرچہ
کسی سے سنا بھی نہو کہ پانی پیاس بجھاتا ہی اور اگرچہ جان
یا تن پر کچھ ضرر پہنچنے کے سبب سے عقل اوسکی پانی کے

پینے سے روکتی ہو جب یہہ پیاسا پیاس کی شدت کی حالت
مین آب زلال پر پہنچتا ہی اور اوس پانی سے سیراب
ہوتا ہی اور پانی کی ٹھنڈھک اور سیرابی اوسکے
روئین روئین پہنچتی ہی اوسوقت عجب ایک سنّاتے
کی حالت ہوتی ہی کہ پانی کے سواے سب بھول جاتا ہی
اور پانی کے سوا کسیکا خیال نہین رہتا ہی بلکہ اکثر ایسا ہوتا
ہی کہ ایک خمار نشے کے مانند آجاتا ہی اور اوسکے سبب
سے ایک ساعت بیہوش اور ازخود رفتہ ہو جاتا ہی
اور وہ حالت پیاس کی بالکل دور ہو جاتی ہی یہہ حب عشقی
ہی اور زراعت کرنیوالون کو جو پانی کی محبت ہوتی
ہی وہ حب عقلی ہی کیونکہ اونکو جو پانی کی محبت اور
خواہش ہی تو اسی سبب سے ہی کہ وے خوب
جانتے ہین کہ اونکی کھیتی اور چراگاہ اور باغون کا کام جس سے
اونکی روزی اور زندگی کی گذران ہی بغیر پانی کے نہ چلیگا
حاصل کلام پانی کیطرف جو اونکو احتیاج ہی اور پانی سے
جو اونکو میوے اور غلے کا فایدہ ہی اوسکو سمجھ کے پانی
کی خواہش اور طلب قہر عقل سے اونکے اٹھتی ہی

اور اوس خواہش نے اونکی ساری ہمت کو پانی کی طلب
مین مصروف کیا ہی پھر مینہ کی طلب مین کیسی کیسی دعا
اور زاری اونسے ظاہر ہوتی ہی اور موت اور رہٹ
اور غیرہ کے بنانے کی ترکیب مین کیسی کیسی تدبیرین اونسے
صادر ہوتی ہین اور کیا کیا محنت کوان کھودنے نہر بہانے
موت کھینچنے تالاب وحوض کھودنے مین رات دن
اون پر اور اونکے چار پایون پر گذرتی ہی اور وے لوگ
اُن سب تدبیرون اور شکلون کو اپنا کمال اور افتخار سمجھکر
دل وجان سے اوسی مین غرق رہتے ہین اور اُن کامون
مین ایسی چستی اور چالاکی کرتے ہین کہ ہرگز اسکت اور
سستی کا نام ونشان نہین اور جو کبھی کوئی ان کامون مین
اسکتی ہو تو اوس کو ملامت کرینگے اور طعنہ مارینگے اور نادان
اور پست ہمت کہینگے اور جس قدر پانی اونکو ملتا ہی
اور اوسکے فایدہ پر عین الیقین کے ساتھہ خبردار ہوتے
ہین اپنی ساری کوشش اور سعی اور محنت اور مشقت
کو جو پانی کی طلب مین برداشت کیئے تھے بجا معلوم کرتے
ہین اور اوسپر خوشی اور شکر کرتے ہین اور مشقت کی

برداشت کرنے مین ہہ اور بھی زیادہ چالاک ہوتے ہین جب
یہہ مقدمہ ذہن نشین ہوا تو اب جاننا چاہئے کہ حق جل وعلا
اپنے خاص بندون مین سے بعضے کو جو سعید ازلی ہین قبول کرکے
محض اپنی عنایت اور کرم سے دو قسم کی محبت مین سے
ایک قسم یا دونو قسم کی اپنی محبت کی ہدایت کرتا ہی
اور اونکو سرمایۂ سعادت دوجہانی پر موفق کرتا ہی
اور پھل اور نتیجہ اوسکا عطا کرکے مفتخر کرتا ہی ذَالِكَ
فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ * یہہ اللہ کا فضل ہی دیتا ہی اوسکو
جسکو چاہتا ہی اور ہریک کے لئے ان دونو قسم کی محبت
سے ایسے اسباب اور موید ات اور آثار اور ثمرات
ہین کہ اوسی قسم کے ساتھہ مختص ہین اُسکے دوسرے
قسم مین پاے نہین جاتے اور طالب راہ حق کا دونو قسم
کی محبت سے ہر ایک کو سبب انہین چار امرون کے
دوسری قسم سے الگ معلوم کرتا ہی اسلئے اس امور
اربعہ کا اثبات وجوہ تمایز فیما بین النوعین کیا یعنے وجہین تمیز
کرنیکی دونو قسم کی محبت کے درمیان مین ۱۲ افادہ چونکہ حب ایمانی
اور اوسکے احوال اور مقامات اور نتیجے اور ثمرات

نبوت سے جاتی ہین یعنے انبیا کی ہدایت کرنے اور
سمجھانے سے اس قسم کی محبت حاصل ہوتی ہی اسواسطے
اس طریق کو کہ شروع اوسکا حب ایمانی سے اور انتہا اوسکا
نبوت تک ہی یعنے حب ایمانی کا کمال نبیون کو حاصل
ہوتا ہی اور حب ایمانی والا نبیون کا تابع بن جاتا ہی اور
قدم بقدم رسول صلعم کے چلتا ہی اسواسطے اوسکو راہ
نبوت اور نسبت نبوت کہتے ہین اور چونکہ حب عشقی
اور اوسکے حالات اور مقامات اور نتیجے اور پہلے
حضرت حق کے وجود کے سامنے ساری چیز دنکی حقیقت کے
مضمحل ہونیکی معرفت تک کہ وہ معرفت خلاصہ ولایت
کا ہی منتہی ہوتی ہی اسلئے اس طریق کا کہ شروع اُسکا
حب عشقی سے اور انتہا اوسکا معرفت تک ہی راہ
ولایت اور نسبت ولایت نام رکھا گیا ۳ افادہ اِس
امت کے بزرگوار یعنے طریقت کے مقتدا اور حقیقت
کے پیشوا لوگ اگرچہ راہ نبوت کی کمالون کے ساتھ
متصف اور اوسکے ثمرات کے بتمام ہین راسخ القدم
تھے لیکن اوسکے حاصل کرنے کی طریق کو راہ ولایت

کے حاصل کرنیکی طریق سے جدا بیان نفرماے اور راہ نبوت
کی بحث مین مستقل ہو کے لب نکھولے اور اوسکے
مبادی کے تعین مین یعنے اوسکے شروع مین کیا کیا چاہئے
سعی جیسی چاہیے نکئے ایسا مناسب معلوم ہوتا ہی کہ ایک
باب اس کتاب کا دونو حسب کی تمیز کے وجوہ کے بیان
مین لکھا جاے اور چونکہ دریافت کرنا ہر طریق کے اثار
اور علامات کا مقدم ہی چلنے پر اوس طریق کے اسواسطے
سب بابون پر اس باب کو مقدم کیا گیا اور چونکہ پاک
کرنا نفس کا رذایل سے اور آرایش دنیا اوسکا فضایل سے
اور بجالانا عبادات شرعیہ کا ایسے ڈھب پر کہ شارع
کو مقصود ہی بنیاد ہی راہ نبوت کی اور رونق بخش
ہی راہ ولایت کی اسلئے ضرور ہوا کہ ایک باب
اسکتاب کا تخلیہ اور تحلیہ یعنے پاک کرنے اور زیور پہرانے پر
نفس کے مشتمل ہو اور طریق اداے عبادات شرعیہ
کے بیان کو شامل ہو راہ نبوت اور راہ ولایت کے
سلوک کے بیان سے مقدم اور دونو راہ کی تمیز کے وجہون
کے بیان سے موخر معین کیا جاے تاکہ راہ نبوت کے طالبون کو

اپنے کام کا سررشتہ ہاتھہ لگے اور راہ ولایت کے سالکون کو اپنی سعی کا پھل ملے اور بھی انہین بزرگوارون نے اگرچہ راہ ولایت کے مبادی کے تعین مین یعنے اذکار اور مراقبے اور ریاضتین اور مجاہدے مقرر کرنے مین سعی زیادہ سے زیادہ کئے ہین لیکن بحکم اس مصرع کے * ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد * یعنے ہر بات کا ایک وقت اور ہر نکتہ کا ایک موقع ہی * اشغال ہر وقت کے مناسب اور ریاضتین ہر قرن کے موافق جدا جدا ہوتی ہین اسیواسطے ہر وقت کے محققون نے جو اکابر ہر طریق کے تھے تجدید یعنے نیا کرنے مین اشغال کے بہت کوشش کئے ہین بنابر اسکے مصلحت دید وقت نے ایسا اقتضا کیا کہ ایک باب اِس کتاب کا واسطے بیان اشغال جدیدہ یعنے نئے شغلون کے جو اس وقت کے مناسب ہی معین کیا جاوے اور اشغال کی تجدید مین تینون طریقے یعنے قادریہ اور چشتیہ اور نقشبندیہ پر اکتفا کیا جاوے کیونکہ یہہ طریقے سب طریقون سے مشہور زیادہ ہین پس اِس طریقے کی اشغال کی تجدید یعنے نیا کرنے کے بعد دوسرے طریقون کی اشغال کی تجدید کی کچھ حاجت نہین *

اور چونکہ حاصل ہوئی نسبت ولایت کی راہ نبوت کے سلوک کو آسان کرتی ہی اور جسکو نسبت ولایت کی حاصل ہی راہ نبوت کی نسبت کو تھوری سعی سے حاصل کرسکتا ہی اسواسطے احسن ترتیب یون تھہری کہ اس باب کو باب چہارم پر جو مشتمل ہی طریق بر سلوک راہ نبوت کے مقدم کیا جائے اور اللہ سے توفیق ہی اور اوسکے ہاتھہ مین لگام تحقیق ہی

پہلا باب بیان مین طریق نبوت اور طریق ولایتکی تمیز کے وجہون مین اور اُس مین دو فصل ہی ❁

پہلی فصل بیان مین طریق ولایت کے تمیز کی وجہون مین اور اوس مین چار ہدایت ہی ❁ پہلی ہدایت حب عشقی کے تحصیل کے اسباب مین اور اُس مین دو افادہ ہی ا افادہ جاناچاہیئے کہ حضرت حق کی محبت حاصل کرنے کے لئے سبب عادی ہی ذکر اور فکر لیکن جو ذکر اور فکر کہ دو نو قسم کی محبت مین سے ایک قسم کی محبت کے حاصل کرنیکا سبب ہی سو غیر ہی اوس ذکر اور فکر کا جو سبب ہی حاصل کرنیکا دوسری قسم کی محبت کا چنانچہ اوس معنی کا اشارہ ان

دونون قسم کے کامون کی تفصیلون کے ضمن مین کیا جائیگا
۲ افادہ لیکن عشق کے حصول کا سبب سو تمثیل اوسکی
یہہ ہی کہ جیسا کہ آگ کہ بہت لطیف اور نہایت صاف اور
سب عناصر یعنے مٹی ہوا پانی کے اوپر ہی زمین کے اجزاے لطیف
کے ساتھہ کہ جسکا نام دہوان ہی ملتی ہی اور اوسکو اپنے کرہ کے
طرف جو سارے عناصر کے کرون کے اوپر ہی کھینچتی ہی تا کہ اوسکو اپنے
مین فانی کرے اور آثار اور احکام مین ہمرنگ اپنا بناوے لیکن
جب وہ غبار کہ درمیان اسمان اور زمین کے تودہ تودہ
جمع ہوا ہی اوس دہوین کو آگ کے کرہ کی طرف چڑھنے
نہین دیتا اور روکتا ہی اِس سبب سے درمیان نار اور
غبار کے کشاکشی اور مقابلہ پیش اتا ہی اسی جہت سے
کڑک اور بجلی پیدا ہوتی ہی یہان تک کہ اجزاے نار یعنے
اگ اپنی شدت اور تیزی کے سبب عوایق یعنے روکنے
والی چیزون مین سے کسیکو پانی کر کے زمین کی طرف گرا دیتی
ہی اور کسی کو پارہ پارہ کر کے جو مین یعنے آسمان اور زمین
کے درمیان پریشان کر ڈالتی ہی تا کہ دہوین کے جزء لطیف
کو کشان کشان اپنے کرہ کے طرف لیجا کے اپنے مین فانی اور

ریشان کرے ایسا ہی لفظ مبارک اللہ کا جو نشاء الفاظ یعنے
عالم گفت گو ہین تجلی حضرت پانچون کی ہی ذاکر کے حلق اور
تالو اور زبان اور کان کو اوس ڈھب سے ذکر کرنے مین جو
صوفیہ کے درمیان چلا کر ذکر کرنے کے لئے معمول ہی اور وہی ذکر
جہری وسوسے کے دور ہونے اور دل کے جمع ہونے اور
ارواح کی پتلا پن کے لئے مقرر ہی نور اور سکینہ اور لذت
سے مالا مال کرتا ہی اور ایسا ہی لفظ مبارک اللہ کا اوس
طریق سے ذکر کرنے مین کہ مشہور ہی صوفیہ کے درمیان ذکر
خفی کے لئے اور وہی ذکر خفی مقرر ہی حلاوت پانے
اور خلوت اور سکوت کی لذت اوٹھانے کے لئے اور
لوگون سے ملنے اور کلام کرنے سے نفرت پیدا ہونے کے
لئے وہم اور خیال کو ذاکر کے پاش پاش کرکے نیست اور
نابود کر دیتا ہی خواہ ذکر سے اِس لفظ مبارک کے یہہ
بات حاصل ہوئی ہو یا ملانے سے نفی کے جیسا لا الہ الا اللہ ہی
یا کوئی دوسری صفات کے جیسا اللہ سمیع ہی اور اللہ
بصیر ہی تب طالب کا ذہن اوس لفظ سے انتقال کر کے
اوس لفظ کے معنی اور مفہوم کے تصور کے طرف جاتا رہتا

ہی اور وہ مفہوم نشاء علم یعنے عالم عام مین حضرت حق کی
وہ تجلی ہی جو ساری تجلیات سے برتر اور لطیف تر اور سب
تجلیات مین حضرت ذات پاک کے ساتھہ قریب تر ہی
جب یہہ تجلی یعنے اس لفظ کا مفہوم کہ بسیط محض اور مجرد
بحت ہی ذہن مین طالب کے جمتا اور مستقر ہوتا ہی
اس طرح سے کہ اوسکی بصیرت کی انکھہ ہمیشہ اوس
مفہوم کی طرف پڑتی رہتی ہی اور تمامی قوت دراکہ اوسکی
کھلی انکھہ کی طرح اوسی مفہوم پر تکی لگی رہتی ہی اور
سیواے اوس مفہوم کے کسی طرف تہ دل سے
التفات نہین ہوتی ہی احیانا اگر خطرہ ماسوا کا اوسکے ذہن
مین گذرے تو وہ امر اتفاقی ہی تہ دل سے نہین اور اوسکا
نام قوم صوفیہ کے نزدیک فکر ہی ف بسیط کہتے ہین اوسکو
جو مرکب نہو جیسے پانی اور ہوا اگرچہ نکہ ہوا کبھی پانی اور
پانی ہوا ہو جاتا ہی یعنے حال انکا بدلتا ہی اسیواسطے اونکو
محض بسیط نہین بولتے اور اللہ تعالی کی ذات محض بسیط
ہی کیونکہ اُسکا حال بدلتا نہین اور مجرد بولتے ہین اُسکو
جو بسیط ہو مگر کرہ کا محتاج نہو جسطرح ملایک کیونکہ فرشتے

کرہ کے محتاج نہین لیکن چونکہ مخلوق ہین اُنکو مجرد بحت نہین
بولتے اور خدا کی ذات مجرد بحت ہی کیونکہ اوسکی ذات
مخلوق نہین انتہی حاصل کلام جب طالب اپنی ہمت اور
عقل کے زور سے اوس مفہوم مین ڈوبتا ہی اور استغراق
قوی حاصل کرتا ہی اور وہ تجلی اُسکے جان کی پیوند ہو جاتی
ہی تب سالک کے جز لطیف کو کہ روح الہی ہی اپنا ماون
اور خوگر بنا کے اور اوسکے ساتھہ ملکے اوسکو اپنے اصل
کے طرف کہینچتی ہی اور روح الہی کہ عالم پاک سے ہی
وَقُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی یعنے توکہہ کہ روح ہی میرے
رب کے امر سے شان مین اوسکے ہی اور سبب
قید ہونیکے اُس مشت خاک یعنے جسم مین اپنے اصل کو
بہول گئی تھی اور اوسکے ادراک کے آینہ نے زنگ کہایا
تہا جب اوس تجلی کے نور سے آینہ مونہہ کا اوسکے صیقل
ہوا اور حق کے کمالون کا عکس اپنے مین دیکہا چنانچہ اِنَّ اللّٰہَ
خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ یعنے بیشک اللہ نے بنایا آدم کو اپنی
صفت پر ایک اشارہ ہی اُسپر اور اپنے بہولے ہوئے
وطن کو یاد کرکے پہر اپنے اصل مین ملنے چاہتی ہی پہر کہینچنا

اوس تجلی کا اس روح کو اور خود کھچی جانا اوس روح کا بسبب
اوس بیداری اور ہوشیاری کے بسبب اوس تجلی کے
حاصل کیا تھا حظیرۃ القدس یعنی احاطہ پاک مین چڑھنے چاہتی
ہی اور اپنے رفیق اعلی سے یعنی جماعت انبیا سے کہ
مقام ان کا اعلی علیین ہی ملنے کی خواہش کرتی ہی لیکن چونکہ
غبار بشریت کا حظیرۃ القدس مین ملنے نہین دیتا اور روکتا
ہی ناچار روک توک اور مقابلہ درمیان خواہش روح الہی
اور چاہش نفسانی کے حادث ہوتی ہی اس سبب سے
شورش اور تغل غل اور گرمی نسمہ مین کہ کالقب روح
طبعی ہی ظاہر ہوتی ہی جیسا غضب کے وقت سوزش اور
گرمی اور فرحت کے وقت خوشی اور شگفتگی ❋ ف ❋ روح
الہی کی حقیقت سیواے خدا کے کوئی نہین جانتا آدمی کو اتنا
علم نہین جو اوسکو سمجھے اور روح حیوانی کو روح طبعی بولتے ہین
اسلئے کہ طبیب لوگ علاج اور معالجہ اسی روح کا کرتے ہین
اور صحت اور مرض اُسی سے علاقہ رکھتا ہی انتہی حاصل کلام
روحانی خواہش اور نفسانی چاہش دونون کے کشاکش
سے جو سوزش اور بیقراری اور گرمی روح نفسانی مین

پیدا ہوتی ہی سو طالب کو دیوانے اور سوالے کی طرح کر دیتی ہی اور عقل اور فکر کو کھو دیتی ہی اور اکثر ایسا ہوتا ہی کہ شرع اور ادب کے قانون سے باہر کر دیتی ہی اور اُس سوزش اور گرمی اور بیقراری کی شدت اور تیزی کے سبب سے صحرا اور میدان اچھا معلوم ہوتا ہی اور مجلس اور مکان مین وحشت ہوتی ہی اور آہ اور فغان کیا کرتا ہی اور رنگ زرد ہو جاتا ہی اور آنسون گرایا کرتا ہی اور اسی کیفیت کو عشق کہتے ہین اور چونکہ یہہ کیفیت روح نفسانی کو حاصل ہوتی ہی اسیواسطے اسکو حب نفسانی بھی کہتے ہین اور یہہ کیفیت دمبدم بڑھتی جاتی ہی یہان تک کہ حجاب بشریت کا اور جلباب تکرہ کا یعنے پردہ اللہ کے نہ پہچاننے کا پھٹ جاتا ہی اور نفسانیت کا غبار پاش پاش ہو جاتا ہی اور اس محبت کا پھل ظاہر ہوتا ہی یعنے حضرت ذوالجلال کے جمال کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہی

ہدایت دوسری حب عشقی کے مویدات کے بیان مین اور وہ شامل ہی تین افادہ پر *

* افادہ * حب عشقی کی مویدات مین سے عمدہ موید ریاضت

ہی یعنے کم سونا اور کم بولنا اور لوگونکی صحبت مین کم رہنا کیونکہ ان چیزون کی قلت سے روح حیوانی کو رقت اور لطافت حاصل ہوتی ہی اور جس قدر روح حیوانی پتلی ہوتی ہی اور گھلتی ہی تغلغل اور شورش اور گرمی جلد تر ظاہر ہوتی ہی ❁ ۲ افادہ ❁ سب مویدات مین سے حب عشقی کے سنا ہی الحان خوش کا اور آواز دلکش کا اور شوق امیز قصون کا اور عشق انگیز شعرون کا ❁ ۳ افادہ ❁ ساری موبدات سے اُسکے پرہیز کرنا ہی اُن چیزون سے کہ روح طبعی مین کثافت پیدا کرتی ہین جیسا بہت سونا اور غذاے کثیف کا ہمیشہ کھانا اور مانند اُسکے چنانچہ اہل تجربہ پر چھپا نہین ہی ❁

تیسری ہدایت بیان مین حب عشقی کے آثار مین اور اس مین پانچ افادہ ہی

❁ ۱ افادہ ❁ حب عشقی کے آثار مین سے ایک یہہ ہی کہ یہہ حب بذاتہ پھٹ جانیکو حجاب بشری کے اور ملنے کو روح الہی کے اپنے اصل کے طرف تقاضا کرتی ہی اور بس ❁ کسی قانون کی موافقت نہین چاہتی خواہ قانون شرع ہو خواہ قانون ادب اور نہ کسی کی رضامندی ڈھونڈھتی خواہ رضامندی

محبوب کی ہو خواہ اوسکے غیر کی اور نہ کسی کی متابعت کو لازم جانتی خواہ متابعت خود محبوب کی ہو خواہ اسکے غیر کی یہہ مت سمجھو کہ مقصود اس کلام سے یہہ ہی کہ عشق اور وجد والے پابند شریعت کے اور مقید آداب عرفی کے اور طالب رضاے مولا کے نہین ہوتے اور تابعداری کو مصطفی صلعم کے لازم نہین جانتے حاشا وکلا بلکہ مقصود وہ ہی کہ یہہ حب بذاتہ ان کامون کو نہین چاہتی بلکہ صاحب اس حال کے فقط مضمحل ہونے کو مشاہدہ مین جمال حضرت ذوالجلال کے چاہتی ہی اور بس * جس طور سے ممکن ہو ہاتھ اوے کسی طرق کی خصوصیت کو اوسکی اقتضا مین دخل نہین مثلا اگر ایسے حال والے کو اپنا مقصد حاصل ہونیکا گمان راگ باجہ سننے مین اور عشق مجازی مین اور شغل برزخ مین اور طاعت اور ذکر سے معطل رہنے مین اور اسیطرح کے کامون مین جو شرعا حرام اور منع ہی ہووے البتہ تہہ دل سے اوسکی رغبت اور میلان انکامون کی طرف ظاہر ہوگی اگرچہ صاحب اس حال کا دینداری کی راہ سے اس خواہش کے آثار کو ظاہر

ہونے نہ دے بلکہ دور کرنے مین اوسکے کوشش کرے
کیا نہین دیکھتا ہی کہ عشق مجازی مین عاشق کو معشوق کے
جمال کا دیکھنا اور اوسے نزدیک ہونا اور ملنا مطلوب
ہوتا ہی اگرچہ معشوق کو عاشق کے نزدیکی سے اذیت
ہوتی ہی بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ مجازی معشوقین اپنے
عاشق کو دیدہ بازی سے اور آمد و رفت سے اپنی مجلس
مین منع کرتے ہین اور قرب وجوار اور محلہ اور دیار سے
نکلوا دیتے ہین یہان تک کہ نوبت گالی گلوج کی اور لات اور
جوتی کی پہنچتی ہی لیکن عاشق لوگ دیدہ بازی سے اور
امد و رفت سے مجالس مین معشوقون کے دست بردار نہین
ہوتے ہین بلکہ مرجانا اپنے معشوق کے ہاتھہ سے اور برداشت
کرنا اُن کے غصہ اور غضب کو اور رکھبل جانا اپنی جان کو اُنکے
کوچہ مین کمال فخر اور عالی ہمتی سمجھتے ہین چنانچہ اُن کی باتین جو نظم
اور نثر مین ہین صریح اس پر دلالت کرتی ہین کیا نہین دیکھتا
ہی کہ کلام شکایت امیز کسی ایک کا زبان پر لانا اور حرف
گلہ کا نکالنا کسقدر باعث رنج کا اوس شخص کے ہوتا ہی اور
مقام مین حب عشاق کے کس پایہ مین گراتا ہی باوجود اسکے

عشق مجازی والے بیان کرنے مین ایسی حکایات اور شکایات
کے درپے نہین بلکہ اپنے کلام کو کے اسطرح مضامین
سے رنگین کرتے ہیں حاصل کلام مقصود اس کلام سے حب
عشقی کی اہانت نہین ہی بلکہ ایک اشارہ ہی طرف
اوس فرق کے کہ درمیان حب عشقی اور حب عقلی کے
ہی حاشدکلا * ۲ افادہ * اور سب اثارون مین سے حب
عشقی کے تفرد ہی یعنے محبوب کے سوا سارے علاقون
سے الگ رہنا اور بھانت بھانت کے شغلون کے
پیش اپنے اور علابق کے ہجوم سے دل تنگ ہونا اور
امور متفرقہ کے انتظام سے تنگ حوصلہ ہونا جیسا بند وبست
گھر اور سیاست شہر کی اور جماعتون کی امامت اور
جمعہ اور عید کی اقامت اور حق دار ناپتے والون کے حق کو
دینا ہی اور اسیواسطے نکاح سے جو اصل سارے
علاقون کا ہی اُن کو نفرت اور وحشت ہوتی ہی * ۳ افادہ *
اُنہین مین سے ہی شدت سے علاقہ پکڑنا دلکا مرشد کے ساتھہ
مستقل ہو کے یعنے اس لحاظ سے نہین کہ یہہ شخص حضرت
حق کے فیض کا ناودان ہی اور اُسکی ہدایت کا واسطہ

ہی بلکہ اس طور سے کہ متعلق عشق کا وہی شخص ہونا
ہی چنانچہ اس طریق کے بزرگوارون مین سے ایک نے
فرمایا ہی کہ اگر خداے تعالی ہمارے مرشد کے غیر مین
تجلی فرماوے تو ہرگز مجھکو اوسکی طرف التفات درکار نہین
❊ ۴ افادہ ❊ سب آثارون مین سے اس حب کے اہتمام نکرنا ہی
علوم اور طاعات ظاہری پر کیونکہ مشغول ہونا علوم ظاہری
مین بھانت بھانت کے کامون کے انتظام مین سے ہی اور
چونکہ کام اسکا بساطت در بساطت یعنے وحدت ہی
مشغول ہونا ایسے کامون مین کہ جس مین کثرت ہی اوسکے
کاروبار کو پریشان کرتا ہی ❊ ۵ افادہ ❊ اور سب آثار مین
اوس کے عدم تفطن یعنے نہ سمجھنا اوس علاقہ کا ہی کہ ظاہر
شرع اور باطن شرع کے درمیان مین واقع ہی تفصیل اس
اجمال کی یون ہی کہ شرع کو ایک باطن ہی اور وہ علاقہ
پکڑنا دل کا ہی حضرت حق جلشانہ کے ساتھ اور اِس تعلق
کے اقسام مختلف ہین کہ ہر قسم کو اوس اقسام مین سے
نسبت بولتے ہین ❊ ف ❊ جسطرح بادشاہ کے ساتھ
کسیکو نسبت غلامی اور کسیکو نوکری اور کسیکو دوستی کی

ہوتی ہی انتہی اوٗر شرع کو ایک ظاہر ہی اوٗر وہ احکام
کو بجالانا ہی اور مناہی سے باز رہنا اور اس افعال ظاہری
اور وہ علاقہ باطنی کے بیچ مین ایک علاقہ ہی بہت باریک
کہ قبلہ محققین اعنی شیخ ولی اللہ قدس اللہ سرہ نے اسکو
لکھو لکر تفصیل کے ساتھہ لکھا ہی پس جو شخص اپنے مین
اوس علاقہ کو پاتا ہی عبادت اوسکی سراسر مغز بے پوست
ہوتی ہی اور احوال اسکا افعال کے ساتھہ مل جاتا ہی
دگرنہ وہ شخص محض قشری ہی یعنے عبادت اوسکی سراسر
پوست بے مغز ہوتی ہی اگر تمسک فقط ظاہر افعال شرعی
پر کیا جاوے والا عقیدہ مین اوسکے ایک شاخ ملحد پنے کی نکلتی
ہی اگر تمسک فقط باطن شرع پر کرکے ظاہر شرع کا کچھ اعتبار
نکرے اور چونکہ دریافت کرنا اوس علاقہ کا وحدت احوال مین
کثرت افعال کے بند و بست کے قسم سے ہی حب
عشقی والے کو اس میدان مین جولان نہین ہی مگر حب عقلی
والون کی تقلید کرکے اور اسی آثار سے جو مذکور ہووے
دوسرے آثار کو کہ بسبب تنگی مقام کے مذکور نہووے سمجھنا
عاقل پر اتنا دشوار نہین * اَلْعَاقِلُ تَکْفِیهِ الْاِشَارَۃُ * عاقل کو

اشارہ بس ہی *

چوتھی ہدایت جب عشق کے پہل مین

اور اس مین تین فایدہ ہی * ا افادہ * کیفیت عشق کی تیزی اور شدت اور تجلی علمی کی کشش کی قوت اور روح الہی کے کمال کھچی جانے کے سبب سے جب غبار شہادت اور مثال کا دور ہوجاتا ہی اور نور اور ظلمت کے پردے پھت جاتے ہین تب بموجب اوس وعدہ کے کہ جسپر آیہ کریمہ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ناطق ہی یعنے جو لوگ کوشش کرتے ہین ہماری تلاش مین البتہ بتاونگا اُنکو اپنی راہین اور جسپر کریمہ فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ دلالت کرتی ہی یعنے یاد کرو مجھکو یاد کرونگا تمکو حضرت ذو الجلال کے جمال لایزال کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہی یعنے اللہ کی ذات پاک ظاہر ہوتی ہی اور قرب اور نزدیکی اور معیت اور سنگت کے معنے کہ مضمون ہی اس حدیث قدسی کا اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِيْ وَاحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ ہم اپنے بندہ کی یقین کے نزدیک ہین اور ہم اوسکے ساتھ

ہیں جب یاد کرتا ہی وہ مجھکو اور یاد کرا اللہ کو پاویگا تو اوسکو
اپنے روبرو * اوسپر ظاہر ہوتا ہی یعنے وصال حاصل ہوتی
ہی اور بدلے مین اوس تب و تاب اور بیچینی اور
قلق کے کہ جدائی مین برداشت کیا تھا پوشاک سرور کی اور
خلعت کلمہ کلام کی ہاتھہ لگتی ہی فی الجملہ پریشانی الفت
کے ساتھہ اور وحشت اُنس اور محبت کے ساتھہ
بدل جاتی ہی افادہ پھر جب قاید توفیق اوس مدہوش کے
ہاتھہ کو یعنے جو شخص مشاہدہ کی خوشی سے مدہوش
ہو رہا ہی اوسکے ہاتھہ کو پکڑ کے اوپر کھینچتا ہی تب فنا
اور بقا کا مقام یعنے اپنے کو فنا اور اللہ کو باقی سمجھتا ہی غیب
کے پردہ سے ظاہر ہوتا ہی اِس اجمال کی تفصیل یہہ ہی
کہ جیسا لوہے کے ٹکڑے کو آگ مین ڈالتے ہین اور آگ
کا شعلہ اوسکے ہر جانب کو گھیر لیتا ہی بلکہ آگ کا جز لطیف
اوس لوہے کے ٹکڑے کے جوہر ذات مین گھس جاتا ہی
اور رنگ اور روپ کو اوسکے ہمرنگ اپنا بناتا ہی اور
گرمی اور جلانا کہ آگ کی خاصیت مین سے ہی اوسکو حاصل
ہوتی ہی البتہ وہ لوہے کا ٹکڑہ آگ کے انگارون مین گنا جاتا

ہی اس لحاظ سے نہین کہ وہ لوہا اپنی حقیقت سے بدل کے
صرف آگ ہو جاتا ہی کیونکہ یہہ امر صریح جھوٹھہ اور باطل
ہی بلکہ یہہ لوہے کا ٹکرہ اپنی حقیقت مین لوہا ہی ہی لیکن
آگ کے شعلون کے لشکر کی ہجوم سے لوہے پنا اوسکا اپنے
آثار سمیت بھاگ گیا اور گم گیا پس جو آثار اور احکام
کہ آگ مین پایا جاتا تھا وہی حکم اور اثر اوس لوہے کے ٹکرے
مین صادق آسکتا ہی نہ نہ بلکہ وہ آثار اب بھی اوسی آگ
پر کہ اوس لوہے کے ٹکرے کو گھیر لیا ہی مترتب ہوتا
ہی لیکن جب آوس آگ نے اوس لوہے کے ٹکرے کو
اپنی سواری بناکے اپنی سلطنت کا تخت قرار دیا اوس
آثار اور احکام کو اسی لوہے کے ٹکرے کے ساتھہ نسبت
کرسکتے ہین چنانچہ اوسیکی تصریح ہی وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ اَمْرِیْ
اور نہین کیا ہمنے اوسکو اپنے حکم سے وَفَارَادَ رَبُّكَ پھر
ارادہ کیا تیرے رب نے * ف * حضرت موسی علی
نبینا و علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کو خون ناحق
کا اور ناحق کشتی توڑنے اور بے فایدہ دیوار بنانے کا الزام
دیا اور انکی طرف نسبت کیا اور خضر علیہ السلام نے جواب

دیا کہ نہین کیا ہم نے اپنے حکم سے اس سے معلوم ہوا کہ
جلانا کام آگ کا ہی لیکن کہہ سکتے ہین کہ لوہے سے جل گیا
لوہے سے داغ دیا انتہی القصہ اگر اوس لوہے کے ٹکڑے
کو اسحال مین بولنے کی قدرت ہوتی تو بیشک سوز بان سے
اپنے آگ ہو جانیکا آوازہ اور لوہا آگ ہی اور آگ لوہا ہی
اس لفظ کا شور گنبذ آسمان مین ڈالتا اور مقرر ایک ساعت از خود
رفتہ ہوکے اور اپنی حقیقت سے غافل ہوکے بولنے لگتا
کہ مین آتش سوز اون کی ایک چنگاری ہون اور مین وہ ہون
کہ کاروبار باورچیونکا اور لوہارون اورسونارون بلکہ سارے
صنعت والون کا میرے ساتھہ لگا ہی پس اسیطرح
جب اللہ کی کشش کی موجین اس طالب کے نفس کامل کو
احدیت کے دریا کے قعر مین کھینچ لیتی ہی * ف * یعنے
سوا اوس احد کے اوسکو کوئی نظر نہین آتا اور اوسکے
توحید مین فنا ہو جاتا اور اوسی پاک ذات پر اوسکی نگاہ لگ
جاتی ہی اور اپنے کان اور آنکھہ اور ہاتھہ اور پانون اور
غیرہ اعضا کا خیال اور ہوش مطلق باقی نہین رہتا جیسا کہ فنا اور
بقا کے مقام مین قریب ہی مذکور ہی انتہی تب انا الحق یعنے

مین حق ہون ولیس فی جبتی سوی اللہ * اور نہین میرے
جبے مین اللہ کے سوا ہی بےاختیاری سے بول اوٹھتا ہی
جیسا کہ اسی حال کا بیان ہی حدیث مین جو مذکور ہوتی ہی
* فکنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ
و یدہ التی یبطش بہا و رجلہ التی یمشی بہا *
تب ہوتا ہون اوسکا کان کہ سنتا ہی اوس سے اور ہوتا
ہون اوسکی انکھہ کہ دیکھتا ہی اوس سے اور ہوتا ہون
اوسکا ہاتھہ کہ پکڑتا ہی اوس سے اور ہوتا ہون اوسکا
پانون کہ چلتا ہی اوس سے اور ایک روایت مین یہہ لفظ
ہی ولسانہ الذی یتکلم بہ * اور ہوتا ہون اوسکی زبان
کہ بولتا ہی اوس سے یہہ گفتگو بہت باریک اور یہہ مسلہ
ہی بہت نازک اس مسلہ مین مناسب ہی کہ خوب تامل
کرے * ف * یہہ ایسا مقام ہی کہ جب روح آدمی
کی بشریت اور آب و گل کے لباس سے خالی ہوتی
ہی اور حق کی تجلی کا عکس اوس روح پر برتی ہی اور
طالب حق کا حق تعالی کو موجود اور اپنے کو بالکل فنا اور
مٹا ہوا سمجھتا ہی اور اپنی زبان کو اپنی زبان نہین جانتا

اور اسکا حال اوس لوہے کے ٹکرے کا سا ہوتا ہی جب بے اختیاری کی حالت میں عشق کے جوش سے انا الحق کہنے لگتا ہی انتہی * اور تفصیل وار سمجھنا اسکا دوسرے مقام پر حوالہ کرے تو * وَوَرَاءَ ذَالِكَ فَلَا اَقُولُ لِاَنَّهُ * سِرٌ لِسَانُ النَّاطِقِ عَنْهُ اَخْرَسُ * اِسکے سوا اور کچھ نہ بولونگا کیونکہ وہ ایک بھید ہی زبان ناطق اوس سے گنگ ہی خبردار اس معاملہ میں ہرگز تعجب اور انکار کرنا نچاہئے کیونکہ جب وادی مقدس کی آگ سے جہان حضرت موسیٰ علیہ السلام گئے تھے اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ * بیشک مین ہون اللہ سارے جہان کا پالنے والا اس مضمون کی اواز نکلی تو آدمی جو اشرف موجودات اور اوس ذات پاک کا نمونہ ہی اگر اوسکے نفس کامل سے اواز انا الحق کی نکلی تو مقام تعجب کا نہین * ف * یہہ آیت بیسوین پارہ سورہ قصص مین ہی انتہی اور اسمقام کے لوازمہ سے ہی عجیب و غریب خوارق اور کرامتون کا صادر ہونا اور قوی تاثیرون کا ظاہر ہونا اور دعاؤن کا قبول ہونا اور بلاؤن کا دفع ہونا دلیل اسکی یہہ حدیث قدسی ہی لَئِنْ سَأَلَنِیْ لَاُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ

لَاُعِیذَنَّهٗ * البتہ اگر سوال کریگا مجھسے البتہ عطا کرونگا
اوسکو اور اگر پناہ مانگے ہمسے البتہ پناہ دونگا اوسکو اور
اس حال والے کے لوازمات سے ہی کہ اوسکے
دشمن بدسگال پر خرابی اور وبال پڑے چنانچہ یہہ
حدیث اسی مضمون کی ہی مَنْ عادیٰ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ
اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرَبِ * جسنے دشمنی کی میرے دوست کے
ساتھہ سو تحقیق آگاہ کر دیا ہمنے ساتھہ جنگ کے * ۳ افادہ *
پھر اگر غیب سے دوہری رحمت اور نئی طرح کی کشش
رحمانی اس طالب کے حال پر پہنچتی ہی تب اوسکی
ادراک اور سمجھہ بہت ہی کشادہ اور بہت بڑی
ہو جاتی ہی کہ اوسکے سبب سے جتنی موجودات اور
مخلوقات ہین سبکی حقیقت ذات بیچون کے مقابلہ
مین اوس شخص کے نزدیک مٹی ہوئی نظر آتی ہی اور جو
علاقہ کہ اس طالب کی ذات اور حضرت حق کے درمیان
مین ظاہر ہوا تھا وہی علاقہ ساری موجودات اور حضرت حق
کے درمیان مین اوس کو روشن ہوتا ہی حاصل کلام
حضرت حق جو تمام موجودات کا قیوم اور تھامنے والا ہی

اوسکی قیومیت کی شان اور ساری مخلوقات کی بیشمار
حقیقتیں جو اوس ایک ذات سے قایم ہیں اسپر کھل
جاتی ہی تب سورہ حدید کی اس آیت کا مضمون بولنے
لگتا ہی * هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيْمٌ * وہی ہی پہلا اور وہی پچھلا اور ظاہر اور باطن اور
وہ سب چیز جانتا ہی سبحان اللہ کیا خوب تاثیر حب عشقی
ہی اور کیا اچھی کشش تجلی علمی کی ہی کہ اوسکے سبب
سے یہہ ایک مشت خاک مقام پاک مین کسقدر چالاک ہوا
اور اِس ناچیز مٹی نے رب الارباب کے قرب کی مجلس
مین کیسا مقام عزت کا بیٹھنے کو پایا بیت جسم خاک از عشق
بر افلاک شد * کوہ در رقص آمد و چالاک شد * یعنے خاکی
بدن عشق سے آسمان پر گیا پہاڑ ناچنے لگا اور چالاک ہوا
عشق جان طور آمد عاشقا * طور مست وخر موسی صاعقا *
طور کی جان عشق آئی عاشقا * ہو گیا مست اور موسی گر پڑا
اور اس مقام کے لوازمے سے ہی وحدت وجود کا دم مارنا *
* ف * یعنے سب وجود کو فنا سمجھنا فقط اللہ کے وجود کو
باقی اور موجود جاننا انتہی. اور اللہ کی معرفت کی باتین کرنا اور

ان بیہوں کا مضمون بولنا شعر انچہ نی میگوید اندر زیر و بم
فاش گر گویم جہان برہم زنم * یعنے جو کچھ بانسلی بولتی ہی زیر
و بم کے اندر اگر کھول کر بولون تو جہان کو برہم کرون *
جملہ معشوق است و عاشق پردۂ * زندہ معشوق است و عاشق مردۂ *
یعنے جو ہی سو معشوق ہی عاشق پردہ ہی معشوق زندہ ہی
عاشق مردہ ہی * محبت عشقی کے احکام کا بیان شرح وار
خصوصا فنا اور بقا کے مقام کی تفصیل سلوک کی کتابون مین
موجود ہی اور قدوہ اولیا کے اور زبدہ ارباب صفا کے
حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ نے اس کمال
کو قرب النوافل بولتے ہین *

دوسری فصل بیان مین طریق نبوت کی تمیز کے وجہون مین اور اس مین چار ہدایت ہی *

پہلی ہدایت بیان مین حب ایمانی کی تحصیل کے اسباب مین
جانا چاہئے کہ انسان اصل خلقت اور پیدایش مین اپنے
چند امور پر مفطور رہی اور بھلا جاننا اون کامونکا اور برا سمجھنا
اون کامون کے ضد کا اوسکی جبلت مین امانت رکھے ہین
اور نوع انسان مین جس شخص کے جبلت کی تختی نقشون

سے جھوٹی تقلید اون نادانون اور سرکشون کے جنھون
نے اپنے فطرت کو خراب اور فاسد کیئے ہیٔن صاف
ہوتی ہی البتہ انکامون کو اپنے لیئے بلکہ سارے انسان
کے لئے فخر اور ہنر سمجھتا ہی اور انکامون کے ضدکو اپنے
اور اپنے سے لوگون کے لیئے نقصان اور عیب معلوم کرتا
ہی اور جسکو اپنے ہم جنسون سے ان کامون سے معطل
اور بیکار دیکھتا ہی اوسکو دون اور بیوقوفون کے
زمرہ سے گنتا ہی اون مین سے عمدہ امر منعم کی حب اور
اوسکی تعظیم ہی اور سارے عالم پر اوسکی طرف داری
اور اُسکی نعمتونکی شکر گذاری اور محنتون کی برداشت
کرنی اور چاہتی چیزون کو چھوڑ دینی اور طلب رضا مین
اوسکے بھاتی چیزونکا صرف کرنا اور اوسکے غلامونکے زمرے
مین سے اپنے کو سمجھنا اور اپنی ذات کو اُسکے مقابلہ مین ناچیز محض
دیکھنا اور اوسکی تعریف مین زبان کھولنا اور اعضا کو اپنے
اوسکی خدمت مین لگانا اور اوسکے بار احسان کے نیچے گردن
جھکانا اور اوسکے احسان کو قولا اور فعلا اظہار کرنا اور اوسکی
فرمان برداری مین اپنی مرغوب چیزونکو کھودینا اور اوسکے

اوامراور رضاجوئی کے عزم پر دل کو مضبوط رکھنا اور فروہی
اور نیاز سے اوسکے عار و ننگ نکرنا گو کہ خسیس اور دشوار
کامون کا رنج اور محن پیش اوے اور مداومت پر
ہر کام مذکور کے کہ خلاصہ اوسکا حق شناسی منعم کی ہی
استقامت کرنا حاصل کلام خلاصہ اس کلام کا یہہ ہی کہ
انسان جید فطرت کو اپنے منعم کے ساتھہ ایک علاقہ
ایسا ہوتا ہی کہ ہرگز اوسکے عہدہ برائی سے مدت العمر کی
خدمت سے باہر ہوسکنے نہین سکتا اور کبھی چیز کو اوسکی
نعمتون کے مقابلہ مین سمجھنے نہین سکتا اور جو مشقت
کہ اوسکی خدمات کے بجالانے مین برداشت کیا ہی اوسکی جزا
سیوا اوسکے رضا کے دوسری چیز کو معلوم کرنے نہین سکتا ہی
اور اگر تو یہ بات تامل کرے تو کبھی فرد جید خلقت کو افراد
انسانین سے خالی ان امور سے نپاویگا اور آپس مین صراحنا اور
فخر کرنا بسبب حب منعم کے اور بچنا اور نفرت کرنا منعم کی
کفران نعمت سے اور آپسمین گالی گلوج کرنا بسبب
کفران نعمت کے اس قسم کے لوگون مین جاری ہی مثلاً
اگر کسیکو یون یاد کیجئے کہ فلانا اپنے باپ ماکے ساتھہ نیکی

اور اپنے مالک لئے خیر خواہی اور اقا کی نمک حلالی اور
استاد کی تعظیم اور بادشاہون کی فرمان برداری کرتا ہی
تو البتہ وہ شخص اس باتکو اپنی تعریف اور مدح شمار
کرے گا اور اِس سبب سے اوسکو سرور اور خوشی
حاصل ہو گی بالکہ قایل کی محبت اوسکے دل مین جمیگی اور
اوسکے نفع رسانی مین سعی دل و جان سے کریگا اور اگر یون
ذکر کیجئے کہ فلانا اپنے باپ ماکے ساتھہ عقوق یعنے نیکی نہین
کرتا اور مالک سے بہاگتا اور اقا سے نمک حرامی اور استاذکی
اہانت اور سلاطین سے بغاوت کرتا ہی تو البتہ وہ شخص
اس قول کو اپنی ہجو اور مذمت جانکے رنجیدہ ہوگا اور بغض
اور ایذا رسانی پر قایل کے کمر باندھیگا اور نعمت دینے
والے کی حب کی شاخون مین سے ایک شاخ ہی اوسکے
شعایر کی تعظیم یعنے ایسے کامونکی تعظیم جنکو منعم کے ساتھہ
ایک مناسبت خاص اور لگاؤ ہی اس طور سے کہ
جو شخص اس مناسبت سے واقف ہی ذہن اوسکا ان
امور کے دیکھنے سے منعم کی طرف جاتا رہیگا جسطرح منعم
کے نام اور کلام اور لباس اور ہتھیار کی تعظیم یہان تک کہ

اوسکے گھورتے اور گھر کی چنانچہ جنکو ان باتو نکا سلیقہ
ہی اور برتتے حق شناس امیرونکی صحبت اُوٹھاپے
ہیں اور اون کی تعظیم کو جو بہ نسبت فرمان شاہی اور تخت
بادشاہی کے بجالاۓ ہیں دیکھے ہیں اونپر پوشیدہ نرہیگا اور
جب تعظیم منعم کی کمال کو پہنچتی ہی تب وہ تعظیم اُن
چیزون کی تعظیم کی باعث ہوتی ہی جو چیز اوسکی حب کی
تائید اور اوسکے شکر کی ترویج کرتی ہی مثلا تعظیم اوس
شخص کی کرتا ہی جو منعم کی شکرگذاری کے لئے اور محب
کے تائید کے واسطے دعوت کرتا ہی یا اوسکی نعمتونکا
اعلام کرتا ہی اور جب یہہ مرتبہ بھی زور و قوت پکرتا ہی
اور حد سے برتھہ جاتا ہی تب باعث تعظیم کا اون کامون کے
ہوتا ہی جو محب سے منعم کی تعظیم اور خدمت گذاری
مین صادر ہوۓ ہیں مثل تعظیم اوس اقوال اور افعال کے
کہ منعم کی نعمتون کے بدلے مین بجالایا ہی اور مثل تعظیم
اوس مال کے کہ منعم کی رضامندی مین خرچا ہی ❀ یہہ مت
سمجھو کہ یہہ تکبر ہی اپنے قول اور فعل پر اور ناز اور نبختر
ہی اپنے مال خرچنے پر کیون کہ وہ اقوال اور افعال اور اموال

کے دو جہت ہیں ایک جہت سے محب کے کامون سے
ہی اور دوسری جہت سے منعم کی شعایر سے ہی اور
یہہ تعظیم جہت ثانی سے علاقہ رکھتی ہی نہ جہت پہلی سے ❁
اور اونہیں میں سے جواد کی حب ہی اور جواد اوسکو
بولتے ہیں کہ نفع کی چیزون کو بیغرض پہنچاوے کیونکہ جس مین
یہہ صفت پائی جاتی ہی انسان سلیم الفطرۃ بالطبع اوسکو
دوست رکھتا ہی مثلا جس بادشاہ اور امیر مین سخاوت
اور مروت اور کرم او فتوت کی صفت پائی جاتی ہین
البتہ اُنکو ہر کوئی عقل والون مین سے تہہ دلسے اپنے دوست
رکھتا ہی اور ایسے لوگون کی عزت اور جاہ کی ترقی تہہ
دل سے چاہتا ہی خواہ اوسکو کچھ انعام انسے ملا ہو یا نہین
چنانچہ عقل والے پر پوشیدہ نہین ہی اور حال تو یہہ ہی کہ
ان مین سے کسیکو جواد حقیقی نہین بول سکتے ہین کیونکہ
حق جل و علی کے سوا جس شخص مین یہہ صفت ہی اور
فیض رسانی مین لوگون کے سعی اور کوشش کرتا ہی
اوسکو البتہ کوئی غرض ہوتی ہی خواہ غرض دینی ہو جیسا
خدا کی مرضی تلاش کرنا یا ثواب اور دفع عذاب اُخروی

کا طلب کرنا خواہ غرض دنیوی ہو جیسا نام و نشان طلب
کرنا یا لوگون مین شہرہ سخاوت اور کرم کا پھیل جانا
اور ہم جنسون مین ثنا اور مدح اور تعریف کا ہونا البتہ ان
دو غرضون مین سے کوئی غرض باعث اس سخاوت اور
بخشش کی ہوئی ہی لیکن چونکہ اوس غرض کو فیض پہچانے اور
انعام دینے کے وقت چھپا رکھتے ہین اور محض بے غرضی
ظاہر کرتے ہین اسی جہت سے لایق دوستی کرنے عقل
والونکے ہوئے ہین پس جاکہ جوا و مطلق کہ بخشش اور کرم
حقیقی کی صفت ذات فیاض مین اوس کریم کے منحصر ہی
اور بس * ف * یعنے خدا کی دینگی بے غرض اور بے وجہ
ہی اور کسکی نہین انتہی * کیا نہین دیکھتا ہی تو جو کبھی
کسی شخص سے سخاوت اور کرم کے وقت کسی غرض
کی تحصیل یا کسی منفعت کی طلب ظاہر ہوتی ہی تو سارے
عقل والے اوسکو سخیون کے زمرہ سے خارج جانتے
اور دون ہمتون کی جماعت مین سے گنتے ہین * اور
انہین مین سے صمد کی تعظیم ہی اور صمد اوسکو بولتے ہین
کہ خود بے نیاز ہو اور دوسرونکو اس کی طرف احتیاج

پیش آتی ہو اور یہہ صمدیت یعنے بے نیازی متفاوت ہی
کمال اور نقصان مین کیونکہ بے پروائی کھانے اور پینے
اور جماع اور انکے مثل حیوانیت کی لوازمات سے ایکمرتبہ
صمدیت کا ہی اور بے پروائی جہت اور شکل اور
رنگ اور اوسکے مثل جسمانیت کے لوازمات سے
ایکمرتبہ ہی اوسکے اوپر اور بے نیازی مددگار اور وزیر
اور شریک اور مشیر اور ہتھیار اور آلات سے
اور مثل اوسکے عجز کی لوازمات سے اور ایسا ہی
بے پروائی جاسوسون اور ہرکارون اور خفیہ نویسون اور
وقایع یعنے رویداد لکھنیوالون اور اوسکے مانند جہل
کے لوازمہ سے ایک مرتبہ ہی اوس سے اوپر اور بے پروائی
علت سے خواہ فاعل ہو خواہ قابل کہ جسکا نام وجوب ہی
ایکمرتبہ ہی اوس سے اوپر ❁ اور غیرون کو جو احتیاج
اسکی طرف پیش آتی ہی اوسکے بھی مرتبے ویسے ہی
متفاوت ہین کیونکہ احتیاج حل مشکلات اور دفع بلیات
مین ایکمرتبہ ہی اور احتیاج تربیت یعنے کھلانے اور پالنے
اور پرہانے مین یکمرتبہ ہی اوپر اوس سے اور احتیاج اسکی

ایجاد اور عنایت کی طرف حاصل ہونے مین اعضا اور قوی
کے ایکمرتبہ ہی اوس سے اوپر اور احتیاج نفس وجود مین اور
اوس وجود کے باقی رہنے مین یعنے نیست اور ہست ہونے
مین ایکمرتبہ ہی اوس سے اوپر اور دوسرے مرتبہ فوقانی
یعنے اوپر کے مرتبے کو اسی پر قیاس کیا چاہئے اور صمدیت
اور بے نیازی کے مرتبے کے مقابلہ مین ایکمرتبہ ہی تعظیم کا
اوسی کے مثل نقصان اور کمال مین یعنے جسقدر صمدیت
برتر اوسکی طرف احتیاج قوی تر ہوگی حاصل کلام صمدیت
اور تعظیم دونو کو مثل دو پلہ ترازو کے قیاس کیا چاھیئے کہ
ایک پلہ جتنا اونچا ہوگا اُتنا ہی دوسرا پلہ نیچا ہوگا کیا نہین دیکھتا
ہی کہ کوئی دین اور مذہب والے خواہ حق ہو خواہ باطل
عبادت کو کہ غایت مرتبہ تعظیم کا ہی حق مین کسی کے بغیر
ثابت کرنے اوسکی صمدیت اور بے نیازی کے اور بدون
ثابت کرنے اپنی احتیاج کے اوسکی طرف حاجات اور
مشکلات مین تجویز نہین کرتے ہین بلکہ مستحق ہونے پر
عبادت کے لئے اسی صمدیت کو دلیل پکڑتے ہین * ف *
یعنے جب تک کسی کو ایسا نہین سمجھتے کہ یہہ شخص بے نیاز

ہی اور ہم اسکے محتاج تب تک اوسکو لایق عبادت
کے نہین جانتے انتہی اور شارع یعنے خدای تعالی سپنے بھی
جھوتھے معبودون کی معبودیت کو صمدیت کی نفی کے
ساتھہ باطل فرمایا ہی کیونکہ جابجا اونکی احتیاج اور اُنکے
پوجہیریون کی عدم احتیاج یعنے نہ محتاج ہونا اِنکا اون کیطرف
ظاہر کیا ہی چنانچہ جنکو علم تفسیر مین مہارت ہی اُدن پر
پوشیدہ نہین * اور اونہین امارون مین سے اہل کمال کی
محبت اور تعظیم ہی اور یہہ امر بدیہی یعنے ظاہر ہی بیان
کی حاجت نہین کیونکہ ہر سلیم الطبع جس کسی مین کوئی
صفت کمالیت کی دیکھتا ہی مثل علم اور زہد کی اور
قوت اور قدرت اور خوب صورتی اور نیک سیرتی
اور وقار اور غیرہ کے تو البتہ تہہ دل سے اوسکو دوست
رکھتا ہی اور جس قدر ہوسکے اُتنا اوسکی تعظیم اور
توقیر کرتا ہی اور اوسکے ساتھہ بیٹھنے اور صحبت کرنے
مین کوشش کرتا ہی اور چونکہ یہہ وصفین کمال اور نقصان
مین مرتبے متفاوت رکھتے ہین محبت اور تعظیمین کہ مقابلہ
مین ان وصفون کے ہین ضرور متفاوت ہونگی یعنے جتنا جسکو

عام ہوتا ہی اوتنا ہی اوسکی تعظیم ہوتی ہی حاصل کلام
جب ایک کمال اس کمالات مذکورسے انسان کے دل مین
محبت عقلی پیدا کرنے کے لیئے کافی ہی توجب ساری
صفتین پوری پوری کسی مین پائی جائیگی تو البتہ لا کلام باعث
ایسی تعظیم اور محبت کی ہونگی کہ اوسسے برھکر
متصور نہین ہی * دوسری تمہید * جب خداوند تعالی نے
جو منعم حقیقی اور جواد مطلق ہی اخرت کی مصیبتون سے
انسان کے بچنے اور بڑے بڑے مرتبے اور منصب
پر چڑھنے کے لیئے سیواے حاصل ہونے خدا کی محبت
کے کہ تعظیم کے ساتھ بڑے درجے کی ہو بجا نا منعم اور
غیرہ کی حب جو اصل خلقت مین انسان کے سپرد کیا تھا
اوسی کو اس سعادت جاودانی اور پہونچ دوجہانی مین
پہنچنے کی راہ قرار دیکر زبان ہدایت نشان سے آن حضرت
صلعم کے ورپیہ عقل سے پکارا * اَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا یَغذُوکُمْ مِنْ
نِعَمِهٖ * محبت کرو اللہ کی اسلیئے کہ کھلاتا ہی تمکو اپنی نعمتون
سے اور * قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِی * اگر دوست
رکھتے ہو اللہ کو تو پیروی کرو میری اور کلام پاک لطف امیز

ہیکو جو خدا کی نعمتون اور بخششون سے اور صمدیت کے آثار
کی شرح اور بیان سے بھرا ہوا اور پوری صفتون کو
ثابت کرنے والا اور نقصان اور زوال کے نشان کو دور
کرنیوالا تھا انسان کے باطن مین بتایا یعنی آن حضرت صلعم نے
قران کو پڑھ پڑھ سنایا اور اون تسبیحون کو اور تکبیرون کو
جو اوسکی صمدیت کی خبر دینے والی ہین اور حمدون اور
تعریفون کو جو اوسکی بخشش اور نعمت اور اوصاف
اور کمالات سے اگاہ کرنے والی ہین اور وہ تہلیلین جو
ظاہر کرنے والی ہین اوسکے اکیلے ہونے کو الوہیت یعنی
معبود ہونے مین جو جڑ ہی صمدیت کی اور اکیلے ہونے کو
ربوبیت یعنی رب ہونے مین جو اصل ہی جود اور انعام
کی اور بنیاد ہی خوبیون اور کمالون کی بواسطہ اوس
جناب رسالت ماب صلعم کے تعلیم فرمایا اور وہ آیتین
جو افاق مین پھیلی ہوئی اور منتشر ہین اور جانون مین چھپی
ہوئی اور مضمر ہین اور وہ عجایبات کہ اسمانون مین اور
زمین مین ہین خصوصا وہ عجائبات کہ نوع انسان مین یعنی
ایک حال سے دوسری حالت مین آنا اور ایک حال سے

دوسری جگہہ جانا جیسا کبھی نطفہ کبھی خون کبھی ٹکرہ گوشت
کا ہونا ایجاد کے وقت مادہ پر گذرتا ہی اور اچھے اچھے
رنگ اور بھلی بھلی صورتین اور ستھرے ستھرے ہاتھہ
پانون اور طرح طرح کی قوتین صورت بنانے کے وقت موجود
ہونا اور خورش دینا اور بڑھانا اول تو ما کے پیٹ مین
دوسرے چھوٹے پن مین تیسرے جوانی چوتھے بوڑھاپے
مین اور بلاؤن کا ٹالنا اور مشکلون کا کھولنا مظلومون کی
فریادرسی کرنا مضطر اور بیچارون کی دعا قبول کرنا اُسکی
تربیت کے وقت اور رسولون کا بھیجنا اور کتابون کا اُتارنا
اوسکی ہدایت کے وقت محض فضل و کرم سے اپنے
سبب بیان فصیح عرب اور عجم یعنے آن حضرت صلعم کے
ظاہر کیا تا کہ وہ امور کہ خیمہ فطرت اور طبیعت مین انسان
کے پوشیدہ تھا جلوہ گاہ ظہور مین جلوہ گر ہووے اور دین
حنیفی کہ فطرت کی صیقل ہی اُن کے نصیب ہووے اور
دین حنیفی ایسا ہی جیسا تلوار پر صیقل چنانچہ آیۂ کریمہ جو سورہ
روم مین ہی * فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِي
فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ *

یعنے قایم رکھہ مونہہ اپنا دین پر ایک طرف کا ہو کے وہی ہر اس
اللہ کی جسپر تراشا لوگون کو نہین تبدیل ہی اللہ کے بنائے کو
یہی دین مضبوط ہی ✿ اور کریمہ بَلْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا بلکہ
اختیار کیا ہم نے مذہب ابراہیم کو جو ایک طرفہ تھا اس پر
دلالت کرتی ہین جاننا چاہئے کہ ہر چند قول اور فعل تابع اور
فرع ہی اور حال اصل لیکن بعضے وجہہ سے اوسکو متمم
یعنے پورا کرنے والا سمجھنا چاہئے کیونکہ فعل اور قول بمنزلہ
قالب کے ہی اور حال بمنزلہ روح کے اور جیساکہ قالب
بے جان ٹھکری اور پتھر کے قسم سے گنا جاتا ہی ایسے ہی
جان بے قالب خالی کمالات سے سمجھا جاتا ہی مثلاً گالی دینا
اور مارنا کیفیت غضبیہ کی شاخ ہی اور غصہ حال قلبی ہی
لیکن گالی اور مار کو پورا کرنے والا سمجھنا چاہئے کیونکہ اگر کسیکو
مثلاً غصہ اور فرحت پیدا ہو اور اوسکے آثار کو روکے اور
ظاہر ہونے نہ دے جیسا گالی گلوج یا باجہ اور گیت ہی اور
مارو پیٹ یا آرایش اسباب عیش ونشاط اور طیاری
محفل عشرت وانبساط ہی اور امثال اسکے جو خوشی
اور غصہ کی باتین اور حرکتین ہین البتہ وہ غضب اور فرحت

وسوسہ نفسانی کے جنس سے شمار ہونے کے ایک ساعت
مین سوزش آگ غضب کی بجھکے اور شگفتگی فرحت کی
بند ہو کے باطل ہو جائیگا اور اگر وہ حالت قلبی کو قول اور
فعل سے مدد کرین البتہ اوسکو قوت اور زیادتی پہنچیگی
اور وسعت اور کشادگی حاصل ہوگی ایسے ہی منعم جواد
کی محبت اور اوس صمد کی جو اپنے کمال مین ہمسر اور ثانی
نرکھتا ہو اوسکی تعظیم اگرچہ امور قلبی اور حالات نفسانی
سے ہی لیکن محبت قولی اور تعظیم فعلی اوسکو دوبالا
کرتی ہی اور آب و تاب اور رونق بخشتی ہی چنانچہ نروگے
دل والون پر پوشیدہ نہین ہی اور بدون اِن کامون کے
وہ حالت قلبی مثل ہتھہ کٹے کاتب کے اور شہسوار بن
گھورے کے ہوگی جب اس مقدمہ کی تمہید ہوئی تو لابد
اصل مدعا اور اصل کلام کو بیان کرتا ہون ❋ افادہ ❋
جاننا چاہئے کہ مرد سلیم الفطرت جو سعید ازلی ہی اور حق مین
اوسکے چھپی عنایتین مقرر رکئے ہین جب اپنے ہوش
کے کان سے سنتا ہی کہ منعم حقیقی اوسکا ظاہر اور
اور باطن کی نعمتون مین نہایت مرتبہ کی بےپرواہی اور صمدیت

اوپر مذکور ہوا زبان پر لاتا اور تلاوت کرتا ہی سبب اِس
اذکار کی لذت اور اُس کلام کی عظمت دل اور عقل کو
اوس کے مالامال کرتی ہی اور اوس کلام پاک کی شیرینی
اور اوسکے مضامین کی خوبی اوسکے دل کو سرشار کرتی ہی
اور ہوش اور عقل کو اوس کے سر سے پانوتک روشن
کرتی ہی اور خیالات اور وسوسہ پراگندہ کو اور باطل
آرزوئن کو اور گناہ کے ارادون کو اور ماسوی اللہ کی
محبت اور تعظیم کو پاش پاش کر کے نیست و نابود کر دیتی ہی
اور عقل اور دل کو اوسکے حیوانون کی خصلت سے
پاک کرتی ہی اور یہی ہی ذکر اُس قوم کا اور اسکو ذکر ایمانی
بولتے ہیں اور اول مذکور ہو چکا ہی کہ احوال نفسانی کو
اقوال زبانی اور افعال جسمانی سے بڑی تائید پہچتی ہی
اور بڑی آب و تاب حاصل ہوتی ہی اسیواسطے یہہ
ذکر جو مذکور ہوا باعث زیادتی کا اوس چار وامر فطری کے
جو انسان مین ودیعت رکھے ہیں ہوتا ہی ❊ ف ❊ امور
اربعہ فطریہ سے مراد ہی حب اور تعظیم منعم اور صمد
اور رجوا اور اہل کمال کی انتہی اور نفی الفت اور

تعظیم ذاکر کے ذات مین فوارہ صفت جوش مارے
گی اور یہہ جوش مارنی دوسری تعظیم اور محبت کو خواہ
قولی ہو یا فعلی تقاضا کریگی ❀ اسی طرح سے کام دونو جانب
سے چلتا ہی یہان تک کہ مضمون تہلیل کا یعنے واحد سمجھنا
حضرت حق کا اللہ ہوںے اور رب ہوںے مین اور فضیلت
ذاتی اور فواضل متعدی مین اور پرلی درجے کی بے نیازی
اور نہایت مرتبے کی بخشش اور نعمتون مین اور
ساقط الاعتبار جاننا تاثیر اور انعام کے وسیلون کو اور
التفات اور اہتمام نکرنا اُنکے اسباب مین ذاکر کے
دل مین قرار پکڑتا ہی اور مضبوط اور مستحکم ہوتا ہی
❀ ف ❀ فواضل متعدی کہتے ہین ایسے کمال اور خوبی کو کہ
کامل کی ذات مین بھی ہو اور دوسری کی ذات مین بھی پیدا
کردے انتہی یہان تک کہ جو چیز کہ عالم ہستی مین ظاہر
ہو چکی ہی اور ہوگی سبکو بالا واسطہ اُس کی قدرت کاملہ
سے جانتا ہی اور جو انعام کہ اوسکو یا اوسکے سے لوگو نکو
پہنچتی ہی سبکو اوس کی تربیت بالغہ کے آثار سے سمجھتا
ہی اور جو کمال کہ کسی ذرہ مین ہستی کے ذرات مین سے

روشن ہوا ہی سبکو اوس کے جمال لایزال کا عکس
معلوم کرتا ہی اور جو نقصان کہ ممکنات مین سے کسی ممکن
مین ظاہر ہوا ہی سبکو بارگاہ جلال سے اوسکے دور اعتقاد
کرتا ہی پس ساعت بساعت دریای عجایب قدرت
مین اوس کے غوطہ مارتا ہی اور حباب کے مانند باد حیرت
کے سیوا دوسری چیز ہاتھہ مین نہین لاتا ہی آنا فانا اوسکی
انعام کی کتاب مین مطالعہ کرتا ہی اور عجز اور خجالت
کے سیوا اور اوسکے نعمتون کے حق کے ادا کرنے مین نہ سکنے
کے ورا دوسری چیز حاصل نہین ہوتی ہی اور یہہ فکر ہی
اس قوم کی اور اسکا نام مراقبہ صمدیت رکھتا ہون
* ۲ افادہ * جب یہہ فکر اپنے کمال کو پہچتی ہی تب الفت
شدید بری تعظیم کے ساتھہ دل سے اوسکے ظاہر ہوتی ہی
اۋر ساری قوتین باطنی کو اوسکے نیست و نابود کرتی ہی
اۋر ایسی حالت یکایک ہو جاتی ہی کہ اوسکی تشبیہ نہین
ہو سکتی مگر جیسا پانی مین نمک کا گھلنا اۋر افتاب مین
شبنم کا فنا ہو جاتا ہی کیونکہ اگر اوپر دیکھتا ہی تو ساری نشانیان
عظمت اۋر انعام کی پاتا ہی اور اگر نیچے دیکھتا ہی

تو آثار عظمت اور انعام کے سوا کچھ نہین پاتا ہی اور اگر
اپنے اندر دیکھتا ہی تو یہی دیکھتا ہی اور اگر باہر دیکھتا ہی
تو یہی دیکھتا ہی اور اگر اوسکی خدمت اور انعام کے شکر مین
اپنے کو خاک کے برابر کرتا ہی بلکہ خاکستر کو ہوا مین اُڑا دیتا
ہی پھر اوس کوشش کو اوسکے انعام کے ہموزن اپنے
خیال اور عقل کی ترازو مین تولتا ہی تو دریاے شرمندگی
اور خجالت کی اپنے دل کی پیشانی سے بہاتا ہی اور اپنے
کو اوسی مین ڈوبا ہوا جانتا ہی بلکہ اپنے اعضا اور قوتون کو
بھی منجملہ اوسکی نعمتون کے شمار کرکے اور عجایب
قدرت سے معلوم کرکے اوسکی بڑی محبت اور تعظیم
کرتا ہی * بیت * نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است *
اُفتم بپای خود کہ بکویت رسیدہ است * ہردم ہزار بوسہ
زنم دست خویش را * کو دامنت گرفتہ بسویم کشیدہ
است * اترائون اپنی آنکھہ پر کہ تیرے جمال کو دیکھا ہی *
گردن اپنے پانون پر کہ تیرے کوچہ مین پہنچا ہی * ہردم ہزار بوسہ
دون اپنے ہاتھہ پر کہ اوسنے تیرے دامن کو پکڑ کے
میرے طرف کھینچا ہی اور ہنگام کہ نام مبارک کو اوسکے زبان

ر جاری کرتا ہی تمام باطن اوسکا عظمت اور حلاوت سے
اوس نام پاک کے بید کے طرح نسیم سحری سے کانپتا ہی
اور اوسکے ہر بال کی جڑ سے ندائے عجز اور احتیاج کی اسکے
اور آوازہ بے پروائی اور بے نیازی کا اوسکے فوارے
کے مانند جوش مارتا ہی پھر اس الفت شدید کو کہ بڑی
عظیم کے ساتھہ ملی ہوئی ہوتی ہی اور ظاہر اور باطن پر مومن
کے غلبہ کرتی ہی حب ایمانی بولتے ہیں اور چونکہ تخم اس محبت
کا خاک پاک مین عقل مومن کے کہ حرص ہوا کے اتباع اور بدعت
کے اختراع سے خالی ہی بو نی گئی ہی حب عقلی بولتا ہون
اور چونکہ شارع نے اسی محبت کی طرف دعوت
فرمایا ہی اور اسی کو اپنے بندون کی تعریف کے مقام مین ذکر
کیا ہی اور دین کے تمام ارکان اور آداب کو اُسی محبت
کے حاصل کرنے کے لئے قرار دیا ہی حب ایمانی نام
رکھتا ہون *

هدایت دوسری بیان مین حب ایمانی کی تائید
کرنیوالی چیزون مین اور اُسمین دو تمہید اور
تین افادہ ہی * ا تمہید * جاننا چاہئے کہ اصل اسباب

حاصل ہونے کا محبت ایمانی کے اور جز مویدات کی اس سعادت جاودانی کے مقبول ہونا ہی حق تعالی کی درگاہ مین اور وہی مقبولیت وہ ہی کہ ازل مین اس ذرہ ناچیز کے نصیب ہوئی ہی اور اوسکو مقبولون کے زمرہ مین سے شمار کئے ہین پھر وہی مقبولیت ازلی اس ذرہ ناچیز کو پستی خاک سے بلندی آسمان تک کشان لے جاتی ہی اور ہر مقام مین بنا لطف اور مناسب تربیت حق تعالی کی طرف سے ظاہر ہوتی ہی لیکن ہرگاہ اوس مقبولیت کی اثر اوسکی فطرت مین چھپی ہوے اور مفقود الخبر رہتی ہی اور سبب پانے بعضے امر مناسب کے پردہ خفا کا اوسکے مونہہ سے دور ہوتا ہی اور آثار اوسکا آہستہ آہستہ ظاہر ہوتا ہی اسیواسطے اس امور کو اسباب اور مویدات مین سے گنتے ہین اگرچہ موید حقیقی اور سبب اصلی وہی نور اور استعداد ازلی ہی کہ ابتدا سے پیدایش مین جبلت مین اوسکے امانت رکھے ہین کیونکہ اس امور مویدہ کے دو گنے سے بھی حاصل ہونا دسوین حصہ کا اوس آثار کے بعید معلوم ہوتا ہی چہ جائیکہ مترتب ہونا اس قسم کے الطاف کا

اس ناچیز محض کے مانند پر ❋ ۲ تمہید ❋ جاننا چاہئے کہ اگرچہ
اس حب ایمانی کے سارے مویدات کو بیان کرنا اور لکھنا
اور گنتی کرنا مشکل ہی لیکن بحکم مَالَا یُدْرَكُ كُلُّهٗ لَا یُتْرَكُ كُلُّهٗ
یعنے جو بالکل سمجھا نجاے تو بالکل چھوڑا بھی نہین جاتا ہی
اون مین سے بعضے کے طرف اشارہ کیا جاتا ہی تاکہ عقل والے
سکوت کو منطوق پر قیاس کرکے یعنے جو چیز کہی نہین گئی
ہی اوسکو اوس چیز پر جو کہی گئی ہی قیاس کرکے حقیقت
کار حاصل کرین ❋ افادہ ❋ عمدہ مویدات مین سے حب
ایمانی کے قصد دلی کو مضبوط رکھنا ہی شریعت کے
اتباع پر اور کمال رغبت رکھنا ہی سنت کے چلنے پر
اور شدت سے نفرت کرنا بدعت کی ملابست پر اور
زور سے چنگل مارنا اللہ کی مضبوط ڈوری پر یعنے ظاہری اور باطنی
اقتدا کرنا کتاب مبین اور سنت رسول امین پر اور کمر ہمت
کو چست باندھنا اللہ کی رضاجوئی پر اور اعتقاد اور تعظیم
درست کرنا اوس کی اور اُسکی شعایر کی خصوصا اوسکے
شرع کی جو سب شعایر سے برتر ہی ❋ یہہ مت سمجھو کہ مقصود
اس کلام سے عبادت شرعیہ کی زیادتی اور کثرت ہی

یا وسواس ہی جسکو عوام الناس تقوی بولتے ہیں بلکہ
مقصود اس کلام سے اطمینان قلبی اور تسکین دلی ہی
عقائد شرعی پر اور تہہ دل سے جوش مارنا محبت اور
تعظیم کا ہی امر دینی پر اور خالق کی رضاجوئی میں اندیشہ
نکرنا ہی کسی کی موافقت اور مخالفت پر اور مضبوط رکھنا
ارادہ کا ہی دور کرنے میں مانع یعنے روکنے والی چیز کو
اس وضع سے کہ جان اور مال اپنا رضامیں خدا کے برباد دینا
اور سر و سامان کو اپنے اوسکے حکمون کے بجالانے مین
کھو دینا اپنی ہمت عالی کے سامنے برابر ایک جو کے نہین
گننا ہی اور جس مانع کو مقابلہ میں رضاے مولا کے اپنی
ہمت کی ترازو میں تولتا ہی برابر ذرہ کے نہین سمجھتا ہی
بلکہ اوسکی بصیرت کی انکھہ میں مثل تولنے کاہ کے کوہ کے
ساتھہ دکھائی دیتا ہی اور اپنے دل مین اوس روکنے والی
چیز کو دور کرنے پر ایک شجاعت پاتا ہی اور اپنے کو
اپنی ہمت کی سبب سے اوس پر غالب شمار کرتا ہی اگرچہ
اوسکا دور کرنا سخت دشوار ہو مثل پہلوان اہن تن
کے کہ نعرہ جنگی سے اوسکو ست کرکے لڑائی کے

میدان مین کھینچ لاتا ہی پھر وہ شیر زیان بسبب مستی شجاعت اور تہور کے کھیکو اپنے ہمجولیون مین سے نہین سمجھتا ہی بلکہ اپنے دل مین یقین جانتا ہی کہ جسکے طرف ارادہ کرونگا فی الحال مانند چونٹی بدحال کے پامال کر سکونگا اگرچہ رستم زمانہ اور افراسیاب وقت ہو * اور یہہ امر وجدانی ہی تحریر اور تقریر مین نہین دراتی اور عقل اور فکر مین حقیقت اوسکی بخوبی نہین سماتی سیواے وجدان کے اوس مین کسی کو سروکار نہین اور قلب سلیم کے غیر کو وہان کار و بار نہین * ع * لذتی می نشناسی بخدا تا نچشی * لذت شراب کی نہ معلوم کریگا توجب تک نہ چکھے تو * ۲ افادہ * اور حب ایمانی کی موید ات مین سے ترجیح دینا جانب حق کا ہی جانب نفس پر اس وجہ پر کہ صاحب نفس مین شکستگی اور انکسار نمودار ہووے اور بیخ بنیاد قوت بہیمہ کی اکھڑ جاوے اور جن کامون مین نفس لوٹتا ہی اوس مین بھی لوگ اور وقت کے حسب حال برا اختلاف اور بہت تفاوت ہوتا ہی مثلا ایک شخص اکل و شرب یعنی کھانے اور پینے پر شیفتہ ہی اور

مکھی کے طرح نان اور حلوا پر گرتا ہی اِن چیزون کا ترک
کرنا اور دوسرے کو اپنی جان پر اختیار کرنا محض اللہ کی
رضامندی کے لئے ایسی جگہہ پر کہ جہان ویسی چیز کے ملنے
کا طمع نہو اور اوس شخص سے کہ جسکو اپنی جان پر اختیار
کیا ہی امید خدمت گذاری اور حق شناسی کی بھی نہو اور
زہد کی شہرت اور ایثار کے اشتہار کا توقع بھی نہو اوس
شخص کے نفس بہیمہ کے توڑنے مین وہ دخل رکھتا ہی
کہ غیر مین نہین اور ایسا ہی پاک کرنے مین اوس شخص کے
دل کو کہ عورتون کی جماع پر حریص اور فریفتہ ہی اور
حسن اتفاق سے اور نصیب کے زور سے کوئی معشوقہ
مستورہ جمال والی اور مال والی اور نسب والی اوس کو
ہاتھہ لگے اوس خوشی کے وقت مین کہ بہت سا مال خرچ کرکے
حاصل کیا تھا زنا اور صحبت کو باوجود زیادتی رغبت طرفین کے
اور نہ پاے جانے کوئی روک عرفی اور طبعی کے محض
اللہ کی رضامندی چاہکر اور اوسکے عذاب سے ڈر کر ترک
کرے اور طرف اون مشقتون اور مالون کے کہ حاصل
کرنے مین اوس معشوقہ کے سہار اتھا اور خرچا تھا کچھ

التفات نکرے ایسی تاثیر رکھتا ہی کہ غیر مین ممکن
نہین اور اسی طرح حق مین بخیلان منان کے مال کثیر خرچنا
اللہ کی رضاجوئی مین اس طور پر کہ نام و نشان مطلوب
نہو اور جسکو مال دیا ہی اوس کے جانب سے امید
حق شناسی اور مداحی کا بھی نہو اور بدلا اوسکی مطابق نعمت
کا یا امید کسی منفعت کا بھی اوسکے جانب سے نہو اور توقع
اپنے مشہور ہونیکا جو داور سخاوت مین بھی نرکھتا ہو وہ
فایدہ دیتا ہی کہ دوسرے مین امکان نہین اور ایسا ہی تواضع
کرنا مفلسون اور فقیرون کی اور مسکینون اور محتاجون
کی حق مین ایسے دولتمندون کے کہ اپنے اقران مین
عزت اور جاہ کے ساتھ ممتاز اور اپنے زمانہ مین
نام و نشان کے ساتھ سرفراز ہون اور ایسا ہی برھکر
قدم رکھنا ایسے مہلکہ مین کہ جہان جان و مال کی بربادی
اور لرکے بچون کی نقصانی نظر اتی ہو حق مین نامردون
کے جو لرائی کا مونہہ ندیکھے اور سرد و گرم کو زمانہ کے
نہ چکھے ہون اور اسی طرح خاموشی اور سکوت اختیار
کرنا مناظرہ مین اور نہ جھگرنا حق بات مین اور اقرار کرنا

اپنی نافہمی اور خطا کا حق مین اون عالمون کے جو ذکا اور
تبحر مین مشہور اور خصم کے ساکت کر دینے مین نامور ہین
اور ایسا ہی حسد نکرنا اپنے اقران اور سنگاتیون پر اور
سعی نکرنا کرامات کے اظہار مین حق مین ایسے مشایخون کے کہ قوت
تاثیریہ مین موصوف اور وقایع اور روید اد کے کشف مین
منسوب ہین یہہ اختلاف بحسب اشخاص کے تھا لیکن اختلاف
اسکا حسب اختلاف وقت کے سو یہی ایک پیالا پانی کا ہی کہ
سیرابی کے وقت آباد شہرون مین یا دریا کے کنارون
پر اوسکو ایک کوڑی مین کوئی نہین لیتا ہی ناگاہ
ایسا وقت پہچتا ہی کہ لق و دق میدان مین کہ جس
مین پانی اور گھاس نہ ملے گرفتار ہوتا ہی حالانکہ پیاس
کی شدت سے جان بلب آیا ہی اور سوزش
پیاس کی اوسکو لب گور تک پہچایا ہی اور سعی اور
کوشش سے ایک پیالہ آب زلال کا حاصل کیا اور ساری ہمت
سے اپنے اوسکے طرف متوجہہ ہوا اور نجات کو اپنے
اوسی مین منحصر سمجھکے ہاتھہ مین اپنے اوس پیالہ پانی کو رکھہ
کے چاہتا ہی کہ خشکی لب کو اور سوزش سینہ کو اوس

پانی سے دور کرے اور اپنی جان کو مہلکہ سے بچاوے اوسی
حالت مین ایک شخص دوسرا کہ اوسی حال مین گرفتار
تھا اوسکو اپنی جان پر اختیار کیا گویا کہ اپنی جان کا عصارہ
نکالکے اور اپنے جگر کا ایک ٹکرہ کاٹ کے اوس شخص کو دیا
ہی اور یہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی یعنے بھلی
بات کا بتانا اور بری بات سے منع کرنا ہی کہ جو طالب العلم
کہ کسی مدرسہ مین بیٹھتا ہی اور جو فقیر کہ کسی خانقاہ مین
اوترتا ہی بلکہ جو مسلمان کہ کسی مسجد مین آمد و رفت کرتا
ہی اپنے مقدور موافق بجالاتا ہی پھر لکایک ایسا وقت
پہنچتا ہی کہ کلمہ حق کے اظہار سے جان بازی اور آبرو ریزی
پیش اتی ہی لیکن اوسمین ایک سنت کا جلانا یا
ایک بدعت کا مٹانا نظر آتا ہی القصہ خلاصہ ان کامون کا
یہہ ہی کہ یہی آسان کام ہین کہ عادت ہو جانیکے وقت
کوئی ہمت والا اسکیطرف اہتمام نہین کرتا ہی اور اثر
معتد بہہ کرنیوالے کے نفس مین نہین بخشتا ہی پھر ایسا وقت
اتا ہن کہ وہی اسان کام افضل عبادت اور بہتر ریاضت
مین گنے جاتے ہین اور کرنے والے کے نفس مین ایسی

تاثیر پہنچاتے ہیں کہ اوسکے ماسدہرا اور دن سے توقع نہین

* ۳ افادہ * حب ایمانی کے موید ات مین سے واقع ہونا

کسی اچھے کام کا ہی بڑے موقع مین جیسا سعی کرنا شرع

کی تائید مین اور سنت کے جلانے اور بدعت کے مٹانے

مین یا حق راہون مین سے کسی راہ حق کے ظاہر کرنے مین یا

مقبولون سے کسی مقبول کی نصرت کرنے مین یا مصیبت

زدون مین سے کسی ستم رسیدہ کی فریادرسی مین یا توٹے

پانے والون مین سے کسی عاجز کی اعانت کرنے مین اور

قلق والون مین سے کسی کو غم سے آزاد کرنے مین یا پیچ

وتاب کے گرفتارون مین سے کسی کی سختی کو دور کرنے

مین اسیطرح وہ سعی اور کوشش کہ اوس سے نفع عام

یا اصلاح بین الناس ظہور مین آوے گو کہ یہہ سعی نفس پر چندان

دشوار معلوم نہوئی ہو اور مال بھی چندان خرچ نہوا ہو اور

مرغوب چیزون کو دینا اور چاہتی چیزون کو ترک کرنا بھی نہوا

ہو * ۴ افادہ * جو لوگ حدیث کے فن سے ماہر ہین اونپر

پوشیدہ نہ رہی کہ حدیث اور اثار مین جو مذکور ہی کہ

تھوڑے سے سہل کام مین ثواب اور ثمرات زیادہ

ماننا ہی سو مجمل اوسکا اسیکو سمجھا چاہئے یعنے انہین کامون
کو جو دوسرے فایدہ اور تیسرے فایدہ مین مذکور ہوا ہی
بوجھا چاہئے اور ان کامون کو شرایط کے ساتھہ کرنے مین
کرنیوالے کے جی مین محبت ایمانی پیدا ہوتی ہی اور حب
ایمانی بالذات موجب ہی نجات کی اور باعث ہی
بلندی درجات کی واللہ اعلم بالصواب ❊

تیسری ہدایت حب ایمانی کے اثار مین
اور اوسمین چھہ فایدہ ہین

❊ افادہ ❊ حب ایمانی کے عمدہ آثارون مین سے رضا
جوئی مین حضرت حق کے ہمت اور ارادہ کا فنا ہونا اور
اوسکے حکمون کو بجالانا ہی اور مشہور کرنے مین کسی
طریقے مقبولہ کے جو خدا سے ملاتا ہی سعی کرنا ہی اور
اطاعت اور فرمان برداری کی طرف لوگون کی دعوت
کرنے مین کوشش کرنا ہی اور شرک اور بدعت اور ظلم
اور فساد کو چھوڑوانے کے ہدایت کرنا ہی نہ طلب
مشاہدہ اور مکالمہ کی اور تحصیل فنا اور بقا کے مقام کی
اور نہ کشف اشیا کی حقیقتون کی ❊ یہہ مت سمجھو کہ اس

کلام سے مقصود یہہ ہی کہ حب ایانی والے اس مقامات
اور درجات سے محروم رہتے ہیں اور اس رتبے پر
نہین چڑہتے ہیں حاشا وکلا کیون کہ یہ لوگ مشاہدہ اور
مکالمہ کی سعادت مین بہ نسبت اور لوگون کے فایز تر ہیں
اور فنا اور بقا کے میدان کے شہسوارون مین سے چالاک
تر ہیں اور دریاے معرفت اور حقایق اشیا کے سیر
کرنے والون مین سے حاذق تر ہیں بلکہ مقصود وہ ہی کہ
ان کے ہمت کا قبلہ اور ارادہ کا کعبہ سیوا اے رضا مولا کے
اور اتباع مصطفی صلعم کے دوسرا نہین گوکہ وہ مقامات
اور درجات عالیہ کسی دوسری طریق کسبی یا محض
عنایات اور کشش وہبی سے انکو حاصل ہووے * بیت *
فراق و وصل چہ باشد رضاے دوست طلب * کہ حیف باشد
از وغیر این تمناے * فراق اور وصال سے کیا کام رضاے
دوست کی طلب کر کیونکہ حیف ہی دوست سے سیوا اے
رضا کے دوسری چیز کا تمنا کرنا القصہ حب ایمانی والے کو
انقیاد اور رضاے مولی کے طلب کے سیوا کچھ درکار
نہین اور ایسی جدائی اور دوری سے کہ خدا کی فرمان برداری

مین مخل نہو اور اوسکے غضب کا موجب نہو کچھ عار نہین
اور ایسے حالات نفسانی اور ملکات قلبی سے کہ فرمابرداری
کو نہ برھاوے اُن کو سروکار نہین ❁ اور ہمت اور ارادہ
کے فنا ہو نیکا نتیجہ اور پھل ہی ماسوائے اللہ کے حب
اور بغض کے علاقون کا توٹ جانا اور حل مشکلات کو منحصر
سمجھنا اور بلاؤن کا ٹال دینا اور منافع کو چاہنا اور جو چیز
مانند اسکے ہی، خوف اور طمع کی لوازمات مین سے
حب مین اللہ کے اور اصل ان سب کامون کی ایک
حالت ہی حالات قلبی سے کہ اوس حالت کو وثوق
اعتماد علی تربیت اللہ بولتے ہین یعنے اللہ کی تربیت پر
مضبوطی کے ساتھہ اعتماد اور بھروسا کرنا مثل اعتماد
غلام فرمان بردار کے اپنے مشفق میان کی تربیت پر کہ وہ
تابعدار بسبب اوسی بھروسے کے فکر معاش سے اپنے
ہر حال مین فارغ البال رہتا ہی اور غم اور فکر کا لشکر اُسکے
دل پر ہجوم نہین کرسکتا ہی اور خوف اور طمع اپنے
مالک کے غیر کا اوس کے دل مین راہ نپاویگا اور اوسکے
مالک کی چیزون مین خواہ ادمی ہو یا جانور انون سے اوسکے

سے بے کھٹکے تصرف کریگا اور اوسکے نافرمان اور سرکش
غلامون اور خدمتگارون پر مثل شیر زیان اور ہاتھی
مست کے حملہ کریگا اور اعتماد قلبی اور بھروسا دلی توکل
کی روح ہی اور جتنے امور ہیں سو توکل کے قالب ہیں ❋
یہہ مت جانو کہ مقتضاے توکل کا ترک اسباب ہی بلکہ ترک
اعتماد ہی اسباب پر ❋ بیت ❋ گفت پیغمبر بآواز بلند ❋
بر توکل زانوے اشتر بہ بند ❋ فرمایا پیغمبر نے آواز بلند سے
کہ توکل پر اونٹ کا پانو باندھو ❋ افادہ ❋ حب ایمانی کے
آثارون مین سے بلا اور مصیبتون پر شجاعت کرنا ہی
اور یہہ شجاعت صبر کے جنس سے نہین ہی بلکہ اوس سے
اعلی ہی تفصیل اوسکی یہہ ہی کہ مثلا ایک شخص اپنے آقا کی
رضامندی کے لیئے مشقت کو برداشت کرتا ہی اور تلخی اوسکی
اوسکے دل اور جان مین پہنچتی ہی اور تب اور تاب اور
گھبراہت اور اضطراب اوسکے نفس مین پیدا ہوتی ہی لیکن
جب رضا اپنے آقا کی اون مشقتون کے برداشت مین
معلوم کرتا ہی ساری سختی اور تلخی کو اپنے اوپر گوارا
کرتا ہی اور اس امر دشوار کے سہار کو کہ محض اپنے مولا

کی رضاجوئی مین بجالایا ہی صبر کے جنس سے سمجھا چاہئے اور
ایک شخص دوسرا کہ آقا نے اوسکو انواع طرح کی نعمتون
سے اپنے محظوظ کیا ہی مثلاً ایک بالاخانہ اونچا اوسکے لئے
بنوایا اور محفل شادی کی اوسکے واسطے آراستہ کروایا
اور اہل عشرت اور نشاط اور بھوے اور قوال
کو اوسکے لئے حاضر کیا اور مسند شاہانہ اور لباس عروسانہ
مہیا اور موجود کیا بعد اوسکے وہ بندہ تابعدار کمال عزت اور
افتخار کے ساتھ اوس محفل مین رونق افروز ہوا پھر اگر
اوس سرور اور شادمانی مین کوئی مچھر اپنے نیش سے
دکھہ یا کوئی کھٹمل اپنے دانت سے اذیت اوسکو
پہنچاوے البتہ وہ بندہ فرمان بردار کہ سر سے پانون تک
اوسکے انعام اور اکرام سے بھرا ہوا ہی اوس گزند اور
درد کو اوس حال مین یعنے سرور اور خوشی کے موج مین
برابر ایک خس کے اور ہموزن ایک ذرہ کے نپاویگا
اور ہرگز رنجش اوسکے دل مین نہ پہنچیگی اور کوئی حرکت
اضطراب کی یا پیچ وتاب کی اوس سے ظاہر ہو تو البتہ
اپنے دل مین شرمندہ ہوگا اور سبب صادر ہونے اوس

حرکت ناشایستہ کے اپنے کولڑکون کے زمرہ مین اور سبک مزاجون کے جماعت مین سمجھیگا ایسا ہی جس شخص کو حب ایمانی ہی بسبب ملاحظہ کرنے کثرت انعام باری کے اور انواع تربیت رحمانی کے کسی مصیبت کو اگرچہ کتنی ہی بڑی ہو برابر ایک جو کے نہین گنتا ہی اور اوس خوشی اور سرور مین کسی طور کا خلل اور فتور نہین پڑتا ہی پھر یہہ بے اعتنائی کو بلا دن پر اور بے التفاتی کو سختیون پر اور نہ پہنچنیکو دل مین مومن کے مصیبتون کی اثر اور کمال مسرور ہونیکو آقا کی نعمتون پر شجاعت او پر بلا کے سمجھا چاہئے اس مقام سے معلوم ہوا کہ حب ایمانی والے کا کام شکر در شکر ہی کبھی اوسکا کام صبر تک نہین پہنچتا ہی اور شکر کی روح وہی سرور قلبی ہی کہ بلحاظ انعام کثیر جناب باری کے پیدا ہوئی ہی اور قول اور فعل تعظیمی جتنے ہین سو اسکے قالب ہین ٭ اور اس شجاعت کی شاخون مین سے ایک شاخ ہی ہمیشہ مسرور رہنا کیونکہ اصل اس شجاعت کی وہی فرحت اور سرور ہی کہ بسبب ملاحظہ انعام منعم حقیقی کے باوجود بے نیازی اوس ذات والا

صفات کے ساری کاینات سے کہ منجملہ اوسکے یہہ یا مشت خاک اور ذرہ بے مقدار ہی پیدا ہوئی ہی اور خوب ظاہر ہی کہ اوس ذات بابرکات کی بے نیازی ہمیشہ سے ہی اور سدا رہیگی اور نعمتین اوسکی ہر حال مین فایض ہی * اور اسی شجاعت کی ایک شاخ ہی راضی رہنا قضا پر کیونکہ وہ مومن حقیقی اور محب تحقیقی جب اپنے کو باوجود بے استحقاق کے طرح طرح کی الطاف اور اشفاق کے ساتھہ ہر حال مین مالامال دیکھتا ہی البتہ عقل خالص اوسکی کہ نور ایمان سے منور ہی ہر بلا اور مصیبت کو کہ اوسکے سامنے آویگی تربیت اور تادیب کے قسم سے سمجھیگا اور قطع نظر اسکے جس وقت کسی وجہہ سے اپنے کو اوسکے کسی نعمت کا مستحق نہ سمجھیگا تو کسی نعمت کے زیادہ نہو نیکی شکایت اور کسی نعمت مین فتور پر جانیکا گلہ اوس سے صادر نہوگا بلکہ اپنے ذہن مین شکایت کا موقع بھی نپاوے گا * بیت * بدر د وصاف ترا حکم نیست دم درکش * کہ ہرچہ ساقی ماریخت عین الطاف است * یعنے تلچھت کے سیوا صاف کا تجھکو

علم نہین ہی خاموش رہ کیون کہ جو کچھ شافی سے نہ ہمارے
وہ لا ہی عین الطاف ہی * اسی جہت سے حب ایمانی
والا اشعار شوقیہ اور مضامین عشقیہ سے لذت نہین
اوٹھاتا ہی کیونکہ بنیاد اکثر ان کلمون کی گلہ اور شکایت
پر ہوتی ہی بلکہ سنے سے ایسی باتون کے اوسکو اذیت
ہوتی ہی * ۳ افادہ * حب ایمانی کے آثارون مین سے
بے التفاتی ہی ریاضات شاقہ پر کھانے اور پینے اور
پہرنے اور دوسرے حظوظ نفسانیہ مین جو اون کے مانند
مباح ہین یعنے اس امور شاقہ کو یعنے بھوکھ پیاس کی
ریاضت کو کمالات سے نہین جانتا ہی اور تحمل اوسکا
قصد انہین کرتا ہی ہان اگر اوس پر کوئی غرض صحیح کہ اوسکے
کمال کے لوازمات یا اوسکے حال کے آثار مین سے ہی پائی
جاوے البتہ اوس امور شاقہ کو اسان بلکہ لذیذ جان کر کمال
دل کے جرءت سے اور سینہ کی کشادگی اور وسعت سے
تحمل کریگا مثل برداشت مشقت بھوکھ اور پیاس اور
برہنگی کے سبب اختیار کرنے ذوی الحاجات کے اپنے نفس
پر بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ حظوظ نفسانی کا پانا اور لذایذ

جسمانی سے منتفع ہونا اوس کو وہ ترقیات عظیمہ بخشتی
ہی کہ جسپرا یہ کریمہ * یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ
وَاعْمَلُوْا صَالِحًا * ناطق ہی یعنے ای ایمان والو کھاو ستھری
ستھری چیزین اور کام کرو بھلے تفصیل اوسکی یہہ ہی کہ
جس طرح بعضے میان اپنے بعضے غلام چاہیتے کو اپنے برتانی کی
چیزون مین اجازت مطلق دیتے ہین پھر اگر وہ غلام محض
واسطہ اظہار یگانگی کے بلکہ واسطے ظاہر کرنے اپنی احتیاج
کے کہ اوس کا کوئی کارساز دوسرا اس طرح کا کہ اوسکی
حاجتون کو روا کرے یا مالک دوسرا کہ لذت نفسانی مین
اوس کو فایز کرے نہین ہی قدر ضرورت سے بعضے چیزون
مین تصرف زیادہ کرے تو گویا کہ اپنی یگانگت کے علاقہ
کو مستحکم اور مضبوط کیا ہی اور اگر اوس سے احتراز
کرے تو البتہ پردۂ بیگانگی کا درمیان اپنے اور اپنے مالک
کے ڈالا ہی بلکہ اگر معاملہ مین مولی کے اور مخلص غلام کے
خوب تامل کرے تو البتہ سمجھیگا تو کہ بعضے وقتون مین خواہش
ایسے غلامونکی بلکہ فرمایش جسمانی لذت کی اپنے مالکون
پر عبودیت کے علاقہ کو وہ آب وتاب اور رونق

وہتی ہی کہ حاصل ہونا اوس کا ہزار دون خدمات مین مقصور
نہین بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ بندہ برگزیدہ جانتا ہی کہ سارا
اسباب عیش و عشرت کا اور متاع تنعم اور
رفاہیت کا ہمارے ہی لئے مالک سے مہیا کیا ہی لیکن محض
واسطہ اظہار اپنے احسان کے یا محض واسطہ ظاہر کرنے
احتیاج کے یا واسطے خوش ہونے طبیعت کے استعمال
کی پروانگی اوسی غلام کی خواہش اور استدعا پر
موقوف رکھا ہی پھر اِس حالت مین لذت کا طلب کرنا
اور حظوظ نفس کا چاہنا وہ لطف رکھتا ہی کہ بیان سے باہر
ہی حاصل کلام کا جب پانا حظوظ نفسانی کا اور جسمانی
لذتون کا اکثر اوقات حب ایمانی کے معاملات مین کہ منظور
نظر شرع کا وہی حب ایمانی ہی موجب خلل کا نہین ہوتا تھا
بلکہ بعضے اوقات مین نفع عظیم حاصل ہوتا تھا اور دروازہ
شکر کا کہ بڑی نشانی حب ایمانی کی ہی ایمان والے کے
مونہہ پر کھلتا تھا اسیواسطے قران کی آیتین اِن لذتون
کے مباح کرنے مین اور اہل لذت پر اعتراض نکرنے مین
ناطق ہوئی ہین یَا اَیُّہَا الَّذِینَ اٰمَنُوا کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَ اعْمَلُوْا

صالحاً * یا ایہا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا
قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من
الرزق * قل ہی للذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا خالصۃ
یوم القیامۃ * ترجمہ یعنے ای ایمان والو کہاو ستہری
چیزین اور کام کرو بھلے * ای رسولو کہاو ستہری چیزین
اور کرو کام بھلے * تو کہہ کسنے حرام کیا زینت اللہ کو وہ
زینت جو نکالا اپنے بندون کے لئے اور کسنے حرام کیا طیب
روزی کو تو کہہ وہی ایمان والون کے لئے ہی زندگانی
دنیا مین حالانکہ خالص ہی روز قیامت مین * ۴ افادہ *
حب ایمانی کے آثارون مین سے مناجات کی لذت پانا اور
طاعت کی حلاوت اوٹھانا ہی اور حقیقت اس امر کی
اوپر مذکور ہو چکی کیونکہ حب ایمانی نام ہی ایسی اُلفت کا
جو بڑی تعظیم کے ساتھہ ملی ہوئی ہو اور یہہ امر ضرور
بالضرور اقوال اور افعال تعظیمی کو چاہتا ہی بلکہ مدح لسانی
اور تعظیم بدنی کو بجدی تقاضا کرتا ہی یہان تک کہ بدون صادر
ہونے ان چیزون کے دل حب ایمانی والے کا چین نہین
پکڑتا ہی جسطرح غصہ والے سے غضب کا کام اور فرحت

والے سے خوشی کا کام ظاہر ہوتا ہی چنانچہ صدر کلام مین
مفصل مذکور ہو چکا ❋ القصہ باطن شرع کا کہ اللہ کے ساتھ
ایک علاقہ ہی ظاہر شرع کے ساتھ کہ افعال بدنی ہی حق مین
اس حال والے کے ہمیشہ ملحوظ رہتا ہی اور حال اوسکا
فعال کے ساتھ ملا ہوا رہتا ہی پھر حال ہی افعال کے صادر
ہونیکو تقاضا کرتا ہی اور افعال بھی حال کو کمال ترقی بخشتا
ہی اور بسبب پانے اس لذت اور حلاوت کے عبادت
اور طاعت مین تقشف سے دور اور الحاد سے پاک رہتا
ہی اور عبادت اور تقوی مین افراط اور تفریط سے
محفوظ رہتا ہی ❋ ۵ افادہ ❋ اور حب ایمانی کے آثار ون مین
سے ترجیح دینا ہی فواید متعدی کو اپنے نفس کی تکمیل پر
مثلا اصلاح کر دینا لوگون کے درمیان اور گھر اور شہر کی
سیاست اور بند و بست کرنا اور خلق اللہ کی خدمت مین
مشقتون کو اوٹھانا اور اونکی تعلیم اور تربیت مین
اذیتون کو برداشت کرنا اور مثل انکے جن کامون مین
لوگون کے ساتھ خلط اور ربط اور آمیزش ہوتی ہی
اون کامون کو عزلت پر اور خلایق سے نفرت کرنے

پر اور جنگل اور میدان کے سکونت پر اور شغل اور اذکار اور مراقبہ اور افکار پر ترجیح دیتا ہی کیونکہ امور ثانی یعنے عزلت اور غیرہ اگرچہ حاصل ہونے مین مشاہدہ اور مکالمہ کے تاثیر قوی رکھتا ہی لیکن پہلا قسم یعنے اصلاح اور غیرہ کو حق تعالی کی رضامندی حاصل ہونے مین زیادہ دخل ہی دوسری قسم سے اور حب ایمانی والا کسی کمال کو برابر اسباب حصول رضامندی خدا کے نہین سمجھتا ہی ❁ ۶ افادہ ❁ حب ایمانی کے آثار اور لوازم مین سے عمدہ اور افضل حقیقت تقوی کی ہی کہ عرف شرع مین اوسکو صلاح بولتے ہین چنانچہ آیہ کریمہ اس پر دلالت کرتی ہی ❁ مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَاُولٰئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ ❁ یعنے جو شخص حکم مانے اللہ کا اور اوسکے رسول کا سو وے اونکے ساتھ ہین جنپر فضل کیا اللہ نے وے انبیا ہین اور صدیقین ہین اور شہدا اور صالحین ہین اور حدیث بھی اوسپر اشارہ کرتی ہی ❁ اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا مُشِيْرًا اِلٰی قَلْبِهٖ ❁ یعنے تقوی

اس مقام پر ہی اشارہ کرتے تھے دل کے طرف تفصیل
اوسکی یون ہی کہ جو چیز ضرر کرتی ہی اوسکے ضرر پر جو
اذعان اور اعتقاد ہوتا ہی اوس مین کمال اور نقصان
کی راہ سے تفاوت ہی یعنے کسیکو اعتقاد زیادہ ہوتا ہی
کسیکو کم اور جو شخص زیادت اور نقصان کا قائل نہین
ہی اوس کا قول مخالف ہی برہان اور وجدان کے اور
اوس کا کلام مول ہی چنانچہ اپنے مقام مین تاویل اور تفصیل
کیا گیا ہی پھر جو شخص ضرر کرنیوالی چیز اون کے مضرت
کا اعتقاد رکھتا ہی مگر نفس اوسکا اوسکام کو چھوڑتا
نہین اوسکا اعتقاد نہایت ضعیف ہی اس اعتقاد کو
صرف اعتقاد عقلی بولتے ہیں اور ایک شخص دوسرا ایسا
اعتقاد رکھتا کہ اوسکے سبب سے اپنے نفس کو اوس کام
سے روکتا ہی اگرچہ اسکام کی رغبت اور میلان اوسکے
جی مین چھپی ہوئی ہو لیکن اوس کام کے ضرر کا اعتقاد اوسکے
ساتھ مقاومت اور برابری کرتا ہی اور نہین چھوڑتا
ہی اوسکو کہ ہاتھ پانو اوسکے اوس چھپی خیانت کے
آثار مین ماوث ہو وین اس اعتقاد کا مرتبہ پہلے شخص کے

اعتقاد کے مرتبہ سے زیادہ ہی اور اس اذعان کو اعتقاد
افعالی بولتے ہیں اور ایک شخص تیسرا ہی کہ اوس کو
اوس کام کے ضرر کا اعتقاد اوس حد کو پہنچا ہی کہ جب وہ ضرر
کرنیوالی چیزین اوسکے سامنے آتی ہیں تو اوسکو وہم
ہوتا ہی کہ اوس ضرر کا اثر مجھکو پہنچیگا یا کوئی تقریب
ایسی پیش آتی ہی کہ باعث اقدام کا اوس شخص کے
اوس کام پر ہوتا ہی تو البتہ باطن مین اوسکے اوس سبب
سے ایک خوف اور شرمندگی ایسی ظاہر ہوتی ہی کہ
طبیعت اوسکی برہم درہم ہو جاتی ہی مثلا رنگ اوسکا
اُڑنے لگتا ہی اور انکھین اوسکی بے رونق ہو جاتی ہین
اور رگین اوس کی ڈھیلی ہو جاتی ہین اور ہاتھہ پانون مین
اوسکے تشنج اور رعشہ پیدا ہوتا ہی یعنے سکڑنے اور
تھرتھرانے لگتا ہی اور اس اذعان کو اعتقاد قلبی کہتے ہین
پھر یہی تینو مرتبے کو اعتقاد کے گناہ شرعی اور ترک واجبات
مین قیاس کیا چاہئے بلکہ ہر ممنوعات شرعیہ مین یون ہین سمجھا
چاہئے جیسا تشبیہہ ہی کفار کے لباس اور جامہ مین اور عید کرنا
اونکے عیدون مین اور رل مل رہنا بدعتیون مین اور شریک

ہونا بدعتون کی ترویج مین * سو پہلا مرتبہ اذعان کا عین ایمان
ہی کہ بدون اوسکے درکات جہنم سے نجات ممکن نہین
اور دوسرا مرتبہ اذعان کا روح ہی تقوی ظاہر کا کیونکہ تقوی
ظاہر عبارت ہی بچنے سے ممنوعات شرعی کے اور جہاد
کرنے سے ساتھہ نفس بہیمہ کے اور روح اوسکی وہی اعتقاد
ہی کہ جسکے سبب سے نفس اور شیطانکے ساتھہ مقابلہ کرتا ہی
اور تیسرے مرتبہ کو اذعان کے تقوی حقیقی کی روح
سمجھا چاہیئے کیونکہ حقیقی تقوی نام ہی کراہیت طبعی کا
بہ نسبت گناہ اور عصیان شرعی کے اور روح اوسکی
وہ اعتقاد ہی جو ایمان کی حلاوت اور احسان کے
مرتبون سے گنا جاتا ہی * یہہ نمونہ ہی اس مقام والے
کے آثار سے اور جسکو عقل سلیم اور ذہن مستقیم
ہی اگر بصیرت کی آنکھہ سے اوس مین تامل کرے تو
البتہ اسی امور مذکور سے کہ بہت قلیل اور یسیر ہی آثار
کثیر باہر لانے اور استنباط کرنے سکتا ہی *

ہدایت چوتھی بیان مین مراتب حب ایمانی کے

اور اس مین پانچ افادہ اور دو فائدہ ہی * افادہ *

صدر کلام سے معلوم ہو چکا کہ حقیقت حب ایمانی کی نہایت
مرتبہ کی اُلفت بڑی تعظیم کے ساتھہ ملی ہوئی ہوتی ہی
جب وہی محبت اپنے کمال کو پہنچتی ہی اور رضاجوئی منعم
حقیقی کی مومن پاک کے ظاہراور باطن اور اعضا اور جوارح
اور قوی کو انوار اور آثار سے اپنے منور اور مزین کرتی
ہی اور شکر اور توکل اور صلاح تہہ دل مین اوسکے
جاگہہ پکڑتی ہی اور اوس ذات بابرکات کا یون ملاحظہ
کرتا ہی کہ ایجاد کرنے مین ساری موجودات کے اور
تاثیر مین تمامی کاینات کے وہی ذات بابرکات نوع بنوع
کی تصرفون کے ساتھہ اکیلا ہی اور یہہ بھی سمجھتا ہی کہ تربیت
اس ذرہ بے مقدار اور مشت خاک کی رنگ برنگ
کی نعمتون اور اوسکی حفاظتون کے ساتھہ منجملہ اوسی
کے ہی اور توحید افعالی کہ ایمان بالقدر کا خلاصہ ہی
دل مین اوسکے مستقر ہوتی ہی یہان تک کہ اپنے سارے
مال اور متاع کو اپنے مالک کی چیز نہین جانتا ہی بلکہ اپنے کو
مثل جانور کے کہ اپنے مالک کے رمنے مین چرتا ہی سمجھکے
دنیا کی آرایشون اور زندگانی کے اسبابون سے تمتع

لیتا ہی بلکہ اپنے اعضا کو اور اپنی بندگی اور عبادت کو
بھی از ان اپنی نجات کے اپنے کو مثل لاٹھی اور پاتھر کے قرار
دیتا ہی ٭ ف ٭ یعنے اپنے کو مثال لاٹھی کے آلہ اور ہتھیار
سمجھتا ہی اور جو فعل اوس سے صادر ہوتا ہی اوس کو
لاٹھی والے کا فعل جانتا ہی انتہی اور اللہ کی ربوبیت پر
سینہ اوس کا کھل جاتا ہی چنانچہ اس مقام کا
اشارہ ہی ٭ رَضِینَا بِاللّٰہِ رَبًّا ٭ یعنے راضی ہوا مین
اللہ کے رب ہونے پر ٭ اور تکالیف شرعی کے اوٹھانے
پر سینہ اوس کا کشادہ ہوتا ہی چنانچہ اسی بات کا
اشارہ ہی وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَھٰکَذَا اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ
لِلْاِسْلَامِ یعنے راضی ہوا مین اسلام پر دین ہونے مین اور
ایسا ہی پھر بھلا جسکا کھولا اللہ نے سینہ واسطے اسلام
کے ٭ اور سنت پر چلنے مین لذت پاتا ہی چنانچہ اسیکا
بیان ہی وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا اور راضی ہوا مین محمد پر نبی ہونے
مین پھر ضرور بالضرور بموجب حکم وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا
لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَاَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی
اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ وَاِنْ تَشْکُرُوْا یَرْضَہُ لَکُمْ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصَّالِحِیْن

وَذَالِكَ بِاَنَّ اللهَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ یعنے جو لوگ سعی کرتے
ہیں ہمارے لیئے البتہ بتاو نگا اونکو اپنی راہیں اور میں
اپنے بندہ کے گمان کے نزدیک ہون اور جو شخص بھروسا
کرے اللہ پرسو وہ اسکو کافی ہی اور اگر شاکر و پسند کریگا
اوس شکر کو واسطے تمھارے اور وہ دوست رکھتا ہی
صالحون کو اور یہہ بسبب اسکے کہ اللہ مولی ہی ایمان والون کا
اور بموجب اوسی کریمہ کے یعنے اَفَمَنْ شَرَحَ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ
عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ خدا کی رضامندی کی انوار اور روشنی
اوس شخص کے ساتھہ جلوہ گر ہوتی ہی اور اوسکو اپنے
ولایت مین لیکے اور زیر سایہ تربیت مین اپنے لاکے
اوسکو اپنی تدبیر تکوینی اور تشریعی کا ہاتھہ بتاتا ہی القصہ
اوسکو احاطہ پاک مین خدا کے اتصال حاصل ہوتا ہی اور
سرچشمہ تکوینی اور تشریعی سے تلقی ہاتھہ لگتی ہی یعنے
علم اخذ کرتا ہی خواہ علوم عقلی ہو خواہ عوارض قلبی تفصیل
اسس اجمال کی یون ہی کہ جو لوگ طبیب روحانی ہین
انسان کے باطن مین دو قوت دریافت کیئے ہین ایک
قوت دراکہ جو آلہ ہی دریافت کرنے اور جاننے کا یعنے

اوسی قوت سے حاضر اور غایب کی چیزون کو دریافت
کر سکتا ہی اوسکا نام عقل ہی اور دوسری قوت
عازمہ ہی اور وہ قوت ساری کیفیات نفسانی کی حامل
ہی مگر علم اور ادراک کی حامل نہین ہی مثل فرحت اور
غضب کے اور شجاعت اور خوف کے اور محبت اور
بُغض کے اور رضا اور کراہت اور عزم اور شوق کے
اور اِس قوت کو قلب بولتے ہین اور دونو قوتون مین
فرق بدیہی ہی کیونکہ شجاعت کے معنے کو جاننا اور اوسکی
حقیقت کی تحقیق کرنا اور چیز ہی اور نفس شجاعت اور
چیز ہی کیونکہ بہتیرے شخص شجاعت کے معنے کو جانتے
ہین اور اوسکی اقسام کے بحث مین اور اوسکی تحصیل
کے اسباب مین محقق ہین مگر ایک راہزن سے بلکہ ایک
چور سے مقابلہ نہین کر سکتے ہین اور اکثر دلاور بردل ہین کہ
جنگ جوئی مین ایکتے ہین اور معرکہ آرائی مین ثانی نہین رکھتے
ہین پر شجاعت کے معنے کو سمجھنا اور ساری کیفیات نفسانی
سے شجاعت کی تمیز کرنا اوس سے دشوار بلکہ متعذر ہی
سببطرح دریافت کرنا امر مخوف کا مثل دیکھنے ہاتھی

ست کے یا شیر زبان کے اور مثل اعتنا و کرنے کے
ضرر کرنے والی چیزون کی مضرت اور نقصان پر خواہ
نقصان دنیا کا ہو خواہ دین کا یہہ امر آخر ہی اور عارض ہونا
نفس کیفیت خوفیہ کا کہ اوسکے آثار سے ہی رنگ کا زرد
ہونا اور آنکھہ کا بے رونق ہونا اور لب پر خشکی آجانا اور
رگون کا ڈھیلا ہو جانا اور ہاتھہ پانو کا رہ جانا یہہ امر دیگر ہی
کیونکہ اوس امر خوفناک کو مرد اور نامرد دونو پاتے ہیں لیکن
نامرد پر جو حالت گذرتی ہی شجاع پر اوسکا دسوان حصہ
بھی نہین ❁ اور ایسا ہی سمجھنے مین جمال والے کے حسن کو
اور اوسکے خط اور خال کو عاشق اور غیر عاشق مشترک
ہیں مگر دل پر عاشق کے جو پیچ و تاب اور قلق اور اضطراب
اور بے چینی گذرتی ہی غیر پر نہین جب اِس مقدمہ کی تمہید
ہوئی اور عقل اور قلب مین تمیز آگئی تو اب جانا چاہیے
کہ بعضے شخص ابتدا سے خلقت مین زکی العقل اور غبی
القلب ہوتے ہیں اور بعضے غبی العقل اور زکی القلب
چنانچہ اہل تجربہ پر پوشیدہ نہین ہی پھر جو لوگ ابتدا سے
پیدایش مین زکی العقل پیدا ہوے ہیں جب خدا کی

عنایت اُنکو اسم تام مین یعنے حب ایمانی کے مقام مین ساتھ
مترتب ہونے اوسکے ثمرات کے پہنچاتی ہی اور واسطے
سے تاثیرات غیبی کے نوازتی ہی تب اوس شخص سے
ادراک اور عقل کی جہت سے امور غیبیہ کی تدبیر مین
خدمت طلب کرتے ہین اور حضرت حق کی رضامندی کی
نشانی اور وکیل مطلق کے ولایت کفالت کی آثار اوسپر
ظاہر کرتے ہین مثلا خواب مین دیکھتا ہی کہ مجھکو خدا کی
طرف سے یا ملایک یا انبیاکرام یا اولیاے عظام کی جانب
سے کسی کام کے سرانجام کرنے کے لئے حکم ہوتا ہی یا
معاملہ مین بطریق مکالمہ کے اوس شخص کو اوس کام کی ترغیب
دی جاتی ہی یا بطریق کشف کے سارا حال اوس واقعہ کا
اول سے آخر تک روبرو اوسکے حاضر ہوتا ہی یا ذکر اور نظر
کے وقت مین ایسے امور کہ کرنے پر اوس ماموربہ کے
باعث ہون اور اوس کام کے کرنے کو نہ کرنے پر ترجیح
دیتے ہون اوسکے ذہن مین خطور کرتے ہین اور امور کونیہ
کے انکشاف کو یا اوس امور کے کہ تعلیم اور تربیت مین
طالبون کے علاقہ رکھتے ہون کھلنے کو یا مسایل اجتہادیہ کو

یا سیاست منزل اور گھر اور بندوبست مدینہ اور شہر
کو اسی پر قیاس کیا چاہئے اور اسی طرح اپنے بھلے کامون کو
کہ رضاے غیبیہ سے علاقہ رکھتے ہین نور کے لباس مین دیکھتا
ہی اور آفرین ربانی کو اچھی شکل مین پاتا ہی اور برے
کامونکو اپنے کہ نارضامندی غیبیہ سے تعلق رکھتا ہی ظلمت
کے لباس مین دیکھتا ہی اور نفرین ربانی کو بری شکل مین
پاتا ہی اور ایسے لوگون کو عرف اور شرع مین محدثین بولتے ہین
اور جو لوگ کہ اصل خلقت مین زکی القلب پیدا ہوے
ہین یہی امور کہ مذکور ہوے دل سے اونکے سر مارتے ہین
خواہ عقل اُنکی ان امرون کی حقیقت سے اگاہ ہو یا نہو مثلاً
جس شی کا واقع ہونا مقدر ہوا ہی اور یہہ شخص
اوسکے واقع ہونے کا غیب مین واسطہ ٹھرا ہی اوس
شی پر اپنے دل مین ایسی شجاعت اور جرئت پاتا ہی
اور خواہش اور ارادہ دل سے اوسکے ظاہر ہوتا ہی
کہ اوسکو ناچار کرکے اوس کام کو اوس سے کرواتا ہی اور
یہہ شخص پیدا ہونے مین اوس ارادے کے سبب مین
حیران رہتا ہی اور اوسکی حقیقت کو نہین پاتا اور جس

کام کا ہونا مقدر نہین ہوا ہی اور یہہ شخص غیب مین واسطے
نہین پڑا ہی اپنے مین جبن اور نامردی پاتا ہی اور اوسکام
کے واقع ہونے کو بعید جانتا ہی اور اوس کام کے واقع
ہونے مین اپنی ہمت مین فتور اور سعی مین کسالت
معلوم کرتا ہی اور اوس کام کے واقع ہونے مین جو
مصیبتین ہوتی ہین اسکے تحمل مین رنج اور ملال اوسکے
باطن مین عارض ہوتا ہی * اسیطرح خدا کے مغضوبون پر
بحر غضب دل سے اوسکے فوارہ کے مانند جوش
مارتا ہی اور اوس رحیم کے مرحومون پر رحمت کا پانی
باطن سے اوسکے مینہہ کے طرح برستا ہی گو کہ اوس
امور پر کہ باعث غضب اور موجب رحمت کے ہوئے
ہین مطلع نہوا ہو اور بعد واقع ہونے بھلے کام اور برے
کام کے اپنے مین مسرت یا کدورت معلوم کرتا ہی گو کہ
حسن اور قبح اون کامون کا دریافت نکیا ہو اور اوس
کھانے حلال اور طیب کے طرف کہ غیب مین اوسکے
کھانیکے لئے مہیا کئے ہین دل مین اوسکے رغبت پیدا ہوتی
ہی اور اوس طعام حرام سے کہ غیب مین اوسکے لئے

نہین ٹہرا ... ی دل مین اوسکے نفرت پیدا ہوتی ہی گوکہ
حلت اور حرمت ظاہر حال مین بالعکس معلوم ہووے اور
ایسا بہت ہوتا ہی کہ اِن بزرگون کی عقل حقیقت سے
اس کام کے آگاہ نہین ہوتی ہی اور دل مین اوس خواہش
اور اندیشہ کے پیدا ہونے کے باعث کو دریافت
نہین کرنے کے سبب سے حیران رہتی ہی اور اس
قسم کے لوگون کو شرع مین شہید اور حواری بولتے ہیں
اور عادت محدثین اور حواریین کی طلب کرنے مین
کامون کے محض دعا اور متوجہ ہونا غیب کی طرف
ہی اور اوس کام کے واقع ہونے پر ہمت کو نہین صرف
کرتے ہیں یا کسی منفعت اور مضرت کے پانے کے لئے خود
متصدی اوس امر کے نہین ہوتے جیسا کہ رسم اور راہ
قرب النوافل والی کی ہی پس دشمنون سے بدلا
لینے مین اور دوستون کے ساتھہ یاری کرنے مین سیوا
دعا کے اِن بزرگون سے کوئی صورت بنتی نہین اور بعضے اہل
خدمت خواہ قطب ہون یا اوتاد دونو قسم کے ہوتے
ہیں اور اس مقام والے کے لوازم سے خوا محدث

ہو خواہ شہید یہہ ہی کہ جو دعا کہ بعد انکشاف مدخول کے
یعنے کشف سے معلوم ہوا ہو کہ یہہ بات ہو گی یا بعد
حادث ہوسپنے صدق ارادہ او سکے حصول کے صادر
ہوئی ہو مستجاب ہی یعنے ضرور قبول ہوگی کیونکہ وہ دعا
بھی ظہور تقدیر کے لباسون مین سے ایک لباس ہی اور
فیض غیبی کی صورتون مین سے ایک صورت ہی پھر
جو شخص باطل کرسپنے مین اوس امر کے کہ جسکے لئے دعا کی
گئی ہی سعی کر کے مقابلہ مین ان بزرگون کے کھڑا ہوگا
البتہ ناامید اور ذلیل ہوگا اور جو شخص اوس کام کے
تحصیل مین اور رواج دینے مین سعی کریگا بیشک مراد کو
پہونچیگا اور تحقیق اس مقام کی اور تفصیل اس کی سیر سے
سلف کے یعنے صحابہ اور تابعین کے ڈھونڈھے حاصل کلام
اس طریق کے پیشوا لوگ ملائکہ مدبرات امر کے زمرہ
مین گنے جاسپتے ہین کہ ملاء اعلی کے جانب سے انکو الہام
ہوتا ہی اور جاری کرسپنے مین اوس امر کے تدبیر اور
کوشش کرتے ہین پس احوال ان بزرگون کا ملائکہ عظام
کے احوال پر قیاس کیا چاہئے * ۲ افادہ * اور اس مقام

سے ایمان حقیقی کا مقام اعلی ہی کہ بعضے شخص اوس کمال
پر پیدا ہوتے ہیں اور حب ایمانی اوس مقام دلکشا کے مونہہ سے
پردہ خفا کو دور کرتی ہی اور انوار اور آثار اوسکے
سو آب و تاب اور رونق کے ساتھہ ظہور کرتے ہیں
تصویر اوسکی یہہ ہی کہ جیسا انسان باعتبار ملکات
نفسانی کے مختلف اور متفاوت ہیں یعنے بعضے شخص کی
بری استعداد ہی اور بعضے کی اچھی اور بعضے شخص نفس
ملکات پر مجبول ہی مثلا امر شجاعت مین اگر شخص اور
تلاش کرے تو البتہ پاویگا کہ بعضے انسان اصل پیدایش
مین دلاور اور پر دل کرسا اپنے اقران مین جنگ کا خواہان
رہتا ہی اور شجاعت دا اون کی مصاحبت کا جویان اگرچہ
کبھی جنگ کا مونہہ نہ دیکھا ہو اور رستم اور اسفندیار کا
قصہ بھی نہ سنا ہو اور حربہ اور ہتھیار کا مشق اور سواری
اور شکاری کی عادت بھی نکیا ہو لیکن ندی شجاعت اور
دلاوری کی دل سے اوسکے جوش مارتی ہی اور جنگ
آزمودون کی مجلس مین بیٹھنے کا کوشش کرتا ہی اور جنگ
آزمائے ہون گویا کہ اونکی چھب ڈھب کو کبر سے لئے

پہر سپاہی مین مثل باندھنے عمامہ کے اور پہر سپاہی قبا کے اور
استعمال موزہ اور غیرہ کے تہہ دل سے دوست رکھتا
ہی اور ایسا ہی اُنکے محاورہ اور نشست اور برخواست
اور سواری اور شکاری کی ڈھب کو دل و جان سے
پیار کرتا ہی اور اون چیزون کو کہ بکار آمد جنگ کے ہو
محبت کی انکھہ سے دیکھتا ہی اور اون قصون کو کہ لڑائی
کی باتون اور جنگ کی حکایتون پر مشتمل ہو کان قبول سے
سنتا ہی حاصل کلام جو کام کہ حرب اور جنگ سے علاقہ
رکھتا ہی تہ دل مین اوسکے جگہہ پکرتا ہی اور اہل جنگ
کے ساتھہ یگانگی طبعی رکھتا ہی اور پیار کی انکھہ سے
گھورتا ہی اور جو لوگ اہل جنگ نہین ہین اون سے
بیگانگی جبلی رکھتا ہی اور پھوتی انکھہ سے بھی نہین تاکتا اور
صحبت سے عورتون کے اور ہیجرون اور نامردون
اور کم دلون کے اور اونکی چھب تختی سے نفرت
کرتا ہی اور جو پیشہ کہ حرب اور جنگ سے ادنی علاقہ رکھتا
ہو ذرہ سی توجہہ سے اوسکو کمال مین پہچاتا ہی * اور جو
ہنر جنگ سے علاقہ نہ رکھتا ہو ہرچند حاصل کر سپاہی مین

اوسکے بری مشقت اوٹھاوے ذہن مین اوسکے نہین
جمتا ہی اور دل اوسکا اوس کام سے رکتا ہی اور
جب تک ہتھیار جنگ کا اوسکے ہاتھ نہ لگے اور اوستاد شفیق
اوسکو قواعد نہ بتلاوے اور جنگ کے معرکہ مین حاضر نہووے
تب تک دل تنگ پراگندہ حال اپنی زندگی کو سو پیچ و تاب سے
کاٹتا ہی جب یہہ امر اوسکو میسر ہوا ساری پریشانی جاتی رہی
اور سارا غم اور فکر جاتا رہتا ہی پس اس قسم کا شخص
خزانہ جبلت مین اپنے حقیقت شجاعت کی رکھتا ہی
اور احتیاج الات جنگ کے مشق کے طرف اور اس فن
کے اوستادون کی تعلیم کے طرف جو ہوتی ہی سو صرف
واسطے حاصل کرنے شجاعت کی قالب کے ہی اور
بس * پھر تامل کیا چاہئے کہ رغبت طرف تحصیل
قالب شجاعت کے بھی دل مین اوسکے تعلیم یا تقلید سے
کسی کے پیدا نہین ہوگی بلکہ اوسکا حادث ہونا بھی امور
اضطراریہ کے حدوث کے قسم سے ہی کیونکہ دل مین اپنے
جس شجاعت کا جوش کہ رکھتا ہی پورا ہونا اوس کا
بغیر حاصل کرنے اوسکی قالب کے متصور نہین اور اوسکی

قالب کا حاصل کرنا بغیر مشق کرنے آلات اور ہتھیار
اور صحبت اوٹھانے اوستاد پختہ کار اور حاضر ہونے
معارکہ کارزار کے ممکن نہین ناچار مضطر ہو کے ہتھیار کی
طلب اور اوستادون کی تلاش اور معارکہ کی جست جو
خودبخود کریگا اور بعد حصول ان چیزون کے ملکہ اور قوت
قابلی اسکی سو آب وتاب کے ساتھہ ظہور کریگی کہ کوئی
ہم عصر اوس کا محاربہ کے فن مین دعوی برابری کا نکریگا اور
بعضے دوسرے اون کامون پر مفطور ہوتے ہین جو کام شجاعت
کے مخالف نہین ہین اور اونکی استعداد اور جبلت کی
تختی نہایت پاک اور صاف ہوتی ہی اگر اونکو مربی
مشفق ہاتھہ لگے تو ان کامون مین سے جو حرب اور جنگ
سے علاقہ رکھتے ہین بقدر قوت تربیت اور تعلیم اوستاد
کے اور موافقت زمانہ کے نصیبہ اور بہرہ اوٹھاویگا اور
اوستاذ کا کمال بطور انعکاس کے اوس شخص مین جلوہ گر
ہوگا اور ایک شخص تیسرا ہی کہ عورت کی فطرت
اور مخنثون کی جبلت پر واقع ہوا ہی اگر ہزارون
اوستاد نوع بنوع کی تربیت اور تادیب کے ساتھہ

حرب اور جنگ سیکھاسنے کا قصد کرین تو بھی کبھی لایق
کارزار کے نہوگا اور سارے شاہنامہ سے صرف
اسی بیت کو یاد کر لیگا * بیت * منیرہ منم دخت افراسیاب
برہنہ تنم را ندید آفتاب * یعنے منیرہ مین ہون بیٹی افراسیاب
کی تن کو میرے برہنہ نہ دیکھا افتاب نے ایسا ہی افراد
انسانی بہ نسبت وضع زبانی کے جیسے شرع رحمانی
بولتے ہیں تین طبقے مین واقع ہین اور حقیقت شرع رحمانی
کی اتنا ہی ہی کہ افراد انسان کو حضرت حق کے قرب کی
راہ سجہاتی ہی اور اوس جو او مطلق کی رضامندی
حاصل کرواتی ہی اور جس عقیدہ اور فعل اور خلق
سے دنیا اور آخرت مین مضرت ہوتی ہی اوس سے بچاتی
ہی اور گھر اور شہر کی تدبیر مین انتظام صالح پر قایم کرتی ہی
اسپر کچھ زیادہ نہین پھر جو لوگ طبقہ اولی مین واقع ہوئے
ہین اون کی جبلت مین جو کمال اجمالی ہی اوس کو ایمان
حقیقی بولتے ہین اور جب وہ ایمان جبلی بسبب پیروی
کرنے نبی وقت کے ساتھ شرایع تفصیلیہ کے کھل
جاتا ہی اور وہ معنی قلبی اور کمال باطنی ملت کا قالب پکڑتا ہی

تب یہہ ملت حقہ مثل شیشہ صاف کے اوسکے چراغ
جبلی پر کہ محض زیتون الہی سے ازل مین جلایا گیا تھا احاطہ کرتا
ہی اور نور بسیط کو اوسکے اپنے ہمرنگ بناتا ہی اور
آب و تاب عجیب و غریب بخشتا ہی پھر بسبب تہہ باتہہ
ہوسپنے نور جبلی اور نور شرعی کے وہ ملت حقہ کہ باطن سے
اوس صاحب کمال کے دو بالا رونق پایا ہی مثل چمکتے
تارے کے ملک اور ملکوت کے اختر شناسون کی چشم
بصیرت کو خیرہ کرتا ہی اور میدان کمالات کے شہسوارون
اور دریاے احوال اور مقامات کے سیر کرنے
والون کی ذات سے ندا ے ہو سبیلنا و اعتق سبیلنا
کی نکلتی ہی * اسطرح کے کمال والون کو شرع مین
صدیقین کہتے ہین جو صاحب ذکا اور کیاست کہ اپنی ذہن کی
لطافت سے اور طبیعت کی جودت سے اس کلام کے
مغز کو پہنچا ہو گا اوسپر پوشیدہ نرہیگا کہ صدیق ایک وجہہ
سے انبیا کا مقلد ہوتا ہی اور ایک وجہہ سے شرایع مین
محقق ہوتا ہی پھر اگر صدیق زکی القلب ہی اور رضا اور
نارضا کو حضرت حق کے قول اور فعل مخصوص مین اور حق

اور باطل کو عقاید خاصہ مین اور محمود اور مذموم یعنی برے اور
بھلے کو عقاید شخصیہ مین اور سنوار و بیگار نظام واجب
الحفظ کو واقعہ اور معاملہ جزئیہ مین نور جبلی سے اپنے دریافت
کرتا ہی مثلا اپنے دل کی شہادت سے جانتا ہی کہ فلانی
بات مخصوص یا فلانا کام مخصوص مرضی حق کی ہی یا غیر مرضی
اور فلانا عقیدہ خاصہ حق ہی یا باطل اور فلانا خلق مخصوص
نیک ہی یا بد اور فلانا معاملہ خاص کہ فلانے شہر یا فلانے
گھر مین منعقد ہوا ہی یا فلانی رسم مخصوص کہ فلانی قوم مین
ترویج پایا ہی موافق نظام اتم یعنے پوری بند وبست کے
ہی یا اوسکے مخالف ہی تو اس امور مذکور کا احکام دو وجہہ
سے اوسکو معلوم ہوتا ہی ایک تو اپنے دل کی شہادت
سے خصوصا * دوسرے بسبب داخل ہونے اوسکے
کلیات شرع مین عموما * وجہہ اول سے جو معلوم ہوا ہی سو
تحقیقی ہی اور ثانی سے جو معلوم ہوا ہی سو تائیدی ہی *
اور اگر زکی العقل ہی پس نور جبلی اوسکی کلیات حقہ
کے طرف جو احاطہ پاک مین منعقد اور واسطہ تربیت نوع
انسان کے متعین ہوئی ہی اوسکو راہ بتاتی ہی اور

وہ کلیات ذہن مین اوسکے مدتہا یاد رہتی ہی اور اوسی
کلیات سے جزئیات کو نکالتا ہی پس علوم کلیہ شرعیہ دو
واسطے سے اوسکو پہچتی ہی ایک تو نور جبلی کے واسطے
سے اور دوسرے انبیا علیہم الصلواۃ والسلام کے
واسطے سے مثلا شہادت قلب سے اپنے جانتا ہی کہ
جو فعل کہ ایسا اور ویسا ہو اور فلانی چیز پر مترتب ہو
اور فلانا پھل پھلے تو وہ فعل مرضی حق کی ہی یا غیر مرضی
اور جو عقیدہ کہ تعلق فلانی حقیقت سے رکھتا ہو یا فلانی
صفات اور اسماء سے حکایت کرتا ہو یا فلانی رویداد پر
دلالت کرتا ہو اور فلانی طریق سے حاصل ہوا ہو تو وہ عقیدہ
حق ہی ❀ اور نوع انسان کے معاش اور معاد مین بکار
آمد ہوتا ہی اور جو عقیدہ کہ فلانی حقیقت سے علاقہ رکھتا ہو
یا فلانی صفات اور اسماء سے یا فلانی رویداد سے یا فلانی طریق سے
نکلا ہو تو وہ عقیدہ باطل ہی یا نوع انسان کے معاش اور معاد
مین کام نہین اتا ہی اور سیکھنا اور سیکھانا اوسکا
عبث ہی ❀ اور جو خلق کہ فلانا پھل پھلے اور تحصیل مین اوسکے
فلانے فلانے کام کی حاجت پڑتی ہی تو نیک ہی ورنہ بد ہی ❀

اور جو معاملہ اور جو رسم اور جو سیاست سے کہ فلانی فلانی
مصلحت حاصل ہو تو مقبول اور نظام اتم کے موافق ہی
والا مردود ہی اور نظام اتم کے مخالف * پس کلیات
مین شریعت کے اور احکام ملت کے حکم مین اوسکو شاگرد
انبیا کا بھی کہہ سکتے ہیں اور ہم اوستاذ بھی * اور اوسکے
حاصل کرنیکی طریق بھی ایک شاخ ہی شاخون مین سے
وحی کے کہ اوسکو عرف مین شرع کے نَفَثَ فِي الرَّوْعِ
بولتے ہیں اور بعضے کمال والے اوسکو وحی باطنی کہتے ہیں
پس فرق درمیان اِن بزرگون کے اور نبیون کے حکم
کے قالب کو قایم کرنا اور امتون کی طرف مبعوث ہونا
ہی اور بس * ف * مثلا ہر احکام شرعیہ کے لئے
ایک باطن ہی لیکن بدون ظاہر کے جسے قالب بولتے ہیں
اوسکی صحت پر حکم نہین کرسکتے ہیں جسطرح صلواۃ
کہ حقیقت اسکی خشوع اور خضوع ہی لیکن بغیر ادا
کرنے ٹھیک نماز کے حکم صلواۃ کا ندیا جایگا سو اس قالب کو
ٹھہرانا نبیو نکا کام ہی انتہی اور نسبت انکی انبیا کے ساتھ
ایسی ہی جیسی نسبت چھوٹے بھائی کی بڑے بھائی کے

ساتھہ یا بڑے بیٹے کی اپنے باپکے ساتھہ کیونکہ درمیان اُنکے ایک
وجہہ سے علاقہ بیٹا ہونیکا ہی اور ایک وجہہ سے بھائی
ہونیکا اور یہہ بزرگوار انبیا کے خلافت کے حق دار
زیادہ ہیں گوکہ تسلط اور حکومت ظاہری اِنکے نصیب نہو
اور اہل ملت کے نادان لوگ اِنکی ریاست کو مسلم
نرکھیں اور اسی معنی کو امامت اور وصایت بولتے ہیں
اور اِنکے علم کو کہ بعینہ علم انبیا کا ہی لیکن چونکہ وحی ظاہری
سے حاصل نہیں ہوا ہی حکمت بولتے ہیں اور عنایت
اور ولایت مخصوصہ کہ حق میں انبیا کے صرف کی گئی ہی
اُسی عنایت مخصوصہ کے سبب سے اِن کو بھی اپنے ہم جنسوں
میں فرق اور امتیاز حاصل ہوا ہی چنانچہ اس کریمہ میں اسی معاملہ کا
بیان ہی کہ ❋ اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ
وَاِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی
الْعٰلَمِیْنَ وَکُلًّا فَضَّلْنَا عَلَی الْعٰلَمِیْنَ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ وَ
اِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَیْنٰهُمْ وَهَدَیْنٰهُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ وَاذْکُرْ
عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ اُولِی الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَارِ
وَاِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِکْرَی الدَّارِ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا مِنَ

الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ * ترجمہ اللہ چن لیتا ہی فرشتون اور
لوگون مین سے رسولون کو اور بیشک اللہ نے پسند کر لیا
ادم کو اور نوح اور ابراہیم اور ال عمران کو اور بہتر کو
بزرگی دیا مین سارے جہان پر اور باپ دادون سے
انکے اور اولادون سے انکے اور بھائیون مین سے
انکے اور قبول کیا ہم نے ان کو اور سمجھایا ہم نے اون کو
سیدھی راہ اور مذکور کر میرے بندے ابراہیم اور اسحاق
اور یعقوب کو جو قوت والے اور انکھ والے تھے بیشک
ہم نے خالص کر لیا اُن کو ایک چنی بات مین وہ یاد اوس
گھر کی ہی اور بیشک وے نزدیک ہمارے البتہ اچھے
لوگون مین ہین اور اسی اجتبا اور اصطفا یعنے برگزیدگی
اور پسندیدگی کے سبب رضاے حق کی اِنکی رضا مین مندرج
ہی اور خدا کی تابعداری اِنکی تابعداری مین منحصر ہوئی ہی
اور خدا کا غضب ان کے غضب مین لازم ہی * اور
اوس عنایت اور ولایت کا نمونہ اور اوس عزت اور
عظمت کا پرتو کچھ ربانیین اور وارثین انبیا اور مرسلین
کو بھی نصیب ہوتا ہی اور عرف مین قوم کے وجاہت

بولتے ہیں اور اِس صدیقیت کو جو ذکاے عقل کے ساتھ
ملی ہوئی ہی اور حکمت اور وجاہت کے لوازمات
سے ہی سید الحکماء اور سید العلما شیخ ولی اللہ قرب
الوجود بولتے ہیں اور بھی جاناچاہیے کہ قرب الوجود محض وہبی
اور جبلی چیز ہی کہ کسب اور اکتساب اور حدوث اور
تجدد کو اوسمین کچھ دخل نہین ہان اتنی بات تو ہی کہ جس
وقت مویدات اور اسباب پائے جاتے ہین تب اوس
نور جبلی کا آثار بتدریج آہستہ آہستہ ظہور کرتا ہی
جسطرح انسان کی انسانیت کہ محض خلقی چیز ہا لیکن
جس چیز سے انسان کو سارے حیوانات سے تمیز ہوتی
ہی وہ قوت عاقلہ ہی اور ابتداے پیدایش مین چھپی
رہتی ہی کیونکہ درمیان چھوٹے بچے کے اور جانور کے
کچھ فرق معلوم نہین ہوتا ہی بلکہ چھوٹے بچے کی سمجھ جانور
سے کم ہوتی ہی اور بعد گذرنے ایک زمانہ کے بسبب
مزاولت علوم کے اور اکات مین اثر اوس امر مستور کا
ظہور کرتا ہی ❊ اور چونکہ صدر کلام مین مذکور ہوا کہ وہی
عنایت ایزدی کہ ازل ہی مین اِس کمال والے کو ملی ہی

ہر وقت اور ہر مرتبہ نئی لطف اور تازی تربیت کے ساتھ
پسندیدہ کام اور حق عقیدہ اور نیک خلق اور اچھی رسم
پر کشان کشان لاتی ہی اور برے کاموں سے اور جھوتھے
عقیدون اور بد خلقون اور فاسد رسمون اور معاملون سے
رنگ برنگ کے تصرفکے ساتھہ بچاتی ہی بس ضرور بالضرور
اوسکو اوس محافظت مین کہ انبیا علیہ السلام کو ہوتی
ہی جسکو عصمت بولتے ہین فایز المرام کرتی ہی
تصویر اوسکی یہہ ہی کہ جیسا کہ عشق جمال والے کی
یا طلب ہنر اور کمال کی یا خواہش تحصیل جاہ و مال
کی بعضے شخص کو اسقدر ہوتی ہی کہ اوسی کوشش
مین مستغرق اور ڈوبا رہتا ہی اور بسبب اسی
استغراق کے فتور اور خلل اوسکے قواے بہیمہ مین
راہ پاتا ہی اور اوسی فتور کے سبب سے عرفی اور
شرعی قباحتون کی طرف تہہ دل سے اونکے التفات نہین
ہوتی ہی اور اس کام کے کرنے کا قصد دل مین انکے منعقد
نہین ہوتا اور بعضے شخص اس طرح کے ہین کہ ذکاوت عقل
اور نزاکت طبیعت اور طہارت جبلت پر پیدا ہوتے

ہیں اور باپ دادے کی تربیت اور استادون کی تعلیم بھی حق مین انکے مصروف رہی تو یہہ لوگ اون قباحتون سے بسبب ذکاے عقل اور نزاکت طبیعت کے پرہیز کرتے ہیں اور کراہت اور نفرت اون قباحتون کی نسبت کرتہہ دل سے اِنکے ظاہر ہوگی مثل مکروہ جاننے جبلی طہارت والے کے نجسون کو اور اگر احیانا اِن سے بھولے چوکے رغبت اور میلان اون قباحتون کی طرف واقع ہووے تو البتہ وہ مربی مشفق ہزار حیلہ سے اوس کو اوس نجس مین ماوث ہونے نہ دیگا ✽ ایساہی بعضے کمال والے بسبب غلبہ عشق مقدس کے اور مستغرق ہونے مشاہدہ مین حضرت ذوالجلال کے اور حاصل ہونے مقام فنا اور بقا اور معرفتون کے اور کھل جانے حقایق اشیا کے بھانت بھانت کے ارادے اور طرح طرح کے قصد اور عزم فنا ہوجاتے اور مٹ جاتے ہیں اور اسی فناے ارادے کے سبب نامرضی فعلون اور باطل عقیدون اور برے خلقون اور فاسد معاملون سے محفوظ رہتے اور یہہ مرتبہ قرب النوافل والے کو

نصیب ہوتا ہی اور بعضے کمال والے بسبب اور جبلی اور عنایت ازلی کے بھلے اور برے کی تمیز کر کے اپنے کو قباحتون اور برائیون سے بچا رکھتے ہین اور جو کبھی امور مذکور کی خواہش ہوتی ہی تو عنایت ازلی انکے ارادے کے دامن کو پکڑ کے عجیب اور غریب معاملہ کے ساتھ برے کامون سے باز رکھتے ہین چنانچہ آیہ کریمہ اسی معاملہ کی حکایت کرتی ہی * وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَّءٰى بُرْهَانَ رَبِّهِ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْءَ وَالْفَحْشَاءَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ * بیشک ارادہ کیا زلیخا نے یوسف پر اور یوسف نے زلیخا پر اگر نہ دیکھتا اپنے ربکی برہان اسیطرح ہم باز رکھینگے اوس سے برائی اور بیحیائی کو * اور یہہ حفاظت انبیا اور حکما کو نصیب ہوتی ہی اور اسکو عصمت بولتے ہین یہہ مت سمجھو کو وحی باطنی اور حکمت اور وجاہت اور عصمت انبیا کے سوا اورون کو نہین ہوتی اور مخالف سنت اور جنس بدعت سے ہی کیونکہ بہتیری حدیثین اسی مضمون کی مناقب مین صحابہ کبار کے حضرت صلعم سے منقول ہین

چنانچہ جو لوگ حدیث سے ماہر ہیں او پر پوشیدہ نہین ہی
اور اگر خوف ملال کا بسبب بڑھجانے کلام کے نہوتا تو
اون حدیثون مین سے کچھ اس مقام مین مذکور ہوتا اور یہہ
نہ جانو کہ ایسے کمال والے جہان سے ناپید ہین اور قرب
الوجود کا مرتبہ روی زمین سے مٹ گیا بلکہ قیامت تک عرصہ
وجود مین ان کمال والون کا وجود باقی رہیگا ہان علم یقینی
ہونے کی راہ کمال پر صاحب کمال کے کہ خبرونمین مین مخبر صادق
کے منحصر ہی بعد گذرنے زمانہ نبوت کے بند ہوگئی جیسا
حاصل ہونا علم قطعی کا کسی حکم پر احکام شرعیہ کے اجتہادی
مسئلون پر جو منصوص نہین ہین بعد گذرنے اوس زمان
برکت نشان کے متصور نہین حالانکہ مجتہدون کا اجتہاد زمانہ
مین تابعین اور تبع تابعین کے اِس قدر جلوہ گر ہوا کہ دسوان
حصہ اوسکا زمانہ مین صحابہ کے وقوع مین نہ آیا تھا اور لوازم سے
اس مقام کے تربیت حق کی ہی اس کمال والے پر تفصیل
اوسکی یون ہی کہ جب وہ عنایت ازلی بدو فطرت مین
بلا استحقاق اور اکتساب کے اور بغیر واسطہ اور
حجاب کے اس کمال والے کو مقبولون کے زمرہ مین سے

قرار دیا اور سب وقتون مین اوس مقبول کے تربیت کا
بالا واسطہ متکفل ہوا پھر جو کبھی بشریت کی راہ سے وہ
مقبول ناحق کیطرف متوجہ ہوتا ہی اور تہہ دل مین
اوسکے اوس چیز سے علاقہ ہوتا ہی یا کسی چیز کو
اون امرون سے کہ بسبب پانے اوس امر کے اوسی نور
جمال سے اوسکے ظہور کیا واسطہ تربیت کا معلوم کرتا ہی تو
وہی عنایت ازلی اوس علاقہ کو کسی تدبیر سے برہم مارتی
ہی اور اوس خیال کو پاش پاش کر کے زایل کر دیتی
ہی اور سب آثارون مین سے اس مقام کے ایک آثار
یہہ ہی کہ صالح لوگون کے دلون مین اس کمال والے کی
قبولیت نازل ہوتی ہی کیونکہ اسی معنی کا اشارہ ہی * اِذَا
اَحَبَّ اللّٰہُ عَبۡدًا نَادَی جِبۡرَئِیۡلَ ثُمَّ یُنَادِیۡ فِی السَّمَآءِ اِلٰی
اَنۡ قَالَ حَتّٰی یُوۡضَعُ لَہُ الۡقَبُوۡلُ فِی الۡاَرۡضِ * یعنے جب
دوست رکھتا ہی اللہ کسی بندہ کو پکارتا ہی جبرئیل
کو یون کہ بیشک دوست رکھتا ہون فلانے کو سو دوست
رکھہ تو اوسکو پھر دوست رکھتا ہی جبرئیل اوسکو پھر
پکار دیتا ہی اسمان مین یہان تک کہ رکھا جاتا ہی واسطے

اوسکے قبول زمین مین اور حقیقت اس قبولیت کی یہہ ہی
کہ اس صاحب کمال کی وجاہت کا عکس پڑتا ہی اسطرح
کے دلون مین جو مثل آینہ کے صاف ہین تفصیل اس
اجمال کی یہہ ہی کہ جیساکہ اعضاے جوارح انسان کا انسان
کے دل کا آینہ ہی یعنے جو عارضہ کہ دل پر ظاہر ہوتا ہی مثل
محبت اور غضب اور فرحت کے البتہ اوسکا اثر ہاتھہ پانون
چہرہ بشرہ پر نمودار ہوتا ہی ایسے ہی صالحون کے دل جو
زنگ غفلات اور التذذات سے ماسوی اللہ کے صاف رہتے
ہین بہ نسبت حظیرۃ القدس کے آینہ کا حکم رکھتے ہین مثلا
جو چیز کہ احاطہ پاک مین مقدر ہو البتہ اکثر صلحا اوسکو واقع
ہونے سے پہلے خواب مین یا معاملہ مین دیکھتے ہین اور اوسکے
واقع ہونیکی رغبت یا اوسکے اسباب کے مہیا کرنے کی
ہمت اپنے مین پاتے ہین پس جب اس کمال والے
نے اپنے منعم کے نزدیک مرتبہ پایا اور قدم صدق کا احاطہ
پاک مین مستحکم کیا اور مقعد صدق کا رفیق اعلی مین حاصل کیا
البتہ اوسکی وجاہت کا عکس صلحا کے دلون مین نمودار
ہوتا ہی پھر جو صالح اوسکو دیکھتا ہی یا اوسکے ساتھہ

بیٹھتا ہی یا حال اور کمال سے اوسکے خبردار ہوتا ہی
البتہ تہہ دل سے اوسکو دوست رکھتا ہی اور علوم
اور اخبار کو اوسکے تہہ دل سے مسلم معلوم کرتا ہی بلکہ
وضع اور اطوار پر اوسکے شیفتہ اور فریفتہ ہوتا ہی گو کہ وہی
وضع اور طور اوسکے غیر مین پایا جاتا ہی مگر اوسکے طرف
کوئی اہل صلاح اور تقوی ادنی التفات نہین کرتا ہی بجاے
تو کہ مقصود اس کمال سے یہہ ہی کہ سارے عوام کو محبت
اس صاحب کمال کی ہوتی ہی کیونکہ حدیث شریف مین
وارد ہوا کہ * اِنَّہُمْ شُہَدَاءُ اللّٰہِ عَلَی الْاَرْضِ * یعنے بیشک وے
شہدا اللہ کے ہیٔن زمین پر اور پر ظاہر ہی کہ جو لوگ اہل شہادت
ہیٔن وے عقل اور کیاست والے اور مروت اور عدالت
والے ہیٔن نہ غافل اور بیوقوف اور فاجر اور ظالم بلکہ اگر
تو نیک تامل کرے تو معلوم کرے کہ ان بزرگون کی محبت
خود نشانی محب کے ایمان کی ہی اور علامت تقوی کی *
ذَالِكَ وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَايِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ * یہہ
اور جو تعظیم کرے اللہ کی شعایر کی سو بیشک وہ دل کے
تقوی سے ہی * اور بغض اِن بزرگون کے ساتھہ بغض

کرنیوالے کی نفاق کی نشانی ہی اور اوسکی بدبختی ہی
کیونکہ * لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا یُبْغِضُہٗ اِلَّا مُنَافِقٌ شَقِیٌّ *
نہین دوست رکھتاہی اوسکو مگر مومن تقی اور نہین
بغض رکھتاہی اوس سے مگر منافق شقی اسی معنی کا اشارہ ہی *
۳ افادہ * اس مقام سے برتر مقام نیابت عن اللہ
ہی تمدیدات شرعیہ کے ظاہر کرنے مین اور حقایق
کے مقام مین حکم کے قالب کو قایم کرنے مین اور نوع
انسان کے تربیت کے لئے ارکان اور آداب اور
شرایط اور مقاعد کو مقرر کرنے مین اور یہہ مقام بذاتہ مقام
انبیا اور مرسلین کا ہی لیکن انبیا کے تابعدارون مین سے
بعضے کو اس مقام کا عکس پرتا ہی کہ انکو عرف مین قوم کے
مفہمین کہتے ہین پیشواے صاحب تفہیم کے شیخ ولی اللہ
قدس سرہ اپنے اصطلاح مین اس مقام کو مقام قرب الفرایض
بولتے ہین * ۴ افادہ * اور اس مقام سے برتر مقام نیابت
عن اللہ ہی بیدار کرنے مین غافلون کے اور دور کرنے
مین عذر جاہلون کے اور پوری کرنے مین حجت کے منکرون
پر صرف دلیل اور برہان سے ہی یا ناوار اور نیزہ کے

سا تھہ کہ انکے وجود بر کت امود سے مضمون اس ایہ کریمہ
کا متحقق ہو تا ہی یعنے * قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ * تو کہہ اللہ
ہی کو حجت پوری اور یہہ مقام بذاتہ مقام انبیاے الوالعزم
کا ہی اور بعضے بزرگوار کو بسبب تابعداری انبیا
اولوالابصار کے اس افتخار کا عکس پرتا ہی اور اونکو
عرف مین قوم کے حجج اللہ بولتے ہین اور اصطلاح مین شیخ کے
اس مقام کو قرب ملکوت بولتے ہین * ہ افادہ * اور
اس مقام سے برتر مقام ادوار اور اطوار کی ریاست
ہی بیان اوسکا یہ ہی کہ بعضے وقت مین اور جزو زمان
مین تربیت نوع انسان کی امر معاش مین دجھون مین سے
کسی ایک وجہہ کے ساتھہ واقع ہوتی ہی اور عنایت
ربانی اوسی لباس مین ظہور فرماتی ہی اور جو صاحب کمال کہ
اس مقام مین واسطے تربیت افراد انسان کے اللہ کی طرف
سے نایب تھہرا ہو تکمیل مین اوسی وجہہ کے بری کوشش
کرتا ہی اور جب وہ وجہہ اپنے کمال کو پہنچتی ہی تب
تازی عنایت رحمت ازلی کے دریا سے ظاہر ہوتی ہی
اور تربیت معاشیہ مین سے دوسری وجہہ نمودار ہوتی ہی

اور جاری کرنے مین اوسی وجہہ کے ہی ادم مین سے
کامون کو متوجہہ کرتا ہی چنانچہ اِس کریمہ مین جو مذکور ہوتی ہی
اسی بھید کا بیان واقع ہوتا ہی * یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ
اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْہِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ اَلْفَ
سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ * تدبیر کرتا ہی کام کی اسمان سے
طرف زمین کے پھر چڑھ جاتا ہی ایک دن مین جسکا
مقدار ہزار برس ہی اوس حساب سے جو گنتی کرتے ہو
تم مثلا حضرت ادم کے زمانہ سے ایکر حضرت ادریس کے
زمانہ تک فیض ربانی اون طریقون کی طرف جس مین
بانیا دعیش اور زندگانی کی ہو ہدایت کرنے مین افراد
انسان کے متوجہ تھی جیسا کھیتی کرنا اور آٹا پیسنا اور
خمیر کرنا اور روٹی بنانا اور سب طرح کا کھانا پکانا اور کپڑا بنوانا
اور سلوانا اور گھر بنوانا * جب یہہ تربیت اپنے کمال کو
پہنچی تب حضرت ادریس کے زمانہ سے سکھانا باریک
باریک کسب کا جیسا سینا اور لکھنا اور لوہے کا کام
بنانا اور مثل اوسکے جو لطیف صنعت اور کاریگری ہی
اور تعلیم کرنا گہرے گہرے علمون کا جیسا مطلع ہونا

خواص پر اجسام علویہ کے جسکا خلاصہ علم طب اور نجوم
ہی ظاہر ہوا اور زمانہ سے ذی القرنین اول کے استوار
کرنا بنیاد سلطنت اور ریاست کی اور مقرر کرنا قانون
حکومت اور آئین عدالت کی اور جمع کرنا لشکر اور سپاہ
کا ظاہر ہوا ایسا ہی نوع انسان کے تربیت کے لیئے اونکے
امر معاد مین بھی ادوار اور اطوار یعنی زمانے اور طور
بدلتے ہیں اور اصحاب اہل کمال کہ کسی دورہ مین دورون مین سے
اپنے کمالات کو پہنچتے ہیں جو علوم کہ ان کے دورہ کے
مناسب ہی دلون مین اون کے بانٹتے ہیں اور اون سے
اوسی علوم کی تکمیل کی خدمت لیتے ہیں پھر جب وہ
تربیت اپنے کمال کو پہنچتی ہی تب پھر دوسری تربیت
کی بنیاد رکھتے ہیں اور نئی ہدایت کی جڑ مضبوط اور مستحکم
کرتے ہیں مثلا اس امت مین پہلا دورہ فقہا کا تھا بعد اوسکے
دورہ اہل کلام کا نمود ہوا پھر اوسکے بعد دورہ صوفیہ کا ظہور
فرمایا اور یہہ جو مذکور ہوا محض تمثیل کے لئے نہ حصر کے لئے الغرض
جب ایک دورہ ختم ہوتا ہی اور دوسرا دورہ شروع ہوتا ہی
تب ایسے شخص کو کہ افراد انسان مین کامل تر ہو اور

فیض رحمانی کے لایق تر ہو ذات برکت آیات سے اوسکے
پہلے دورہ کی ہدایت کو نہایت درجہ کے کمال کو پہنچاتے
ہین اور اوس شخص کو مترجم اپنا کرکے اور زبان اپنی
قرار دے کے زبان برکت نشان سے اوسکے حضرت
رحمن کی نئی الطاف کے طرف افراد انسان کو دعوت
فرماتے ہین اور امامت اوس دورے کی اوسکے حوالہ
کرتے ہین اور یہہ مقام بذاتہ مقام حضرت خاتم النبوت اور فاتح
الولایت علیہ الصلواۃ والسلام کا ہی لیکن بہ تبعیت آنحضرت
کے اس مقام کا نمونہ آپ کے بعضے اتباع کرام کو ارزانی رکھتے
ہین اون کو فاتحین اور خاتمین بولتے ہین یعنے وجود سے اوس
شخص کے پہلے دورہ کے مال کی نہایت اور پچھلے دورہ کی
کمال کی ہدایت متحقق ہوتی ہی اور اس مقام کو حضرت
شیخ ولی قدس اللہ سرہ مقام فردانیت بولتے ہین اور
سارے اہل کمال جو اوس دورہ مین ہوتے ہین حقیقت
مین اوسی امام زمان کے تابع ہوتے ہین اگرچہ یہہ لوگ
امام کو جانتے ہون یا نہ جانتے ہون * اور معنے اتباع کے یہہ
نہین ہی کہ یہہ لوگ امام کی تقلید کرتے ہین یا انکی تربیت

کا سلسلہ امام تک پہچتا ہی بلکہ معنے اس مقام مین وہ ہی کہ
خدمت مین اوس شان الہی کے کہ اوس دورہ مین
ظہور فرمایا ہی دل وجان سے کوشش کرتے ہین اور
سارے علوم جو مناسب اوس شان کے ہین پہلے دل
مین اوس امام کے ڈالتے ہین پیچھے دل مین ان بزرگوارون
کے غیب کے خزانہ سے بتاتے ہین اور جیساکہ قصد مشہور
کرنے کا اوس علوم کے اول دل سے اوس امام کے ظاہر
ہوتا تھا ویسا ہی پھر وہان ارادہ دل سے ان بزرگون
کے صرمارتا ہی * افادہ * از بسکہ یہہ تینون مقام
بالذات انبیا کو مسلم ہی اور غیر کو انکے اس کمال کے
ظل کے سوا اور اوس مقام کے نمونہ کے ماورا رسائی
نہین باوجود اسکے ایسے بزرگوار کہ مفاخر کے قالب اور
جسم ہون مثل گندھک سرخ اور اکسیر اعظم کے کمیاب ہین
یعنے جن لوگو نپر اِسمقام کا پرتو پڑتا ہی بہت کم پائے جاتے
ہین اور اسی واسطے اس تینون مقام کے مباحث مین
اجمالا اشارہ کرکے اسکی تفصیل دوسرے مقام پر حوالہ کیا
گیا اور بھی اس تینون مقام کے کنہ کو پہچنا اور سارے

کمالون کی تحقیق کرنا بدون حاصل ہونے اس مفاخر کے اور ملنے اس مناصب کے صورت نہین بندھتی پھر کوشش کرنا اس اسرار کے بیان مین لاحاصل ہی * بیت * در نیابد حال پختہ ہیچ خام * پس سخن کوتاہ باید والسلام * حال پختہ کا نہ سمجھے کوئی خام * بات چھوٹی چاہئے بس والسلام * ہان اتنا سمجھا چاہئے کہ محبت ایمانی ازبسکہ عجیب اور غریب میوہ دیتی ہی کیونکہ تخم اوس محبت کا عنایت ربانی اور اجتبا رحمانی ہی اور عجائبات ربانی کو حد اور پایان نہین * ف * یعنے یہہ مقام خدا کی عنایت سے حاصل ہوتا ہی کسب کو کچھ دخل نہین انتہی * فرد * داغ غلامیت کرد پایہ خسرو بلند * صدر ولایت شود بندہ کہ سلطان خرید * مرتبہ خسرو کا تیرے داغ غلامی سے بڑھا * بندہ جو سلطان نے لیا صدر ولایت ہوا * ۲ افادہ * یہہ مت سمجھو کہ راہ ولایت اور راہ نبوت مین تباین اور ضد ہی یہان تک کہ راہ ولایت کے سالک راہ نبوت کے مقامات مین نہین پہنچتے یا راہ نبوت کے طالب پر حالات ولایت کی وارد نہین ہوتی یا حب عشقی والے حب ایمانی سے معطل رہتے

اور حب ایمانی والے عشقی حالتون سے غافل رہتے
تماشا و کلا کیونکہ کتاب فتوح الغیب کو کہ جسکی نسبت شیخ
عبد القادر رحمتہ اللہ کے طرف کرتے ہیں تمنے دیکھا ہوگا
کہ سر سے پانوں تک فناے ارادے کے مضمون سے جو
خلاصہ حب ایمانی کا ہی بھری ہوئی ہی اور اوس
پیچ تاب اور قلق اور اضطراب کی باتین جو دل مبارک
پر جناب سید المرسلین علیہ افضل الصلواۃ و التسلیم کے
زمانہ وحی مین گذرتی تھی سنا ہوگا کہ جو عجز و نیاز اور استغنا
اور ناز کہ درمیان ایاہی لیلی اور مجنون کو رشک دلاتا
ہی باکہ تخم حب ایمانی کا اور نور اوس سعادت جاویدانی
کا ایمان کے ارکان اور اسلام کے شرطون مین سے ہی
بس حب ایمانی کو مانند کھوڑے شاہ گام کے سلوک مین
طریق مقبول کے سمجھا چاہیے اور حب عشقی کو اس راہ
مین بادیہ یا منزل قرار دیا چاہیے بس حب ایمانی سالک کے
جان کی پیوند ہی اور حب عشقی حالات اور واردات
کے قسم سے ہی ہان بعضے نفوس مین بسبب مناسبت
طبعیت اور جبلت کے حب عشقی تاثیر قوی بخشتی ہی

اور راہ ولایت مین کشان لیجاتی ہی اور حب
ایمانی لباس مین حب عشقی کے ظہور کرتی ہی اور بعضے
جانون مین عشق کے غلبے کے فرو ہوںپنے کے بعد صرف
حب ایمانی رہ جاتی ہی اور طرف مقامات راہ نبوت
کے رستا بتا تی ہی القصہ حب ایمانی کو سلوک کے بنیاد کی
جڑ بلکہ مثل اینٹ اور لکڑی اور مٹی اور پاتھر کے کہ عمارت
کا مادہ ہی سمجھا چاہیئے اور حب عشقی اور اُسکے ثمرات
کو بعد مستحکم ہونے اصل عمارت کے مانند رنگ خوش
کے اور نقش دلکش کے کہ سریع الزوال اور یسیر
الاعادہ یعنے جلدی مٹ جاتا اور آسانی سے بن جاتا ہی
قرار دیا چاہیئے اسیواسطے انبیا علیہم الصلواۃ والسلام
از بسکہ واسطے مضبوط کرنے بنیاد ہدایت کے اور
مستحکم کرنے چھت تربیت کے عموما انسان کے لئے
معبوث ہین اور لابد اسی حب اور اسکے ثمرات کے
طرف دعوت کیئے اور اسکے حاصل کرنے کی طریق کو
مضبوط کیئے اور کھول کر بیان کر گئے اور صرف حب ایمانی
کے طریقون کے کھولنے اور بیان کرنے پر اکتفا فرمائے

اور حب عشقی اور اوسکے ثمرات کے حاصل کرنے
کی راہ کھولکر معین نفرمائے مگر اشارہ لطیف اور کنایہ
باریک کے ساتھہ اور جو لوگ اہل طریقت مین سے
اولیاء کبار تھے اور باطن شریعت کے فن مین امامت
حاصل کئے تھے اور اصلاح قلب اور سدہار دل کے قواعد
مین اجتہاد کا مرتبہ پیدا کئے تھے جب حب ایمانی کو متواترات
دینی مین سے سمجھے اور اوسکے حاصل کرنے کی طریق
سارے امت والون مین مضبوط پائے حتاکہ زمان برکت
نشان مین آپ کے عوام اہل امت مین سے جو عامی اور
انپرھہ تھا وہ حضرت حق کی تابعداری اور جواد مطلق
کے حکمون کی فرمان برداری کو اور شریعت نبوی کے
ساتھہ متشرع ہونیکو اور دین مصطفوی کے ساتھہ
متدین ہونیکو اپنے ذمہ پر فرض جانتا تھا اور اوسکے شکر
اور حب کی خوبی اور کفران منعم کی برائی اور مخالفت
کو بدیہیات مین سے سمجھتا تھا اسواسطے حب ایمانی اور
لوازم کو اوسکے مفروغ عنہ یعنے بیان کا محتاج نہ سمجھکے اور
اپنے تابعدارون کے ذہن مین مسلم الثبوت معلوم کرکے

حب عشقی کے احکام کی تفصیل مین اور اوسکے ثمرات
کی توضیح مین اور اوسکی تحصیل کی طریقون کے ضبط کرنے
مین سعی اور کوشش جیسی چاہئے ویسی کئے اور مسلمانون
مین سے ایک جم غفیر کو نفع عظیم پہنچائے اور اس سبب سے
بڑا مرتبہ اور بڑی عزت بارگاہ مین رب العزت کے پائے
* شَکَرَ اللّٰہُ مَسَاعِیَہُمْ وَرَفَعَ دَرَجَاتِہِمْ فِي اَعْلٰی عِلِّیِّیْنَ *
جزا دے اللہ انکی سعی کی اور بلند کرے اعلی علیین مین
ان کے درجے کو پھر بعد گذرنے اون کے زمانہ کے غبی اور
نادان لوگ پیدا ہوے اور مضمون اس کریمہ کا یعنے *
وَفَخَلَفَ مِنْ بَعْدِہِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّہَوَاتِ
ترجمہ پھر پیچھے آئے بعد اون کے ناخلف برباد کئے نماز اور
پیچھے لگے خواہشون کے حال بدمال پر ان کے صادق ایا
حب ایمانی کی تحصیل کی طریق کو برباد دیکے حب عشقی اور
اوسکے ثمرات کے حاصل کرنے مین کمر باندھا حالانکہ یہہ
محض خیال باطل ہی کیونکہ آمِنْ ثُمَّ جَاہِدْ یعنے ایمان لا پھر
جہاد کر خبر ہی ماثور * وَثَبِّتِ الْعَرْشَ ثُمَّ النَّقْشَ * یعنے چھت
طیار کر پھر نقاشی کر مثل ہی مشہور چنانچہ بلند سیر شیخ

ابو محمد ابو الخیر ایسے لوگون کے حال سے خبر دیتے ہیں
اور فرماتے ہیں * بیت * تقلید دو سہ مقلد بے معنی *
بدنام کند رہ جوان مردان را * تقلید دو تین مقلد بے معنی
کی بدنام کرتی ہی جوان مردون کی راہ کو اس معنے کو مثال
دیکر واضح کیا چاہیئے اور سننے والون کے ذہن مین جمایا چاہیئے
مثلاً عنایت یزدانی اور فیض رحمانی کہ افراد انسانی کو
ازل مین ملی تھی بعضے اوقات مین ایسا اقتضا فرمایا کہ کچھ عقاید
اور احکام اور معاملات اور سیاسات مین سے کہ ہدایت
کرنے مین انسان کے اور دنیا اور آخرت کے ضرر کی
چیزون سے انکو نجات دینے مین اور برزخ اور حشر کی
آفتون سے خلاص کرنے مین دخل قوی اور تاثیر عظیم
رکھتا تھا زبان عربی مین انسان کو تعلیم کیا جاے اور شرح
اوسکی بیان ہدایت نشان سے اوس شخص کے
جو عرب اور عجم مین فصیح تر ہی تفصیل کی جاے پس
جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس
کلام معجز عربی کو شرح اور بسط کے ساتھہ سب حضار کے
طرف تبلیغ فرمایا سو تکمیل امر فیض قدسی کی کہ غیب

الغیب سے نزول فرمائی دو وجہہ سے ہو سکتی ہی ایک
تو یہہ ہی کہ جو کام کہ دنیا اور اخرت کی اصلاح مین تاثیر رکھتا
ہی اور نجات دینے مین اور درجات کے بلند کرنے مین
دخل کرتا ہی اوسی کام کی تعلیم کو اپنی ہمت کا قبلہ کر کے
کتاب اور سنت کی طرف متوجہہ کیا جاے اور اعتقاد
کرنے مین عقاید مذکور پر اور بجالانے مین احکام ماثور پر اور
حاصل کرنے مین اخلاق محمود پر اور قایم کرنے مین معاملات
اور سیاسات مقصود پر سعی بلیغ کرے اور اتمام مین
اس کام کے کوشش زیادہ سے زیادہ بجالادے اور
یہی وجہہ شارع کو مقصود ہی کتاب اور سنت سے اور
یہی ہی بنیاد ہدایت کی اور جڑ ہی سعادت کی اور شارع
نے اسی کو کھول کر تفصیل کے ساتھہ بیان فرمایا اور اوسکے
حاصل کرنیکی طریقون اور تمہیدون کو کمال اہتمام کے
ساتھہ مضبوط فرمایا اور دوسری وجہہ یہہ ہی کہ کلام قدسی
کی بلاغت کی وجہون پر اور عقاید حقہ کی دلیلون پر اور
منصوصہ حکمون کے حکم کرنے پر اور اخلاق محمودہ کے پیدا ہونے
کی طریقون پر اور معاملات اور سیاسات منقولہ

کے منافع پر مطلع ہونیکو پیش نظر اپنے کرکے اور اپنی
عزیمت اور ارادہ کا قبلہ قرار دیکے کتاب اور سنت
مین خوض کرے لیکن خوض کرنا اس وجہہ سے شارع کو
مقصود بالذات نہین ہی اسیواسطے اسکو صراحتہ بیان
نفرمایا اور اوسکے تحصیل کی تمہیدون کو اور تکمیل کی طریقون
کو بیان نکیا مثلا عربی کے فنون کی تفصیل کرنا صرف اور نحو
اور معنی اور بدیع کے قاعدون سے اور استدلال کی نیو کو
مستحکم کرنا منطق اور فلسفہ اور مناظرہ کے مسئلون سے اور
اجتہاد کے قانون کو مقرر کرنا قیاس کے بحثون سے اور
معین کرنا علتون کا اور ترجیح کے مسئلون کا اور جدل کے
قاعدون کا اور انسان کے قوای باطنہ کی تشریح کا کہ
اخلاق اور ملکات کا حامل ہی بیان کرنا اور حکمت عملی
کے اصول کو منقح کرنا خواہ سیاست منزلی ہو یا مدنی
اصلا شارع سے منقول نہین ہی بلکہ جو کچھ اوس جناب سے
منقول ہی یہی کتاب اور سنت ہی اور بس اور دعوت
انحضرت صلعم کی حجت اور برہان اور تلوار اور سنان
سے اسی دو چیز کے واسطے تھی اور جاری کرنے مین

اسی دو چیز کے کس قدر مشقت اور تکلیف کو برداشت کی * ہان وہ علوم باریک نازک بہ نسبت بعضے ذہن کے کتاب اور سنت کے حاصل کرنے کے بعد حکم اکسیر کا رکھتا ہی اور جب کتاب اور سنت غایت مرتبہ مین مشہور ہوئی اور حد تواتر کو پہنچی اور ہر خاص و عام بقدر نصیبہ اپنے اوس سے مراد کو پہنچے اور سارے اہل اسلام اِن دونو کو تسلیم کئے تب فن عربی کے اوستادون اور مجتہدون اور فن کلام کے دانشمندون اور تہذیب اخلاق والون اور حکمت ایانی والون کی سعی اور کوشش سے وہ علوم دقیقہ ظاہر ہوے اور یہہ بزرگوار بسبب اسی سعی کے زمرہ مین * عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیْلَ * کے گنے گئے یعنے میری امت کے علما مثل انبیا بنی اسرائیل کے ہین * اور اِن کے اتباع بڑھانے مین اس بحث کے خوب کوشش کئے یہان تک کہ علوم دقیقہ لنبے چوڑے وجود مین آے اور بعد گذرنے زمان برکت نشان ان بزرگوارون کے ایک لوگ متولد بے معنی کہ حب وجاہت اور شاب ریاست پر مجبول تھے پیدا ہونے اور اسی قیل و قال اور

مکابرہ اور جدال کو فضل اور کمال اپنا معلوم کر کے کتاب اور
سنت کو پس پشت اپنے ڈالکے اپنی ساری عمر کو تحصیل مین
اس امور بیحاصل کے برباد دیئے اور فلسفہ اور معتزلہ کی
راہ اختیار کئے اور حسرت اور ندامت کے سوا اس
جہان فانی سے کچھ ساتھ نہ لے گئے آخر سواے نا اُمیدی
اور خسارت کے گور تنگ مین اپنے کوئی مونس اور
غمخوار نپاے قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ
ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ
صُنْعًا أَعَاذَنَا اللّٰهُ جَمِيعَ الْمُسْلِمِينَ مِنْ حَالِ أُولَٰئِكَ الْجَاهِلِينَ ٭ کہہ تو کیا نہ خبر دون تمکو اونکی جو بڑے تو ٹا پانے والے
ہین کامون مین وے لوگ وہ ہین جنکی برباد ہوئی کمائی دنیا
مین اور وے سمجھتے ہین یہہ کہ ہم کرتے ہین اچھا کام ٭
پناہ دے ہمکو اللہ اور سارے مسلمانون کوان جاہلون کے
حال سے ٭

٭ تمام ہوا باب پہلا ٭

دوسرا باب بدعتون سے پرہیز کرنے اور عبادتون کے ادا کرنے کی طریق اور بری خصلتون کو چھوڑ دینے اور اچھی خصلتونکو اختیار کرنے کے بیان مین

اس باب مین ایک مقدمہ اور چار فصل اور ایک خاتمہ ہی * مقدمہ * اور اسمین ایک افادہ ہی * افادہ * اذکار اور اشغال اور مراقبات اور مقاماتکا بیان جو اولیاے کرام نے خلاصہ کرکے بخوبی مفصل لکھے ہین سو ایسا بہت ہوتا ہی کہ سالکون کو وہی پیش اتا ہی اور اسی اذکار اور اشغال اور مراقبات کے سبب سے اون مقامون مین پہنچتے ہین لیکن وہ عنایتین اور برکتین جو اولیاے عظام کے حق مین اللہ تعالی کی درگاہ سے پے در پے پہنچتی تھی سو اوسکی تھوڑی سی بوبھی سالکون کے دماغ مین نہین پہنچتی اور عنایات اور برکات کے آثار مطلق ظاہر نہین ہوتے اگرچہ عنایات اور برکات اور قبولیت کے ظہور مین سارے اہل کمال کا برابر ہونا ممکن نہین لیکن ہرایک کے حال کے مناسب عنایات اور برکات اور

قبولیت کا ظاہر ہونا چاہیے سو نہین ہوتا تو اس صورت مین اس بات کی تلاش اور سوچ ضرور ہی کہ اون عنایتون اور برکتون اور قبولیت کے آثار کس سبب سے ظاہر نہین ہوتے اور کون سے کام اوس آثار کے ظاہر ہونے کو روکتے ہین تاکہ اون روکنے والون کو دور کرنے کی تدبیر کرے اور مقصود حقیقی کو حاصل کرے سو انکی عبادتون کے آثار ظاہر ہونے کے روکنے والے اکثر لوگون مین یہہ ہین کہ بدعتون مین پھنسے رہتے ہین اور رذایل اخلاق یعنے بری خصلتون مین آلودہ رہتے ہین اور شرعی عبادتون کے ادا کرنے مین جس وضع سے کہ شارع کو مقصود ہی بے پروائی کرتے ہین اور جو کام کہ عبادات مین خلل ڈالتے ہین وہی کام اونکے شرعی عملون مین راہ پاتے ہین اسواسطے اس باب کو چار فصل پر تقسیم کرنا ضرور ہوا *

فصل پہلی بدعتون سے پرہیز کرنے کے بیان مین اور اسمین تین ہدایت ہی

پہلی ہدایت. بیان مین اون بدعتون کے کہ بسبب

اختلاط ملحدین اور مشرکین صوفی وضع کے عوام

سانوں مین شہرت پائی ہی

اور اس مین دو تمہید اور چھہ افادہ ہی * تمہید * جاناچاہئیے

کہ اعمال اور اشغال جو سلوک مین مقرر ہین اوسکے

ہمیشہ کرنے سے کشف اور شہود جو حاصل ہوتا ہی

سو کافر اور مومن اور بدعتی اور متبع سنت کے درمیان

مشترک ہوتا یعنے ذکر اور فکر جس طور سے طریقت مین

مقرر ہی اوسکی تاثیر ہی کہ اوس سے کشف اور مشاہدہ

حاصل ہوتا ہی جو کوئی کرے لیکن مومن کا ایمان اور سنت

کے تابعداری کا قصد اوس اعمال اور اشغال کے مقبول

ہونیکا باعث ہی اور کافر کا کفر اور ملحد کا الحاد اور بدعتی کی

بدعت اوس اعمال اور اشغال کے باعث مردود

ہونے کا ہی سو فقط اوس کشف اور شہود کو وہ کمال

جو انسان سے مطلوب ہی جاننا محض خطا ہی ہان مومن

کے حق مین وہ کشف اور شہود البتہ کارآمدنی چیز ہی

کیونکہ جو کمال کہ انسان سے مطلوب ہی اوس کمال کے

حاصل ہونے کا وسیلہ اور طریقہ کشف اور شہود ہی

جب یہہ بات سمجھہ مین آگئی تو اب جاناچاہئیے کہ انسان

دو چیز سے کامل ہوتا ہی اول معرفت الہی ہی دوسرے عزت
اور اعتبار کا حاصل ہونا ہی جناب باری مین اور اس
مقام مین معرفت الہی سے یہہ محض معرفت مراد نہین ہی
کہ ہر کس اور ناکس اوس سے خبردار ہی یعنے
اللہ تعالی بزرگ تر ہی تمام اوصاف مین اور حیات
اوسکی بزرگتر ہی تمام زندونکی حیات سے اور علم اوسکا
بزرگتر ہی تمام عالموں کے علم سے اور علی ہذا القیاس
کیونکہ اتنی معرفت سے اگر کمال حاصل ہوتا تو ناقص ادمی
عنقا ہوتا اگرچہ اتنی معرفت سے بھی فایدہ ہوتا ہی اور
نہ اس مقام مین اوس معرفت سے اللہ تعالی کی ذات
اور صفات کی حقیقت کی معرفت مراد ہی اسطور پر کہ
مدرکہ انسان کا بالکل اوس کو گھیر لے یعنے ادمی کی عقل
ذات اور صفات کی حقیقت کو خوب پہچان جاوے
اسواسطے کہ یہہ بات غیر ممکن ہی اس معرفت کی
کسیکو طاقت نہین مثلا اللہ تعالی کی رزاقیت کی صفت
جیسا چاہیے اگر کسی پر کھلنا شروع ہو تو کوئی اوسکے ابتدا
کی برداشت نکرسکے اوسکے انتہا کی برداشت کی کہان

طاقت ہی سو اگر یہہ معرفت انسان کے کامل ہونے مین
مقصود ہوتی تو کوئی شخص کامل نہین ہوتا سو اس مقام مین وہ
معرفت مراد ہی جو اللہ تعالی کو انسان کے پیدا کرنے
سے مطلوب ہی اور وہ معرفت معلوم ہوتی ہی قرآن
مجید اور حدیث شریف سے اور اسی معرفت سے
ادمی کو ایک عزت اور اعتبار اللہ تعالی کی جناب مین
حاصل ہوتی ہی اور جن لوگون کو وہ معرفت بغیر عزت اور
اعتبار کے حاصل ہوئی ہی مثل حکما کے سو وہ معرفت علمی
ہی نہ معرفت عینی یعنے اپنے علم سے اوس معرفت کو
جانتے ہین اصل معرفت اونکو حاصل نہین ہی اور انسان
کامل اس عزت اور اعتبار کے سبب سے مثل اوس
خدمت گار یا خواص کے ہوتا ہی جو اپنے اقا اور بادشاہ کی
نظر مین معزز اور معتبر ہوا ہی اور اُوسکی عزت اور
اعتبار کی نشانیان ظاہر ہوئی ہین مثلا اماتون کو بعضے رعیتون
اور لشکر والون یا محتاجون اور سایلون کے پاس پہنچاوے
تو اوسکی بات کو اقا اور بادشاہ معتبر اور سچ جانتا
ہی اور لوگون کے حق مین اوسکی سفارش قبول ہوتی

ہی جب اس طرح کی عزت اور اعتبار اللہ تعالی کی جناب
مین اور اللہ تعالی کی ذات اور صفات کی معرفت مین
کسی شخص کو حاصل ہو تب وہ شخص انسان کامل ہی پھر جنکو
دونون بات حاصل ہی اور وے لوگ انسان کامل ہیں
اون کے درجے اور مرتبے مین بھی آپس مین بہت تفاوت
ہی کہ اوسکا بیان کرنا اور سمجھنا ممکن نہین اس تفاوتکو ولایت
کے چھوٹے مرتبے سے لیکے خاتم النبی کے مرتبہ تک سمجھا چاہئے اور
اللہ تعالی کی حضوری طلب کرنے کی راہ کو انہین طریقون
مین جو اہل سلوک کے نزدیک مقرر ہیں منحصر اور موقوف
نہ سمجھا چاہئے بلکہ اللہ تعالی کے حضوری طلب کرنیکی اور
بھی بہت سی راہین ہین اون مین سے ایک مقبول
راہ یہہ بھی ہی اور اس طریقہ مقررہ پر چلنا موقوف ہی
طریقہ والے کے حال اور قال اور فعل کو ظاہر قرآن اور
حدیث سے ملا لینے اور مطابق کر لینے پر ۞ ۲ تمہید ۞ اللہ تعالی
کی راہ مین عمدہ خلل ڈالنے والے ملاحدہ صوفی شعار ہین
یعنے وے لوگ ہین جو لوگون کو فریب دینے کو صوفی کی
شکل بن بیٹھے ہین اور بمعنی لغت شرع سے مطلق خوف

نهین کرتے بلکہ مخالفت شرع کے التزام کو یعنے خلاف
شرع چلنے کو اپنا طریقہ جانتے ہیں اور شغال اشغال بُرے
بُرے بدعت کے شرک ملے ہوے سیکھتے اور سکہلاتے
ہیں اور ملحد پنے کو لوگون مین پھیلاتے ہین ایسے ملحدون کے
افعال اور اقوال کے موافق اون کے ساتھہ معاملہ کرے
اون مین جو قابل قتل کے ہو اوسکو بادشاہ اسلام قتل
کرے اور جو تعزیر اور تنبیہہ کے لایق ہو اوسکو تعزیر اور
تنبیہہ کرے اور جسکو اون کے اوپر احکام شرعی
جاری کرنے کی طاقت نہو وہ اُون سے نہایت بیزار
رہے اور اون کی ملاقات ہرگز نکرے اور اون کے
پاس نجاے اور موںہہ دیکھنے کو برا جانے اور اگر شاید کبہی
وقت مین یہہ خیال اوے کہ ہمارے ملاقات کرنے سے
ایسے شخص کی ہدایت ہوگی تو ایک دو بار ملاقات
کرے اگر اوسنے ہدایت پایا تو اللہ کے فضل سے سمجھے
والا اوسکی ملاقات ترک کرے پھر اوسکے گردنہ پھٹکے
کیونکہ بری صحبت سے بچنا اللہ کے طالب کو بہت ہی مقدم
ہی اور ضروری کام ہی * بیت * نجست مو عظات پہر

صحبت این حرف است * کہ از مصاحب ناجنس احتراز کند * افادہ * جو لوگ کہ کام کرتے ہیئں مانند پلنے کا اور اپنی شکل بناتے ہیئں صوفی کی سی اون کی بدعتون مین سے ایک یہہ ہی جو اس زمانہ کے عوام لوگون مین مشہور ہو گئی ہی بلکہ بعضے مقبول بھی اوسمین گرفتار ہو گئے ہین وہ بدعت اللہ کی جناب مین اور اوسکی شعایر کے حق مین بے ادبی کی باتین بولنا ہی شعایر اللہ بولتے ہین عبادت کے مکانون کو جسطرح کعبہ عرفہ مزدلفہ جمار ثلثہ صفا مروہ ہی اور عبادت کے زمانون کو جسطرح رمضان اور چار مہینے محرم اور عید الفطر اور عید النحر اور جمعہ اور ایام تشریق ہی اور عبادتکی نشانیون کو جیسا اذان اور اقامت اور جماعت کے ساتھہ نماز ادا کرنا اور نماز جمعہ اور عیدین اور غیرہ ہی سو حق کے طالب کو لازم ہی کہ اللہ تعالی کی جناب اور اوسکے شعایر کے حق مین بے ادبی کی باتین سننے سے پرہیز کرے اور آپ ایسی بات ہرگز نکہے اگرچہ جس شخص نے یہہ باتین بی ادبی کی کہا ہی اوسپر نیکی کا گمان ہو کیونکہ بھلی بے ادبی کا ہرگز نیک نہین اگر کسی سے ویسی بات

نکل گئی ہو تو وہ شخص اوس بات مین پیروی کے
قابل یہان ہی * بیت * حافظا علم و ادب ورزکہ در مجلس
شاہ * ہرکرا نیست ادب لایق صحبت نبود * مثلا کسی
شخص نے کہا ہی کہ خدا کو مین نے ایک کوڑی پر خرید کیا
یہہ بات کہنے کا یہہ سبب ہوا کہ کسی وقت مین اوس
شخص سے ایک کوڑی کا پانی مقبول ہو گیا اور موجب
فتح یابی کا اوسکے ہوا تب اوسنے اس مدعا کو اسی لفظ
سے بیان کیا ہرچند مدعا درست ہی لیکن ایسا لفظ بولنا
نابیجا ہی اگر یون بولتا کہ ایک کوڑی دیکے خدا کے غلامون
مین مین داخل ہوا تو خوب ہوتا * بس اسی طور سے ادب
کی باتین ٹھیک اور درست لفظ کے ساتھہ بولا کرے
اور بے ادبی سے بہت دور رہے اور اپنے تئین بادشاہ
بے پرواہ عالیجاہ وافر العنایات کثیر الرحمات شدید
العقاب سریع الانتقام کے غلامون مین سے ایک غلام
بلکہ اوسکے سب غلامون سے بہت ادنی غلام جانے اور
ہردم ہرساعت ہر حرکت اور سکنت مین ترسان
اور لرزان رہے اگرچہ حالات عجیب آکرکے بے ادبی

کی باتین نکلوانے چاہئین * ۲ افادہ * وجودیہ انمین بدعتون سے جو بدعتین خواص اور عوام مین مشہور ہو گئین ہین اور لوگون کو شبہہ ہو گیا ہی کہ یہہ قول طریقت کے بزرگون کا ہی توحید وجودی وہ ماند پناہی کہ وے لوگ یہہ گمان کرکے کہ ہم اور اللہ ایک ہی ہین لذت نفسانی اوٹھاتے ہین اور شیطان کے فریب اور نفس خبیث کے مکر مین گرفتار ہو کے اوس گفتگو کو معرفت اور حقیقت کی باتین جانتے ہین اور قطع نظر مضرت سے اس گفتگو کے اوقات عزیز کو اپنے محض بیہودہ صرف کرتے ہین محمد مصطفی صلعم جو ہمارے پیشوا ہین اسکا حکم نفرمائے اور ہرگز لب مبارک بیان مین اوسکے نکھولے بس ہمکو اس سے کیا فایدہ اگر ہمارے کام کی چیز بطور صوم اور صلواۃ کے ہوتی تو البتہ اوس پر آگاہ فرماتے کیونکہ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ الرَّحِیْمٌ * یعنے حریص ہی تمپر ایمان والون پر رافت اور رحمت رکھتا ہی اونکی شان ہی بس اس سے چپ رہنا بھلا اور چونکہ ـــــ رواج پایا اس گفتگو کے لوگ پوچھتے ہین کہ

یہہ امر واقع مین ہی یا نہین بس اس قدر جاننا چاہئے کہ یہہ
مخلوقات عین حق نہین ہین اگرچہ ذات پاک اوسکی تمامیت
والی ساری مخلوقات کی ہی بس مخلوقات کی مثل اوسکی صفات کے
سمانا سمجھہ دیا چاہئے کہ جیسا صفات نہ عین حق ہی نہ غیر حق بلکہ
اوسی سے قایم ہی ایسا ہی اور مخلوقات نہ عین صفات
ہین اور نہ غیر بلکہ مخلوقات مظاہر صفات ہین بس صفات
اگرچہ بذاتہ مظاہر سے بے پرواہ ہی لیکن حکمت الہی نے
تقاضا کیا کہ باجود استغنا کے بھانت بھانت کے مظاہر یعنی
مخلوقات مین ظہور فرمایا طریقت کے بزرگون کے نزدیک
یہی معنی مقصود ہی پر ملاحدہ وقت نے ان بزرگون کے
اقوال کو انکے مقصود کے خلاف پر حمل کرکے تحریف اور
تلبیس کی راہ نکالی ہین بس اتنا جاننا مضایقہ نہین رکھتا
ہی لیکن اپنی اوقات کو اس گفتگو مین صرف کرنا محض
بے فایدہ ہی بلکہ انبیا علیہم الصلواۃ والسلام کی پیروی
کی کمالون سے بے نصیب رہنا ہی * ۳ افادہ * ملحدین
صوفی شعار کی بدعتون مین سے جو عوام اہل اسلام مین
مشہور ہوگئی ہین ایک بدعت یہہ ہی کہ تقدیر کے مسئلہ

مین قیل و قال اور بحث اور جدال کرتے ہیں سو جانا چاہئے
کہ ایمان لانا تقدیر پر اسلام کے عقاید مین سے عمدہ عقیدہ ہی
اور شریعت کے واجبات مین بڑی تاکید کا واجب ہی
اور چونکہ تقدیر کے مسئلہ مین اور اون مسلون مین جو
اللہ تعالی نے اپنے بندون کو اوسکے بجالانے کی تکلیف
دیا ہی بغیر تامل کے دیکھنے مین ایک تعارض معلوم ہوتا
ہی اسواسطے شارع نے اس باریک بات اور مشکل
مسئلہ مین غور کرنے اور ڈوب نے اور اوس مین بحث
کرنے سے بڑی تاکید سے منع فرمایا ہی تو تمام اہل اسلام
پر یہی واجب ہی کہ اس مسئلہ مین ایمان مجمل پر کفایت کرین
اور مسلہ کی تفصیل اور تنقیح کے زور و شور لہر مارتے
سمندر مین نہ پیٹھین لیکن چونکہ اس زمانہ مین تقدیر کے منکر
رافضیون مین اختلاط کے سبب سے اور ملحد لوگ جو
تکلیف شرعی کے منکر ہیں اور شریعت کے احکام
کو تقدیر کے خلاف سمجھ کے اور تقدیر کے مسئلہ پر اڑکے
شریعت کے احکام کے مٹانے مین کوشش کرتے ہیں اون ملحدون
کے اختلاط کے سبب سے عوام لوگ شبہہ مین گرفتار

ہوگئے ہین اسواسطے بموجب حکم * اَلضَّرُوْرَاتُ تُبِیْحُ
الْمَحْظُوْرَاتِ * کے یعنے ضرورت اور لاچاری ممنوعات کو
مباح کر دیتی ہی اشارہ کرنا تحقیق مین اس مسئلہ کے اجمالا
ضرور پڑا ساتھہ اسکے کہ اصل مقصد اس کتاب کا بھی یہی ہی کہ
ایمان اجمالی پر کفایت کرے اور بس لیکن غافل مسلمانونکو
شیاطین اور رفضہ اور ملحدین کی پیروی سے بچانے کے لئے
تفصیل اسکی کی گئی پس کہتا ہون کہ افعال اور اقوال
تمام بندون کے اور اون کی حرکات اور سکنات
اور اون کے ارادے اور اونکی ساری صفت خواہ
نیک ہو خواہ بد حضرت حق کے ایجاد کرنے اور اونپر
قادر مطلق کے ہست کرنے سے ہی اور بس ہان
ایک قسم کے افعال کو ایک قسم کے بندون مین اور
دوسرے قسم کے افعال کو دوسرے قسم کے بندون مین
تخصیص کے ساتھہ پیدا کرنے مین مثل پیدا کرنے ایمان کے
دل مین صدیق اکبر کے اور پیدا کرنے مین کفر کے دل مین
ابوجہل ابتر کے ایک حکمت پوشیدہ ہی کہ اوسکو
اوس حکیم مطلق کے سوا اشرحوار تفصیل کے ساتھہ کوئی

بشخص دریافت نہین کرسکتا لیکن اس قدر معلوم ہی کہ
وہ حکمت یہہ ہی کہ ازل کے استعدادون مین جو تفاوت
ہی یعنے کسی بندے مین کچھ استعداد اور کسی مین کچھ
اوسکی رعایت فرمایا ہی ❋ ف ❋ استعداد ازلی کے
یہہ معنے کہ اللہ تعالی نے ازل مین جس بندہ کو جس کام کے
واسطے مستعد اور تیار کیا اور جس کام کی لیاقت جس
بندے مین دیا ہی اوس بندے کی وہی استعداد ہی
انتہی اور ازل کی استعدادون مین جو اختلاف ہی
اوسکے بیان کی تصویر کھڑی کردینے کے واسطے ایک
مثال یہہ ہی کہ یک درخت عظیم الشان ہی کہ اوسمین
ہزارون طرح کی لکڑیان ہین اوسکی بعضے لکڑی جلانے کے
قابل ہی اور بعضے آبخورے کے بنانے کے قابل اور جو جلانے
کے قابل ہی اوسمین بھی بیشمار تفاوت ہی مثلا
درخت کاٹنے کے وقت بعضے ٹکڑے لکڑی کے نکارے
چھوٹے چھوٹے رہ جاینگے کہ آگ جلانے کے وقت
کام اوینگے بلکہ بغیر اون ٹکڑون کے آگ نہ سلگیگی اور
بعضے ایسی کر ہین سخت نازبن کی کہ جب آگ کا شعلہ

خوب تیز ہوگا تب اوس مین ڈالینگے تاکہ اوس تیز آگ
مین کر ہیٔن جلین اور بعضے لکریان عمارت مین لگانے کے قابل
ہیٔن کہ بعضے کو کرّی اور بعضے کو تختہ بناتے ہیٔن پہر اون تختون مین
بہی بہت تفاوت ہی کوئی تختہ بادشاہ کے خاص خلوتخانہ
کی چہت کا ہوتا ہی اور بعضے تختہ تباہی زدے قیدیون
کے پاخانہ کی موری پر دہرا ہوا ہی کہ اوسپر پاون رکہہ
کے آمد ورفت کرین اور بعضے لکہنے کی تختی بنی اور حق پرست
کامل کے ہاتہہ سے کلام الہی کے حرف اوسپر لکہے
گئے اور بعضے تختہ ایسا ہی کہ ہوشیار کاریگرنے اوسکو
ناکارہ جانکے پہینک دیا وہ تختہ راہ مین گدہون کے پانون سے
روندا جاتا ہی بس انہین مثالون سے انسان کے
استعدادون مین جو ازل کے دن اختلاف بیشمار ہی
خیال کرنا چاہیٔے اور اسی مثال کو حضرت شیخ الاسلام
خواجہ عبد اللہ انصاری ہروی قدس اللہ سرہ نے بہتر اور
مختصر عبارت مین بیان فرمایا ہی آہ آہ ازین تفاوت
راہ دو اہن پارہ از یک جایگاہ یکی سم ستوران و دیگر
آیینہ شاہ ❋ ف ❋ یعنے اللہ جلشانہ نے جوہر ایک کی تقدیر

مین تفاوت رکھا ہی اوسپر ایمان لانا چاہئے اور اوس مین
عقل کو دخل دینا نچاہئے کیونکہ اس مقام مین عقل حیران
ہو گئی آہ آہ پکاریگی دیکھو تو ایک ہی جگہہ سے لوہے کے
دو ٹکڑے نکلے ایک ٹکڑہ سے بیل گدھون کی نعل بنی اور
دوسرے ٹکڑہ سے بادشاہ کا آئینہ بنا اب جاننا چاہئے کہ اگرچہ
تمام استعدادون کو اصل پیدایش مین صلاح اور فساد
یعنے بہتر ہونے اور خراب ہونے مین برابر پیدا کرنا یا ہر بری
استعداد کو پیدا کر سکنے بعد بھلی کر دینا اللہ تعالی کی قدرت
کی وسعت کے نزدیک بہت ہی آسان اور سہل
کام ہی لیکن اوسکی حکمت نے چاہا کہ اصل پیدایش
مین استعدادون کے بھلی اور بری کرنے مین اور بعد
پیدایش کے بعضے بری استعدادون کو بھلی کر دینے مین
اور بعضے استعدادون کو ازلی برائی پر باقی رکھنے مین
تفاوت ہو * تاکہ وہ کارخانہ عظیم الشان الوہیت کے
کارخانون مین سے ظاہر ہون * ف * الوہیت کے معنے
سارے صفات کمال کا جمع ہونا ہی انتہی * اول * کارخانہ
عفو کا ہی کیونکہ اگر ساری استعدادین اصل پیدایش

مین برابر ہوتین یا پیدایش کے بعد یعنے بری استعداد
کو اپنی محض عنایت سے بہتر اور درست نکر دیتا تو حلم
اور عفو یعنے برداشت کرنا اور معاف کر دینا ہرگز ظاہر
نہوتا * دوسرا * کارخانہ حکومت یعنے فرمان بردارون
کو نعمت دینا اور نافرمانون کو عذاب کرنا ہی سو
اگر ساری استعدادین بہتری اور برائی مین اصل پیدایش
مین برابر ہوتین یا ساری استعداد کو بہتر کر دیتا تو
بیشک صفت حکومت کی عذاب کرنے اور نعمت
دینے کے ساتھہ ظاہر نہوتی کیا دیکھتے نہین کہ بادشاہت کا کارخانہ
بغیر قیدخانہ اور قیدیون کے اور بغیر جاگیر اور جاگیردارون
کے بخوبی پورا نہین ہوتا اگرچہ حق تعالی کی ذات پاک
کے کمال اور اوس بے نیاز مطلق کی صفات کاملہ
حقیقت مین ظاہر ہونے سے بے پروا اور مظہرون کی
احتیاج سے بیغرض ہین چنانچہ سورہ عنکبوت کی اس آیہ
مین یعنے * اِنَّ اللہَ لَغَنِيٌّ عَنِ العَالَمِین * بیشک اللہ بے
پرواہ ہی جہان والون سے اسی مضمون کا اشارہ ہی
لیکن جیسا کہ کمال ہر صاحب کمال کا چاہتا ہی کہ ہم ظاہر ہون

اور اون کمالات کے ظاہر ہونے سے اوس صاحب کمال کو
ایک خوشی حاصل ہوتی ہی اگرچہ وہ صاحب کمال اپنے
کمال مین اوس کمال کے آثار ظاہر ہونے سے بے پروا
ہوتا ہی مثل خوش نویس کے کہ اگرچہ خوش خط حرفون
کا لکھنا کسی طرح سے اوسکے کمالات کے شمار مین نہین
ہی بلکہ اوس کا کمال وہی ہی کہ اوسکی طبعیت مین ہمیشہ
خوش نویسی کا ملکہ مضبوط اور موجود ہی لیکن ملکہ خوش نویسی
کا چاہتا ہی کہ خوش خط حرفون کو ظاہر کرے اور وہ خوش نویس
اون حرفون کے ظاہر ہونیکے سبب سے اپنے کمال سے
بہت خوش ہوتا ہی اسی طرح سے حضرت حق
جل وعلی کی صفات باوجودیکہ مظہرون سے بے پرواہ ہین
چاہتی ہین کہ ظاہر ہون اور حضرت حق جل وعلی کو رنگ
برنگ کے آثار ظاہر ہونے سے اپنی ذات پاک
کے کمالات سے خوشی ہوتی ہی اس تقریر سے اکثر عوام
لوگون کے دل مین جو شبہہ گذرتا تھا سو دفع ہو گیا اوس
شبہہ کا یہہ بیان ہی کہ اکثر عوام ظاہر بین کو یہہ خیال آتا ہی
کہ حق جل علی نے اپنے سارے بندون کی استعداد کو

دنیا اور آخرت کے کام بنانے مین برابر کسو اسطے نہ پیدا
کیا کہ اوسکے بندے دنیا اور قیامت مین نعمت اور خوشی
کے ساتھہ گذران کرتے یا جتنے بندون کی استعداد ین
بری تھین سبکو بھلی کر دیتا کیونکہ بندون کی بری استعداد ون
کو بھلی کر دینا بندون کے حق مین مہربانی اور بخشش ہی اور
حضرت حق کو سب بات کی قدرت ہی اور اوسکی
بخشش بے انتہا ہی * اس شبہہ کا یہہ جواب ہی کہ حق جل
و علی سارے صفات کمال کا جامع ہی کیونکہ ساری صفتین
کمال کی اوس مین موجود ہین اون سب صفتون مین ایک
صفت بادشاہت ہی اور بادشاہت کی صفت کی
شاخون مین سے ایک شاخ بری لنبی چوری یہہ ہی کہ
نافرمان لوگون سے بدلا لینا اور دشمنون کو عذاب دینا
سو یہہ شاخ اگر ظاہر نہوتی تو بھلا بادشاہت کا کارخانہ پورا
کسطرح ہوتا وہ تو ناقص ہی رہ جاتا اور بادشاہت کی صفت
اپنی کمال کو نہ پہنچتی * بیت * در کارخانۂ عشق از کفر نا
گزیر ست * دوزخ کرا بسوزد گر بولہب نباشد * یعنے اس
بات کو عقل خوب قبول کرتی ہی کہ کفر اور کافر کو پیدا

کرنا ضرور ہی کیونکہ اگر کافر نہوتے تو دوزخ کسکو جلاتی
انتہی باقی رہا اس مقام مین ایک سوال جواب طلب
ہی وہ سوال یہہ ہی کہ جس وقت کہ سارے فعل اور
قول ازل کی استعداد سے علاقہ رکھتے ہین اور ازل
کی استعداد ادمی کی طاقت سے باہر ہی ادمی کاو سمین
کچھ اختیار نہین توپھر سرکش کافرون اور ہٹ کرنیوالے
گنہگارون کو الزام دینے اور ملامت کرنے کی راہ بند
ہوئی اس سوال کاجواب یہہ ہی کہ حق جل وعلی نے اپنے
مخلوقون کو دو قسم پر پیدا کیا ہی ایک قسم وہ ہی کہ
اون مین علم اور ارادہ نہین پیدا کیا مثل درخت اور پتھر
کے اور دوسرا قسم وہ ہی کہ اون مین علم اور ارادہ
پیدا کیا مثل جن اور ادمی کے سو اس قسم والے چونکہ
اپنی ذات اور صفات اور اعضا اور جوارح اور اقوال
اور افعال کو دریافت کرتے ہین اور ان سبکو البتہ اپنی
طرف نسبت کرتے ہین مثلا جانتے ہین کہ یہہ ہاتھہ اور پانون
ہمارا ہی اور یہہ قول اور فعل ہمسے ظاہر ہوا تو بس جو
کام کہ اوکے ارادے کے سبب سے صادر ہوتے ہین اگرچہ

خالق اون کامون کا حق جل و علا ہی ہووے لیکن یہہ لوگ
البتہ سمجھتے ہیں کہ یہہ کام ہمارے ارادے سے صادر ہوئے ہیں
چونکہ ان کامونکی نسبت انسان کی طرف کرنا قرآن مجید سے
صاف ثابت ہی مثل سارے احکام شرع کے اسواسطے
مسلمان کو لازم ہی کہ جس طرح سے سارے احکام کو قرآن
مجید سے سمجھ کے قبول کیا ہی اسیطرح سے اس حکم کو بھی
قبول کرے اور اپنے برے کامون کی نسبت اپنی طرف
کرے اور سمجھنا اتنی بات کا کہ یہہ فعل ہمارے ارادے
سے صادر ہوا ہی جھر کی اور ملامت فرمانیکو اسواسطے
کفایت کرتا ہی لیکن یہہ سوال جو کسیکے دل مین گذرے کہ
بندون مین علم کس واسطے پیدا کیا یا صفت ارادیکی
اونکو کس واسطے دیا یا اوسکے ارادے کو ان افعال اور
اقوال کیطرف کسواسطے متوجہہ کیا تو جواب اسکا یہہ
ہی کہ یہہ سب کام جو ہین سوازل کی استعداد کے آثار
ظاہر ہوتے ہین اور باقی یہہ شبہہ کسیکو جو آوے کہ ازل
کی استعدادون مین تفاوت کس واسطے ہوا سو اوسکا
جواب اور سبب صدر مین بحث تقدیر کے مذکور ہوا اور

اگر کسی کے خاطر مین یہہ سوال یاد آجاے کہ جب ثابت
ہوا کہ ہر یکی را بہر کاری ساختند ٭ میل او درا در دلش انداختند
تو پھر رسولون کو بھیجنے مین اور کتابون کے اُتارنے مین اور
حجتون کے ثابت کرنے مین اور دین اسلام کیطرف دعوت
کرنے اور بلانے مین اور عام سکھلانے اور سیاستہ کی
کوشش کرنے مین اور جہاد اور حدود کے مقرر کرنے مین کیا
حکمت ہی تو ہم کہتے ہین کہ اگرچہ ساری مخلوقات محض
حضرت حق کے پیدا کرنے سے موجود ہوئی ہین لیکن اوس
حکیم مطلق نے اپنی حکمت کے خواہش کے موافق بعضے
چیزون کا علاقہ بعضے موجودات کے ساتھہ لگا رکھا اور سلسلہ
اسباب اور مسببات کا ظاہر فرمایا یعنے کسی مخلوق کو سبب
اور کسیکو مسبب جس طرح سے جرم آفتاب کا اور
اوسکی روشنی اگرچہ یہہ دونو چیز بلا واسطہ محض حضرت
حق کے مخلوقات مین سے ہین لیکن شعاع اور جرم آفتاب
کے درمیان مین ایک خاص علاقہ پیدا کردیا ہی کہ اوس علاقہ
کے سبب سے آفتاب کو سبب اور شعاع کو مسبب
بولتے ہین پس اسیطرح سمجھا چاہیے کہ جن مین اللہ تعالی

نے ارادہ پیدا کیا ہی اگرچہ اون لوگون سے جتنے افعال
اور اقوال کہ ظاہر ہوتے ہیٔن سب اوس قادر مطلق کے
مخلوقات سے ہیٔن لیکن اون فعلون کے درمیان مین اور
ارادون کے درمیان مین اوس حکیم مطلق نے اپنے حکمت
کی مقتضا کے بموجب علاقہ سبب ہونے اور مسبب
ہونے کا لگا دیا ہی کہ ارادے کے سبب سے وہ افعال
ظاہر ہوتے ہیٔن اسیطرح سے ارادون کے درمیان مین
اور رسولون کے بھیجنے اور کتابون کے اوتارنے اور
معجزون کے ثابت کرنے اور دین اسلام کیطرف دعوت
کرنے اور عام مسئلہ بتلانے اور سیکھنے مین کوشش کرنے اور
جہاد اور حدود کے مقرر کرنے مین سبب ہونے اور
مسبب ہونے کا علاقہ مضبوط کر دیا مثلاً کہہ سکتے ہیٔن کہ احکام
شرعی کے بجالانے کا ارادہ شریعت کے تابعدارونکے
دل مین ہادیون کی ہدایت اور معلمون کی تعلیم کے سبب
سے ثابت ہوا یا بت پرستی کا ارادہ یا زنا اور شراب
پینے کا ارادہ جہاد اور حدود جاری کرنے کے خوف سے
مٹ گیا اور یہہ بات جاننا چاہیٔے کہ سارے افعال اور اقوال

اگرچہ ازل کی استعداد کے آثار ہیں لیکن ایک شخص
مین جو ایک کام کی استعداد پوشیدہ ہی بغیر اوس کام
کے ہوئے فقط اوس استعداد پر بدلا لینا اور سزا کرنا نہین
ہو سکتا اس سبب سے کہ استعداد جو ہی سو قابل
الزام دینے کے نہین ہی کیونکہ بغیر ظاہر ہونے برے کام
کے ممکن ہی کہ یہہ اپنے بدی کا انکار کرے اور نیک کو
اپنے برابر جانے اور اپنے عذاب کو اور نیک کے ثواب
کو بلا وجہہ اور خلاف عدل اور ظلم معلوم کرے اور
یہہ بھی ہی کہ جو حاکم اور بادشاہ کہ عدل والے اور حکمت
والے اور مروت والے ہوتے ہیں اون کی عادت یہی
ہی کہ اپنے علم کے سبب سے گو کہ یقینی ہو بغیر ظاہر
ہونے کام قابل سزا اور انعام کے سزا اور انعام
نہین دیتے اوس کی مثال یہہ ہی کہ ایک بڑا امیر اپنے کسی
خیرخواہ نوکر کو جانتا ہی کہ یہہ شخص بے شبہہ بڑا جوان مرد
ہی کسی لڑائی مین قصور نکریگا اور جان فشانی اور جوانمردی
کی داد دیگا لیکن جب تک کہ اوس نوکر سے جوان مردونکے
میدان مین کوئی بڑے نمود کا کام نہ ظاہر ہو گا تب تک

اوسکو اوروں سے برھکے انعام نہ دیگا اسی طرح سے
ایک شخص بھیرئیے کا بچہ پالتا ہی اور اوسکو خوب
یقین ہی کہ ادمی پر حملہ کرنا اور اوسکو پھاڑ ڈالنا اوس کی
جبلت ہی لیکن جب تک کہ اس بات کا کوئی نشان
ظاہر نہوگا تب تک اوس پرورش کرنیوالے کو غصہ
نآویگا اور اوسکے مارنیکا قصد نکریگا اور جس وقت وہ
کبھی آدمی پر حملہ کریگا اوس وقت وہ شخص اس قدر
غصہ سے بھر جائیگا کہ اوسکی سزا سوا سے قتل کے اور
کچھ تجویز نکریگا اور بغیر قتل کے اوس کو چین نہو گی
اسی مثال سے ایک طور پر حق تعالی کے بدلا دینے کے
کارخانہ کو خیال کرنا چاہئیے اگرچہ ازل کی استعدادین ذرہ
ذرہ سی اوس عالم الغیوب کو معلوم ہی لیکن بغیر گناہ
کے اوسکا غضب بدلا دینے پر متوجہ نہین ہوتا اور
اسیطرح سے بغیر عبادت کے ظاہر ہوئے اوسکی رحمت
کا سمندر جوش مین نہین اتا ❊ بیت ❊ تا نگرید مرد کحلوا فروش ❊
بحر بخشایش نمی آید بجوش ❊ جب تک نہ روئے
لڑکا حلوائے کا دریائے بخشش کا نہین آتا ہی جوش مین

* افادہ * جو لوگ شرک کے کام کرتے ہین اور صوفی کی شکل بناتے ہین اونکی بدعتون مین سے ایک بدعت یہہ ہی جو اس زمانہ مین سارے جہان خصوصا ہندوستان مین پھیل رہی ہی اور بعضے مقبولون پر بھی اس بدعت کی چھینٹ پڑ گئی ہی وہ بدعت یہہ ہی کہ مرشد کی تعظیم حد سے بڑھکے کرنا اس طور سے کہ اوس تعظیم مین الوہیت کی یا نبوت کے اعتقاد کی بو آجاتی ہی مثلا اونکی نکالی رسم کو اگرچہ قران اور حدیث کا صاف خلاف ہو لیکن اوسکو مثل فرض اور سنت کے لازم کر لیتے ہین تو اب اس مقام مین ضرور ہی کہ حق کا طالب اس بات کی حد اعتدال کو یعنے اندازہ کی چال اور میانی راہ کو سمجھے اوسکا یہہ بیان ہی کہ مرشد بلاشک اللہ تعالی کی راہ کا وسیلہ ہی جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے چھٹے پارہ سورہ مایدہ مین * یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ * ای ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور ڈھونڈھو اوسکی طرف وسیلہ اور جہاد کرو اوسکی راہ مین

شاید تمھارا بھلا ہو اور چھٹکارا پاؤ اس ایت [illegible] فلاح
کیواسطے چار چیز مقرر فرمایا ہی ایمان اور تقوی اور
وسیلہ کی تلاش اور اللہ کی راہ مین جہاد کرنا اہل سلوک
اس آیت مین سلوک کا اشارہ سمجھتے ہین اور وسیلہ
مرشد کو جانتے ہین سو تلاش مرشد کی فلاح حقیقی اور اصل
مقصود کی منزل پر پہچنے کے واسطے قبل جہاد کے ضرور ہی
اور اللہ تعالی کی عادت اسی طور پر جاری ہی اسواسطے
بغیر مرشد کے راہ پانا دشوار ہی تو اب جاننا چاہئے کہ
مرشد اوس شخص کو مقرر کرے کہ کسی طرح سے مخالف
شرع شریف کے نہو اور سیدھی راہ پر کہ تابعداری
قران اور حدیث کی ہی نہایت مضبوط قدم ہو بس
ایسے شخص کو اپنا مرشد بناوے اور ہادی مقرر کرے
لیکن اسطور پر اوسکو اپنا مرشد نہ بناوے کہ وہ کسی حال مین
خواہ شرع کے خلاف ہو خواہ موافق ہر حال مین اوسکی
تابعداری منظور رکھے بلکہ اپنا پیشواے مطلق شرع
شریف کو جانے اور بالاصالۃ اللہ اور رسول کے حکم کے
تابع ہو جو کچھ کہ مرشد از روے شرع شریف کے فرماوے

اوسکو دل وجان سے بجالاوے اور جو کام کہ شرع مین مباح ہی اوس کام کو مرشد کے حکم سے اپنے اوپر لازم معلوم کرے اور جو کچھ خلاف شرع کہے اوس مین ہرگز اوسکی تابعداری نکرے بلکہ رد کرے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ * لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِی مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ * یعنے فرمابرداری نچاہئے کسی مخلوق کی خالق کی نافرمانی مین اور محبت مرشد کی اس طور پر چاہئے کہ اپنا مال اور جان اوسکی رضامندی اور ارام کے واسطے خرچ کرے اور دنیا کی کسی چیز کو اوسکی رضامندی سے زیادہ عزیز نجانے کیونکہ جو فایدہ اور منفعت کہ مرشد سے حاصل ہوتا ہی سو ہزارون درجے تمام دنیا سے بہتر ہی اور محبت مرشد کی اوس حد کے ساتھہ منع ہی کہ مرشد کی محبت مین اللہ اور رسول کی نافرمانی کار وادار ہو کیونکہ اس حد کی محبت حق تعالی کی درگاہ سے دور ہونے کی موجب ہی اور ساری محبت اور حق کی اصل خدا کی محبت اور حق ہی خدا کی محبت اور حق کے مقابلہ مین کسی کی محبت اور حق کو خیال مین لانا اوس سبحانہ تعالی کے مشاہدہ سے محجوب ہوناہی

اور اوسکی عنایت سے محروم رہتا ہی * ف * مجتہد کی پیروی اور باپ ما اور بادشاہ اور خاوند کی تابعداری کو اسی پر قیاس کیا چاہئے انتہی اور کسی مرشد سے بیعت کرنیکے بعد طالب حق کو اوس مرشد مین جو کوئی کام خلاف شرع ظاہر ہو تو اوس مرشد کو خیر خواہی سے نصیحت کرے اور اللہ کی جناب مین دعا کرے پھر اگر وہ مرشد اوس برے کام سے باز نہ آوے تب دریافت کرے اگر وہ براکام ایسا ہی کہ اوسمین عقیدہ کا فساد ہی تو اوس سے اپنے بیعت کا علاقہ نکال ڈالے اور اوسکو اپنا پیر مرشد نجانے اور اگر اوس کام سے عقیدہ کا فساد نہین ہی اگرچہ گناہ کبیرہ ہو تو اوسکو اپنے مرشد سے نہ نکالے لیکن اوسکو جانے کہ بلا مین گرفتار ہی اور اوس برے کام مین اوسکی تابعداری کو حرام جانکے اوس بلا سے بچانیکو مرشد کے واسطے ظاہری اور باطنی کوشش بخوبی جیسا کہ چاہئے بجالاوے

* افادہ * جو لوگ کہ کام کرتے ہین مشرکون کا سا اور اپنی شکل صوفی کی سی بنا بیٹھے ہین سو اونکی بدعتون مین سے جو اس دیار کے لوگونکے نظر مین نیک کام

کی وضع پر معلوم ہوتی ہی ایک بدعت یہہ ہی کہ
بری بری بدعتین اللہ والون کی قبرون پر ظاہر کرتے ہین
اگرچہ وہ بدعتین بیشمار ہین اور اون مین سے دو تین بدعتون
کو اس مقام مین مثل کے طور پر ذکر کرتے ہین تاکہ دوسری
بدعتونکو بھی اسی پر قیاس کرکے اوس سے کنارہ پکرین ایک
بدعت یہہ ہی کہ اللہ والونکے قبرونکی زیارت کا قصد کرکے
ملک ملک سے سفر کی سختین اور دن رات کی محنتین
اوتھاتے ہین اور یہہ سفر باوجود اتنی مصیبت اوتھانے کے
شرک کی تاریکی مین وآلتاہی اور اللہ کے غضب کے میدان
مین پہنچاتا ہی عوام لوگ اس سفرکو سفر حج کے برابر بلکہ
بعضے وجہہ سے حج کے سفر سے بہتر جانتے ہین اور کسی سے
سنکے یا بغیر سنے احرام اور محرمونکی سی بعینہ یا اوسکے مانند
صورت بناتے ہین اور علاوہ اسکے وہ مسافر بد انجام اوس
سفر مین اور اوسکے سارے متعلقین گھر مین اور بھی خرافاتین
واہی تباہی اپنے اوپر لازم کرتے ہین القصہ اگرچہ صاف
دل لوگون کو اللہ والون کی قبرون کی طرف سفر کرنے مین
تھوڑا سا فایدہ حاصل ہوتا ہی لیکن عوام مومنون کو اسقدر

مضرت عظیم ہوتی ہی کہ بیان سے خارج ہی اسیو اسیطے
سارے خواص اور عوام کو لازم ہی کہ اس کام سے بالکل
کنارہ کرین اور اس رسم کو بھول جاوین * ف * ہان رسول اللہ
صلعم کی قبر شریف پر زیارت کو دور سے جانا موجب
سعادت دوجہان کا ہی * اور ان مین سے ایک
بدعت یہہ ہی کہ اہل قبور سے مدد چاہتے ہین اور اون کو
حاجت روا سے مطابق جان کر اونسے حاجت مانگ کر
شرک مین گرفتار ہوتے ہین اور توحید کی سیدھی راہ
سے ان لوگون کا دور پڑنا ظاہر ہی بیان کی حاجت نہین
لیکن اس مقام مین خواص لوگ جو آگاہ دل ہین اون کے
احوال کا بیان کرنا منظور ہی کہ وے لوگ باطنی فیض
کے حاصل کرنے کے لئے دور دور کے مزارون پر جانیکا
قصد کرتے ہین اب جانا چاہئے کہ اگرچہ مقبولون کے
واسطے موت یک پل ہی کہ حبیب کو حبیب کے پاس پہنچاتی
ہی اور اون لوگون کو بعد موت کے اس قدر اللہ تعالی کا انعام
اور اسکی معرفت عنایت ہوتی ہی کہ اس قدر اس
عالم مین زندون کو بہت کم نصیب ہوتی ہی اس سبب

سے اون لوگون کو زندہ کہہ سکتے ہیں لیکن اس عالم کے
کارخانہ کے بہ نسبت بلاشک مردے ہیں لیکن اس
معاملہ مین جسقدر قدرت اور قوت کہ زندون کو حاصل
ہی اون لوگون کو ہرگز نہین اور اگر سچ مچ اس قسم
کی قوت اور قدرت ان لوگون کی ثابت ہوتی اور
اونکی قبرون کی مجاورت مین مدعا حاصل ہوتا تو تمام
عالم مدینہ منورہ کا قصد کرتے اور تربیت اور ارشاد
یعنے ہدایت اور تعلیم کا سلسلہ لغو اور بیجا حاصل ہوجاتا
تو اب صاف ظاہر ہوا کہ خلق کی تربیت اور ارشاد
کے مقدمہ مین اللہ تعالی کی عادت اسی طور پر جاری ہی
کہ فیض کا حاصل کرنا زندون سے ہوتا ہی اور کسی وقت
مین جو کسی شخص کو ایسا زندہ میسر نہو کہ جس سے مطلب
حاصل ہونیکا یقین ہو تو وہ شخص دور دراز مکان سے
مزارون پر جانے کا قصد نکرے بلکہ قران حدیث کی تابعداری
جس سے ساری مشکل اسان ہوتی ہی اختیار کرے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی * تَرَکْتُ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ
مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِہِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِی کِتَابُ اللّٰہِ وَعِتْرَتِي اَهْلُ

یہ ہی * چھوڑتا ہین نے تم مین دو چیز بزرگ قدر جب تک
دونون کو مضبوط پکڑو گے ہرگز گمراہ نہو گے بعد میرے وہ
کتاب اللہ کی ہی اور اولاد میری جو میرے اہل بیت
ہین اور مشکواۃ مین باب اعتصام بالکتاب اور سنتہ کی
تیسری فصل مین مالک ابن انس سے یون روایت ہی
قال رسول اللہ صلعم تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا اِنْ
تَمَسَّکْتُمْ بِہِمَا کِتَابُ اللّٰہِ وَسُنَّۃُ رَسُوْلِہٖ * فرمایا رسول اللہ صلعم
نے چھوڑتا ہین نے تم مین دو چیز کہ ہرگز گمراہ نہین ہوگے
جبتک کہ مضبوط پکڑتے رہو گے تم اُن دونو نکو وہ کیا ہی کتاب اللہ
کی اور سنت رسول اللہ کی اب جانا چاہیئے کہ انحضرت
کی اولاد پاک جو قابل تابعداری کے ہوون اس زمانہ مین
اونکا پہچاننا اور اس عالم مین انکو موجود جاننا اگرچہ دشوار
ہی کیونکہ آن حضرت کی اولاد پاک مین سے قابل تابعداری
کے کہ جس پر اس حدیث کا مضمون صادق اوسے وہی شخص
ہوگا کہ جسکا تمام قول اور فعل اور احوال موافق کتاب اور
سنت کے ہو اور ظاہر ہی کہ اس زمانہ مین ایسے بزرگون کا
میسر ہونا مثل کیمیا ن کے کمیاب ہی لیکن قران مجید کہ سب

سے بہتر وسیلہ نجات کا ہی سب جگہہ موجود ہی اور
اسیطرح حدیث شریف ہر وقت میسر ہی تو بس
تابعداری ان دونون کی بری غنیمت جانے اور اسیکو
بری ولایت جانے اور حقیقت تو یہہ ہی کہ جیسی چاہیے ویسی
تابعداری قران اور حدیث کی کرنی بھی ولایت ہی اور
اگر فرض کیا جاے کہ اہل قبور کو قوت اور قدرت بھی
ہوتی تب بھی انبیا علیہم السلام کے سوا اور مُردون کے
معاملہ مین ابلیس کے فریب دینے کی جگہہ باقی ہی کیونکہ
ارواح کے اثار کا ظاہر ہونا ایک پوشیدہ بات ہی یون بھی
ہوسکتا ہی کہ ایک شیطان اون مُردون کی سی آواز یا
صورت بنا کے خلاف شرع کا حکم کرے اور یہہ بیچارہ نادان
اپنے برے اعتقاد کے سبب سے دل وجان سے اوس حکم
کو قبول کرکے قرآن اور حدیث مین جو کچھ تواتر کے ساتھہ
بالیقین ثابت ہی اوس سے چشم پوشی کرکے ہلاک
اور خراب ہو جاوے اور کسی مردے کی سی آواز
یا صورت بنا کے فریب دینا بھی اوسکے لئے چاہتا ہی کہ
مردے کی آواز یا صورت پہچانتا ہو اور جو کہ نہین

پہنچھاتا ہی اوسکی گمراہ کرنیکے واسطے تو مراقبہ
کے وقت جب حالت بدلتی ہی اور ایک کیفیت پاتا
ہی صرف ایک آواز یا دل مین ایک بات ڈال دینا
کفایت کرتا ہی اور بھی بعضے نادان معلوم کرتے ہین کہ
معاش کے تلاش مین نوکری یا تجارت کی طریق سے دور
ودراز سفر کرنا البتہ درست ہوتا ہی تو پھر وہی مطلب
حاصل ہونے کے گمان پر ایسا سفر کیون برا ہوگا تو اون کا جواب
یہہ ہی کہ یہہ طریق دینی مطلب حاصل کرنے کی راہ نہین ہی
بلکہ یہہ مقام ایمان کی پونجی کے برباد ہونیکا ہی اور اس
مقام مین نیک بختی کی کمائی کی اصل پونجی کے ہاتھہ سے
جانیکا خوف ہی چوٹے شیطانون اور ٹھگون کے ظلم اور
دست درازی سے اور اون مین ایک بدعت قبرون پر
چراغون کا جلانا ہی جسکو روشنی بولتے ہین یہہ فعل
بلاشبہہ حرام ہی حدیث صحیح مین اس کام پر صاف
لعنت آئی ہی وہ حدیث جامع ترمذی مین ہی اور یہی بدعتی
لوگ ہین کہ روشنی کے وقت کو لیلۃ القدر اور لیلۃ البرات
کے انوار ظاہر ہونیکے وقت کے مانند وعا قبول ہونے

کی ساعت جانتے ہین اور اوس وقت کی دعا کے
منتظر رہتے ہین اور چراغون کے روشن کرنے کے
وقت دعا کرنیکو بہت ہی بڑا مقصد جانتے ہین
* مَعَاذَ اللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ * حدیث شریف مین آیا ہی کہ
ایمان زانی اور چوٹے کا چوری اور زناکے وقت جدا
ہو جاتا ہی سو ان بدعتیونکا اوس سے زیادہ اسوقت
دعا کرنیکے ساتھہ ہی برباد ہو جاتا ہی کیونکہ یہہ محض شرک
ہی بلکہ اگر جہل کا عذر نہو تو صاف کافر ہو جاوین اور جو لوگ
کہ جاہل نہین ہین وہ البتہ کافر ہوتے ہین کیونکہ حرام شرعی کو
عمدہ عبادت اعتقاد کرتے ہین اور صرف حلال جاننا حرام کا
کفر ہی چہ جائیکہ اوسکو عبادت جاننا * ۶ افادہ * جو لوگ کہ
کام کرتے ہین مشرکون کا اور اپنی شکل صوفی کی سی بنا
بیٹھے ہین اونکی بدعتون مین سے جو خواص اور عوام اہل
اسلام مین بلکہ ساری خلایق مین مشہور ہو گئی ہین ایک
بدعت اولیا اللہ کی نذر نیاز کا ادا کرنا ہی اس ڈھپ سے
کہ شرک خفی اور اصراف مال اور بدعتونکی اختراع
کئی وجہون سے اوسمین راہ پاے ہین اب اسکا کچھ

بیان سنو کہ اگرچہ اولیا اللہ کی ارواح پر خیرات اور نیک
عمل کا ثواب پہچانا اصل شرع شریف کے موافق بہتر اور
خوب ہی لیکن چونکہ عوام نے اپنے گمان اور وہم کو اوسمین
دخل دیا اور اسمین نئی نئی رسمین نکالا اور اوسمین
نئے نئے قاعدے مقرر کیا اور ایک حد باندھہ رکھا مثلاً فلانے
پیر کی نیاز مین فلانی قسم کا کھانا ہو اور اوس پر اس ترتیب
سے فاتحہ پڑھا جاے اور جو لوگ پیچھے پیدا ہوئے وے
لوگ بے تحقیق کے پہلون کے تابع بن گئے اور ہر کہ آمد برآن
مزید کرد یعنی جو آیا اوسپر بڑھایا کو اپنا دستور العمل
کئے اور ایک ایک رسم اور بدعت کو زیادہ کرتے گئے یہانتک
کہ وہ اصل نیک بات یعنی ثواب کا پہچانا بھی بالکل پوشیدہ
ہو گیا اور لوگون کی تراشی ہوئی خبیث شاخین ظاہر اور
رائج ہوئین اور شاخونکا حال اپنے اپنے خباثت مین تفاوت
رکھتا ہی یعنی کوئی خباثت بڑی اور کوئی چھوٹی اونمین سے
ادنی خباثت یہہ ہی کہ لوگون کی بنائی رسم اور عادت کی تقلید
کرنا ہی اور اسکا یعنی تقلید کا لازم کرلینا یہانتک کہ اوسکا ترک کرنا
متعذر ہو گیا ہی اور جو کام کہ شرع مین لازم نہین ہی اوسکو اپنے

اوپر لازم کر لینے سے اوس کام مین شیطان کا حصہ ہوتا ہی اوس کا
شاہد نماز کے بعد داہنے طرف پھرنے کو لازم کر لینے کا منع ہونا کہتا یت
کرتا ہی جب اتنے سہل کام کا لازم کر لینا کہ بعد فراغت نماز
کے دہنے طرف پھر جانے کو لازم کر لینے والے کے کام مین
شیطان کا حصہ ہی تو دوسرے عمدہ کام مین اپنے طرف سے
ایک بات کے لازم کر لینے مین بہت بڑا حصہ شیطان کا
ہوگا اور اون مین سے بڑی خباثت شرک ہی کہ مثلا حضرت
سید احمد کبیر قدس اللہ سرہ العزیز کی گاے کے ذبح کرنے کے
وقت اس زمانہ مین اس ملک کے عوام سے ظاہر ہوتا ہی
اور بعضے جاہل لوگ جو کہتے ہین کہ فلانے بزرگ نے لکھا ہی
کہ ایک من گوشت پکا کے اور ایک من آنٹے کی روتی اور
ایک من دہی جو کوئی اللہ کی نیاز کر کے جو کچھ حاجت اللہ سے
مانگے تو بلا شبھہ پاوے سو یہہ بات محض بے اصل اور قابل
سننے کی نہین انتہی اب مردون کے ثواب پہنچنے کا بیان
سنو مردون کو زندہ کی عبادت کا ثواب بلا شبھے پہنچتا ہی
اوسکی دو راہ ہی پہلی راہ جو عمدہ اور بہتر ہی سو یہہ ہی
کہ مُردے اور زندون کے درمیان مین ایک ایسا علاقہ

ہو کہ اوس علاقہ کے سبب سے زندہ کی عبادت مین مردہ کا دخل ثابت ہو مثلا علاقہ باپ ہونیکا یا بیٹا ہونیکا ہو اور یہہ بیٹا ہونا اور باپ ہونا خواہ ولادت کے سبب سے ہو خواہ علم پڑھانے اور ارشاد یعنے ہدایت کرنیکے سبب سے ہو کیونکہ جو شخص کہ عبادت کرتا ہی اوسکے ہر قسم کے دادے باپ کو ایک ثواب پہنچتا ہی۔ اور اون لوگون نے اس شخص کے ظاہری اور باطنی تربیت مین جسقدر کہ کوشش کیا ہی اور جیسی نیات کہ اوس کوشش مین اون لوگون کے دل مین پوشیدہ تھی اوسکے موافق اوس ثواب مذکور کے کم اور زیادہ ہونے مین اختلاف ہوتا ہی تو مسلمان جتنا کوشش نیک کام مین کرتا ہی اور حق تعالی کی خوشنودی کی نیت خالص رکھتا ہی اوسقدر حضرت حق جل شانہ کا حق جو سارے حق سے بہتر اور بڑا ہی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حق اور سارے اُستاذون اور مرشدون کا حق اور دادا نانا اور دادی نانی کا حق جو مومنہ عورت اور مومن مرد گذرے ہین اوسکے ذمہ سے ادا ہو جاتا ہی اور ایسے

نیک اعمال کے سبب سے حضرت حق تبارک و تعالی کے
حضور مین اوسکی بندگی بجالانا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کے جناب مین اوسکی فرمان برداری اور پیروی کرنا اور
سارے حق والون کے روبرو اوسکی سعادت مندی
اور اوسکا رشد محض اللہ تعالے کے انعام اور فضل سے
ظاہر ہو جاتا ہی اور یہی باریک بات ہی کہ شرع کے
واقفون پر ظاہر ہی اور اوسکے ناواقفون پر پوشیدہ ہی
اسی سبب سے جو کوئی کہ معمول اور رایج رسمون
کے موافق فاتحہ اور ایصال ثواب نہین کرتا اوسکو ناواقف
لوگ ناخلف اور حق والون کے حق کا منکر گمان کرتے ہین اور
اتنا نہین سمجھتے کہ اگر فاتحہ اور ایصال ثواب رسمی کے
ترک کرنے سے لوگ ناخلف اور حق والون کے حق کے منکر
ہوتے ہین تو لازم آتا کہ اہل بیت عظام اور صحابہ کرام اور سارے
مومنین اور صلحا اور علما اور اولیا کے طبقے جو ان رسمون کے
مشہور ہونیکے آگے گذرے ہین بہ نسبت اپنے گذرے
ہوئے بزرگون کے معاذ اللہ ناخلف ہون بلکہ یہی بات افضل
المرسلین محبوب رب العالمین کی شان مین بہ نسبت

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے دل مین اوگی معاذ اللہ من
ذالک تو بس اس بیان سے ظاہر ہوا کہ یہہ رسوم فاتحہ
خوانی کی لوگونکی نکالی ہوئی بدعت ہی اور دین کے لوازمہ
اور ارکان سے زایدہ ہی اور ایمان کا کمال اسپر موقوف
نہین اگرچہ یہہ مضمون مجملا لوگون کے ذہن نشین ہی یعنی سب
لوگ جانتے ہین کہ یہہ رسمین زاید فاتحہ کی دین کے ضروریات
سے نہین ہی لیکن ایسا بہت ہوتا ہی کہ جب کسی صالح
کامل سے یہہ رسم زایدہ ترک ہو جاتی ہی تب وہ مضمون جو
مجملا ذہن نشین ہی عادت اور رواج کے پردے کے سبب
سے چھپ جاتا اور بھول جاتا ہی اور صالح کامل کے حق مین
موجب بدگمانی یا اعتراض کا ہوتا ہی اسیواسطے مناسب ہی کہ اوس
مضمون کی حقیقت کو بخوبی مفصل اپنی ذہن نشین کر کے اس
رسم کے تارک کو اس رسم کے ترک مین قدیم بزرگون
کے مشابہ اعتقاد کرے * دوسری * طریق ثواب پہنچنے
کی یہہ ہی کہ زندہ ایسا کام کرے کہ اوس سے مُردے کو
نفع اور ثواب پہنچانا مقصد ہو اور بہت مشہور
اور ظاہر اس طریق کے واسطے پیغمبر خدا صلعم کے حدیث

مین دعا کرنا ہی اور اوسمین سے ایک صورت نماز
جنازہ کی ہی سو واجب ہی اور دوسری صورت یہہ
ہی کہ پانچون وقت اور متبرک وقتون اور غیرہ مین
بالعموم یعنے سارے مومنین اور مومنات کے حق
یا بالخصوص یعنی اپنے باپ یا استاد مرشد یا کسی دوسرے
کے حق مین نزدیک سے یا دور سے دعاے مغفرت کی
کرے سو اس دعا کا کرنا بلاشبہہ سنت اور مستحب
ہی اور یہہ بات حدیثون مین مشہور ہی اون حدیثون کو
بیان کرنا موجب طول کا جان کے اوسکے دریافت کرنیکو
حدیث کی کتابون پر حوالہ کیا لیکن باریک بات کارآمدنی بھی
اسمقام مین سناچاہئے وہ یہہ ہی کہ پیغمبر صلعم کی اتباع کے بہت سے
مرتبے ہین اور مرتبون مین افراط اور تفریط یعنے کمی اور زیادتی
لوگون سے ہوتی ہی اگرچہ اوس کمی اور زیادتی مین کچھ برائی نہو
لیکن جو کچھ کہ اعتدال پر ہو یعنے اندازہ کے ساتھہ ہو نہ کم نہ
زیادہ تو بلاشبہہ کمی اور زیادتی سے افضل ہی تو جو دعائین کہ
مردون کے حق قبرون پر حاضر ہونیکے وقت یا دور سے جس
وضع کے ساتھہ کہ جناب رسالتماب صلعم سے ثابت

ہوئی اگر اوسی وضع کے ساتھہ عمل مین آوے تو دوسری وضع سے افضل ہی مثلاً آن جناب صلعم نے شب براءت مین بغیر اطلاع اور خبر دینے کسی کے بقیع مین تشریف فرما ہوے اور دعا فرمائے اور کسی اصحاب کو نفرمائے کہ اس رات مین مقبرون مین جانا چاہیے چہ جائیکہ تاکید فرمائے ہون تو اب اگر کوئی شخص اتفاقاً پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کر کے شب براءت مین قبرون پر جا کے لوگون کو جمع کر کے بہت سی دعائین کرے تو اوس شخص کو پیغمبر خدا صلعم کی مخالفت کیوا سطے ملامت کرنا نہین پہنچتا لیکن اسقدر سمجھا چاہیے کہ یہہ بات شدہ شدہ رسم ہو جاےگی اور حقیقت اس کام کی کہ غرض دعا سے ہی باقی نرہیگی یعنے فقط میلا ہی رہ جائیگا اور لوگ قبرون پر میلا کرنے لگین گے اور اصل مطلب جاتا رہیگا شاید اسی دور اندیشی سے حضرت نے بقیع مین جانے کی لوگون مین خبر ندیا اور ایسی مثال کہ اس بیان کو واضح کردے ایک فقہی مسئلہ ہی وہ یہہ ہی کہ نفل کی جماعت مکروہ نہین اگر کوئی آپ سے شامل ہو جاوے اور اگر نفل کی جماعت

کے لئے بالادین توگمروہ ہی اور لیکن سیواے دعاکے جو
دوسرے صورتین ثواب پہنچانے کی ہیٔن سو اون مئین
سے کوئین کا کہو دوانا ہی روایت ہی کہ حضرت رسالت
پناہ نے سعد ابن معاذ کو فرمایا تھا جب انہون نے عرض کیا
کہ یکایک میری ماںمر گئی اور بات کرنے نپائی اگر بات کرنے
پاتی تو شاید کوئی وصیت کرتی تو اوسکے واسطے اگر کچھ
کرون تو اوسکو فایدہ ہوگا فرمایا کہ کنوان کہو دو اور کہہ کہ
یہہ سعد کی ماکے لئے ہی اور اون مئین سے سورہ یسین کا
پڑھنا ہی جو جمعہ کے روز والدین کی قبر کی زیارت
کی قید کے ساتھہ روایت ہی اور اون مئین سے ہی جو
حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبد الرحمن
رضی اللہ عنہ کے مرنے کے بعد بردے آزاد کین اور اسی پر
ساری عبادتونکو قیاس کرنا چاہئے سو جو عبادت کہ مسلمان سے ادا
ہووے اور اوسکا ثواب مردون مین سے کسی کی روح پر
پہنچاوے اور ثواب پہنچانیکی طریق اللہ تعالی کی جناب مئین
دعاخیر کرنا ہی سو یہہ بات البتہ بہتر اور خوب ہی اور
جس کی روح پر ثواب پہنچاتا ہی اگر وہ شخص حقدارون مئین

سے ہی تو اوسکے حق کے موافق اس ثواب پہنچانے کی
خوبی ہی تو بس مردون کے لئے فاتحہ اور عرس اور نذر نیاز کرنیکی جو
رسم پر گئی ہی اوسمین سے اتنی بات کی خوبی مین یعنی
ثواب رسانی کی خوبی مین کچھ شک اور شبھہ نہین ہی باقی
مقرر کرنا وقتون کا اور کھانے کی قسم اور وضع کا اور اوس
کھانے کے کھانے والے کا یعنے فلانے کا فاتحہ فلانے وقت
اور فلانی تاریخ اور فلانے قسم کے کھانے پہو اور فلانی وضع
سے ہو اور فلانے کے فاتحہ کا کھانا فلانے قسم کے لوگ
یا فلانی قسم کی عورتین کھاوین یہہ سب قباحت اور برائی
سے خالی نہین ہان بموجب اس آیت کے * ظلماتٌ بعضُہا
فوقَ بعضٍ * اندھیریان ہین ایک پر ایک اون سب
رسمون اور قیدون کی برائی مین بہت تفاوت ہی ایک
برائی تو صرف تعین التزام مالایلزم یعنے جو چیز شریعت مین
لازم نہین ہی اوسکو اپنے اوپر لازم ٹھہرا لینا ہی مثلاً فاتحہ کے
کھانے کا قسم اور اوس کا وقت مقرر کر لینا جس کا حال
اوپر بیان ہو چکا اور مقرر کرنے کے سبب سے بہت سی
خلل دینی اور دنیوی بھی آگے آتی ہین کیونکہ نیت خالص

باقی نہین رہتی بلکہ کسی وقت مین عبادت کی نیت مطلق
نہین ہوتی صرف دنیا کے نام ونشان کے واسطے اور لوگونکے طعن
اور تشنیع سے بچنے کے لئے اور اس خوف سے کہ برادری کے لوگون
کی نظر مین ذلیل اور خفیف نہ معلوم ہون سودی اور غیر سودی کا
لحاظ نکر کے قرض اودھار کر کے مقبرون پر مال خرچتا ہی
اور اوس خرچ سے اصل مقصد جو ثواب ہی ہرگز حاصل نہین
ہوتا ہی اور اون لوگون کا حال جنکو فقط رسم کا لحاظ ہی
اور عمل صالح سے کچھ علاقہ نہین اور اون لوگون کا حال جو
عمل صالح مین کامل ہین اور رسمون کے تارک ہین بزرگون
کے حق ادا کرنے مین شاہجہان اباد اور بخارا کی سلطنت
کا سا حال سمجھا چاہئے کہ شاہجہان آباد کی سلطنت مین فقط
آداب اور مجرا بادشاہی کی رسم رہگئی ہی اور بادشاہت
کی حقیقت مطلق باقی نرہی ہی اور بخارا کی سلطنت
مین بادشاہت کی حقیقت موجود ہی اور وہان بادشاہی
رسمون کا مثل آداب اور مجرے کے نام و نشان
نہین خلاصہ یہہ کہ صالح لوگون سے نیک عمل اور عبادت
کرنے کے سبب سے خود بخود سب حقداروں کا حق ادا

ہو جاتا ہی اور رسمی فاتحہ والون سے جو عمل صالح سے
کچھ علاقہ نہین رکہتے بزرگون کی حق تلفی ہوتی ہی اب مثال
کو اور جس مضمون کے واسطے یہہ مثال دی ہی شرع
اور عقل کی ترازو مین تول کے اور اون رسمون
کے ادا کرنیکے وقت مین اپنے دل کی حالات اور
واردات سے بحث کرکے حق بات کو دریافت کرکے
ان رسمون کے التزام سے تایب ہونا چاہی اللہ تعالی
ہمکو اور سب مسلمانون کو مکروہات سے توبہ کرنے کی
توفیق دے اور فاتحہ اور نیاز کے کہانے کے پاس جو آداب
بجا لاتے ہین سو یہہ بھی اپنی خیالات فاسد کی تابعداری ہی
کیونکہ فاتحہ اوس کہانے کے سبب سے بجاے صاحب
فاتحہ کے یعنے جسکا فاتحہ کیا ہی نہین ہوا سو صاحب فاتحہ کے
واسطے جس ادب کے بجا لانے مین بھی گفتگو تھی وہ
اداب فاتحہ کے کہانے پر بجا لانا کب درست ہوگا اور
فاتحہ کی چیزین صاحب فاتحہ کی ملک نہین ہوئی ہی کیونکہ اگر
اوسکی ملک ہوئی ہی تو فاتحہ کرنے والے اس کہانے
مین کب واسطے دخل کرتے ہین اور اپنی خواہش

کے موافق اوسکو کس واسطے کھاتے اور کھلاتے
ہیں بالکہ اوس کھانے کو صاحب فاتحہ کے وارثون کے
پاس پہنچاوین حضرت سیدة النساکی نیاز کو سادات کو
دیاوین اور حضرت غوث الاعظم کی نیاز کو اون کی اولاد
کے حوالہ کرین وعلی ہذ القیاس اور اگر یہہ کھانے کا ادب
اس گمان سے ہی کہ صاحب فاتحہ کی روح اوس مین گھس
گئی ہی یا صاحب فاتحہ کی روح نے اوس کھانیکو چھوا ہی
یا اس سبب سے کہ صاحب فاتحہ اوس کھانیکو کھالیا ہی
اور وہ کھانا اوسکا جوٹھا ہوگیا ہی سو یہہ سب ان اوگون کے
جھوٹھے شبھے ہین اور یہہ باتین ان کو ہرگز معلوم نہین
ہین اور اگر بالفرض والتقدیر ان باتون مین سے کچھ معلوم
بھی ہووے تب بھی کھانے کا آداب جو مقرر رہی وہ
کھانا اوس حد سے برھ نہین گیا ہی تو غرض اوس کھانے
کے آداب سے اور کچھ تو حاصل نہین ہی مگر مشابہت
کفار ہنود کی کہ وے سب اکثر دانے اور غلے اور کھانے
کی جنس کو پوجتے ہین اور اوس کھانے مین کھلانے والونکی قید
لگانا کہ فلانا کھاوے اور فلانا نکھاوے اس سے حلال کرنا

حرام کا اور حرام کرنا حلال کا پیدا ہوتا ہی اور تابعداری
اہل جاہلیت کی لازم آتی ہی کیونکہ اہل جاہلیت کی
اسی قسم کی بات کو حق تعالی نے اونکی مذمت مین فرمایا
اٹھوین پارہ سورہ انعام کی اس آیہ مین * وَقَالُوا هٰذِهٖ
اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَا اِلَّا مَنْ نَّشَاءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ
حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَاءً
عَلَيْهِ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ
الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا وَاِنْ يَّكُنْ
مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَاءُ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ * اور
کہتے ہین یے مواشی اور کھیتی منع ہی اوسکو نکھاوے
مگر جسکو ہم چاہین اپنے خیال پر اور بعضے مواشی کی پیٹھ
پر چڑھنا منع ٹھہرایا اور بعضے مواشی کے ذبح پر نام نہین لیتے
اللہ کا اوسپر جھوٹھ باندھکر سزا دیگا اونکو اس جھوٹھ
کی اور کہتے ہین جو ان مواشی کے پیٹ مین ہو سو نرا
ہمارے مرد کھاوین اور حرام ہی ہماری عورتون پر اور
اگر مردہ ہو تو اوسمین سب شریک ہون وہ سزا دیگا
اونکو ان تقریرون کی وہ حکمت والا ہی خبردار * ف *

ایک یہہ مسلہ بھی بنایا تھا کہ جانور ذبح لیا اوسکے پیٹ مین
سے بچہ نکلا اگر زندہ نکلے تو مرد کھاوین اور عورتین نہ کھاوین
اور مردہ نکلے تو سب کھاوین بے سند مسلہ بتانا سخت گناہ ہی
اوسپر انکو الزام دیا ہمارے دین مین مرد عورت کا کچھ فرق نہین
اگر زندہ نکلے تو ذبح کرکے حلال بغیر ذبح کے مردار اور اگر
مردہ نکلے اور معلوم ہو کہ جان بڑی تھی لیکن اپنی ماکے ذبح
کے سبب سے پیٹ ہی مین مر گیا تو امام اعظم کے
نزدیک حرام اور حدیث مین اور دوسرے امامون کے
نزدیک حلال ہی اب معنی حجر کے بخوبی دریافت کرکے
سمجھنا چاہئے کہ اس ملک اور اِس زمانہ کے لوگون کا مقصد
اچھوتا کے لفظ بولنے سے یہی ہوتا ہی اب جانا چاہئے کہ
کھانا دینے کے قابل سب بھوکھے اور محتاج ہیئن ہان یہہ
البتہ ہی کہ پرہیزگار آدمی غیرپرہیزگار سے بہتر ہی جب یہہ سب
باتین ذہن نشین ہوئین تو اب یہہ سب صحنک اور توشے
جو طیار رکئے ہوئے سینیون اور کوندون مین رکھے ہوتے ہیئن
اور لوگ ناحق کو اپنے جھوٹھے خیال اور ناکاری فکرون
کے سبب سے اوسکی بڑی حقیقت سمجھتے ہیئن اور

اس زمانہ کے بڑے بڑے بزرگ لوگ مرید کو تربیت
کرتے وقت اوسکی برائی بطور کنایہ کے مبہم بیان
کر دیتے ہیں اور جس وقت کہ اونکے روبرو یہہ رسم آپڑتی
ہی تب اُوس رسم کے بجا لانے کے عین وقت مین
اوس رسم کا نام ایکے صاف کھولکر تخصیص کے ساتھہ
غیر مفید معلوم کرکے چپ رہتے ہیں سو اونکی خاموشی پر
دھوکھا نکھاکے اوس رسم کے مٹانے مین کوشش کرنا
چاہئے اب وقت خاموشی کا نہین ہی کیونکہ جن لوگون نے اپنی
طرف سے فاتحہ اور نیاز مین اہل جاہلیت کی سی قیدین
لگائی ہی سو وہ قیدین شدہ شدہ قبایح ہو گئی ہین بلکہ شریعت
کی قیدون سے زیادہ جاہلون کے ذہن مین سما گئی ہین
یہانتک کہ اون قیدون کی التزام کو اسلام اور ایمان کا
جز جانتے ہین اور اون قیدون کی جڑ اکھاڑ پھینکنیوالونکو
ایمان سے خارج سمجھتے ہین سو جب رسمونکا التزام اس حد
کو پہنچتا ہی تب بالکل منصودکا الٹا ہوکے واجب الترک
ہوتا ہی اور سنت اور فرض مین تمیز اور فرق ہونیکے
واسطے جو حدیث مین تاکید ہی * ف * مثلا جس مقام پر

امام فرض پڑھے وہان سے ہٹ کے سنت پڑھے یا فرض
کی جماعت مین سنت چھوڑ کے مل جاوے یا سنت
کے واسطے اذان اقامت نہین ہی سو اسیواسطے کہ
اوسکو لوگ سنت مؤکدہ فرض نہ جانین اور جس کام کو
اللہ تعالے نے اپنے اوپر فرض نہین کیا ہی اوسکو مثل فرض
کے اپنے اوپر لازم نہ جانین سو اس مضمون کو یاد کرکے
اس مقام مین عمل کرنا چاہئے * ف * مذہب جس تقدیر
مین کہ فرض ہو اوس تقدیر مین کچھ گفتگو نہین اور جس
تقدیر مین سنت یا مستحب ہو اوس تقدیر مین چھوڑا چاہئے
کیونکہ اوسکے تارک کو بھی اس زمانہ مین مثل تارک فاتحہ کے
جانتے ہین اور کلمہ التزام مالا یلزم کا اسپر بھی صادق اتا ہی
انتہی اور نذر اور نیاز کی رسم کی رواج اس حد کو پہنچی
ہی کہ کھانے وغیرہ کے نذر سے گذر کے جانورون کی
جان نیاز کرتے ہین اور اوسکے ذبح کرنے مین اللہ جلشانہ
کے سوا اوروں کی خوشی کا قصد کرکے بموجب اس
حدیث کے ملعون ہوتے ہین * لَعَنَ اللّٰہُ مَن ذَبَحَ لِغَیرِ اللّٰہِ *
لعنت کرتا ہی اللہ اوس شخص پر جو ذبح کرتا ہی واسطے

غیر اللہ کے یہہ حدیث مسلم مین ابو طفیل سے روایت
ہی اور اکثر عالمون کے قول بموجب یہہ لعنت بسبب
کفر کے ہی یعنے اس کام سے کفر لازم اتا ہی اسیواسطے
لعنت فرمایا ہی سو جس کام مین کفر ہو اوسکو عبادت
معلوم کرنا کس مرتبہ مین برا ہوگا اور حقیقت یہہ ہی کہ
جو لوگ نذر نیاز مین گناہ اور کفر کا کام کرتے ہین اُنکو ایصال
ثواب منظور نہین ہی بلکہ شرک کرتے ہین اور جانتے ہین
کہ یہہ کام ہم بزرگون کے واسطے کرتے ہین اللہ تعالے کی
عبادت کا خیال اونکی ذہن مین ہرگز نہین ہوتا ہی اس بات کی
دلیل یہہ ہی کہ جو لوگ بزرگون کے توشے اور نیاز مین بہت
سے روپئے پیسے خرچ کرچکے ہین اگر اونسے پوچھئے کہ کبھی
تمنے اللہ کے راہ مین کچھ دیا ہی کہینگے کہ نہین حاصل کلام
یہہ ہی کہ بعضے لوگ بزرگون کو اور اللہ کو تقرب اور رضا
جوئی کے مرتبہ مین برابر کرتے ہین اونہین لوگونکا حال مذکور
ہی اس آیت مین * وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ *
اور بعضے لوگ ہین جو پکڑتے ہین اللہ کے سیوا ے

اور دنکو دوست محبت رکہتے ہین اونکی جیسی محبت اللہ کی
اور ایمان والون کو اس سے زیادہ محبت ہی اللہ کی
اور بعضے اسطرح کے نالایق ہین کہ اللہ سے زیادہ بزرگون کو
سمجہتے ہین مثلا جسقدر بزرگون کے نام اور انکی قبر اور
انکی نیاز کا ادب کرتے ہین اوسقدر اللہ کے نام اور
مسجد اور اللہ کے نیاز کا ادب نہین کرتے اور بعضے اون
بزرگون کو اصالتہ اپنی حاجت کا برلانے والا سمجہکے حضرت
حق جلشانہ کے جناب مین دعا اور التجا کرنے سے بے پروا
رہتے اب اسوقت مین جو شخص کہ حق اور نیک راہ کا
طالب ہی اور اللہ اور رسول کی مرضی کا تابعدار ہی
اوسکے واسطے یہہ طریقہ اختیار کرنا لازم ہی کہ جس کی
روح پر ثواب پہنچانا منظور ہو تو بلا قید کسی وضع اور
کہانیکی جنس کے اور بلا قید کہانیوالے کے جو چیز کہ اوسوقت
فقیرون اور محتاجون کے حق مین بہت فایدہ کرے اور بہتر
ہووے اوسکو صاف نیت سے محض اللہ کی رضامندی چاہکے
خرچ کرے اور اوس شخص کے طرف سے بنا بنا اوس
چیز کو خیرات کرے اور اگر دعا بھی کرے تو بہتر ہی اور

باقی تمام قیدون اور رسمون کو ایک قلم دور کرے *

* ہدایت دوسری ان بدعتون کے ذکر مین

جو رافضیون مین ملنے کے سبب سے لوگون مین

مشہور ہوگئی ہین اور اوس مین تین افادہ ہی *

* افادہ * رافضیون کی بدعت مین سے اہل سنت کے عوام لوگون کے دل مین ایک یہہ بدعت اگئی ہی کہ اپنے سلف کی مخالفت کرتے ہین تفضیل کے عقیدہ مین یعنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فارق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم سے افضل سمجھتے ہین سو حق کے طالب کو جو سنت کا تابع اور بدعت سے نافر ہو اوسکو مناسب ہی کہ اپنے دل مین مضبوط اعتقاد رکھے کہ چارو یار کبار بعد انبیا علیہم الصلواة والسلام کے تمام بنی ادم سے بہتر اور افضل ہین اور آپس مین ان بزرگون کی تفضیل خلافت کے ترتیب کے موافق ہی اہل سنت اور جماعت کا یہی عقیدہ ہی مسلمان کو لازم ہی کہ اسی ترتیب کے موافق ان بزرگون کی افضلیت کا معتقد رہے اور ہماد س تفضیل کی وجہون کی تلاش اور بحث مین

نہ پڑے کیونکہ تفضیل کی وجھون کی تلاش دین کے واجبات
بلکہ مستحبات سے بھی نہین ہی خصوصا عوام مومنین کو
اس بات کے بحث اور تکرار مین پڑنا بڑی نادانی اور
بیوقوفی ہی مگر اس مضمون کے سمجھنے کے لیئے ایک
چھوٹی سی بات یاد رکھنا چاہیئے حضرت مرتضی علی کرم اللہ
وجہہ کے تئین ایک طرح کی تفضل حضرت شیخین پر بھی
ثابت ہی اور وہ تفضیل اس سبب سے ہی کہ اونکے
تابعدار اور پیر و بہت ہین اور ولایت کے مقامات
کے وسیلہ وہ جناب ہین بلکہ ساری خدمتونکے وسیلہ وہی
ہین مثل قطبیت اور غوثیت اور ابدالیت وغیرہ کے اور
اونکے تابعدار امت مہد سے لیکے دنیا کے باقی رہنے تک
ساری خدمتین اونھین کے وسیلہ سے ملتی ہین اور
بادشاہونکی بادشاہت اور امیرونکی امارت مین
انکی ہمت کو ایک طرح کی مداخلت ہی کہ عالم ملکوت
یعنے ارواح کے سیر کرنیوالے پر پوشیدہ نہین ہی اور
اہال ولایت کے سلسلے بھی اکثر جناب مرتضی علی
کرم اللہ وجہہ سے جا ملتے ہین سو قیامت کے دن سبب

کثرت تابعدارون کے کہ اون مین سے بہت لوگ بلند
شان اور بزرگ مرتبے والے ہونگے اوس جناب کی
سوازی ایسی تجمل اور جلال کے ساتھہ نمود ہوگی کہ
اوس مقام کے دیکھنے والون کو بہت تعجب ہوگا لیکن
جناب شیخین کو بسبب انتظام خلافت کے بلکہ قطع نظر
خلافت کے جوشان کہ ثابت ہی سو وہ اوس بزرگی اور
جلال سے افضل ہی بارگاہ الہی مین بہت ہی بلند اور
نہایت قرب اور وجاہت یعنے نزدیکی اور عزت اور
اعتبار جناب شیخین کو حاصل تھی اور خلافت مقدم
ہونیکی بزرگی تو ثابت ہی ہی قطع نظر خلافت کے رب العالمین
نے جو اون بزرگون کو شرح صدر اور حوصلہ کی کشادگی
اور ہر حال مین میانہ روی اور بند و بست کہ را اور شہر اور
نگہبانی ملک اور دین کی اسطرح پر عنایت کیا تھا کہ اوس مین
نبی لوگون کی مشابہت پائی جاتی تھی سو یہہ شان اوس
بزرگی اور جلال سے بہت ہی بلند ہی اور حضرت
عثمان کو قطع نظر خلافت کے اسقدر قرب اور وجاہت
حاصل نہین تھی کہ اونکو جناب مرتضی علی سے افضل کہون

لیکن چونکہ عنایت الہی اوس مقبول بارگاہ الہی کے درجہ کو
بلند کرنے پر متوجہ تھی اسواسطے اونکو خلافت مین مقدم
کیا تھا کوتاہ جب خود حضرت علی مرتضی نے تینو بزرگون کی
خلافت کو منظور فرمایا اور اُنکی خلافت کی بند و بست اور
شورہ مین شریک تھے اور اونکے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو
جو شخص کہ اون صاحبون کی افضلیت مین شبھہ کرے
اوسنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی قدر نہ پہچانی * ۲ افادہ
صحابہ کبار مین سے ہر شخص کو بہ نسبت ساری امت
محمدیہ صلعم کے ہرچند بہ نسبت صحابیت کے افضلیت
ثابت ہی لیکن بعضے امت کو بعضے صحابہ پر پھیلانے مین ام
ہدایت کے اور جاری کرنے مین دین متین کے اور پہچنے مین
قرب کے مرتبے مین اللہ کے نزدیک بلاشبھہ افضلیت
ثابت ہی لیکن امت محمدیہ کے سارے بزرگوارن پر
تعظیم سارے صحابہ کی لازم ہی مانند اسکے کہ ہرچند کوئی
لڑکا علم اور ہنر مین اپنے باپ سے زیادہ ہو پر تعظیم باپ
کی ذمہ پر اوسکے البتہ واجب ہی حدیث شریف مین
ایا ہی * فَاِنَّ مِنْ وَرَائِکُمْ اَیَّامَ الصَّبْرِ مِنْ صَبَرَ فِیْهِنَّ کَانَ

کَمَنْ قَبَضَ عَلَی الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِیْھِنَّ اَجْرُ خَمْسِیْنَ رَجَالاً یَعْمَلُوْنَ مِثْلَ عَمَلِہٖ قَالُوا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَجْرُ خَمْسِیْنَ مِنْھُمْ قَالَ اَجْرُ خَمْسِیْنَ مِنْکُمْ * سو بیشک پیچھے تمھارے ایام صبر کے ہیں پھر جو صبر کریگا اسمین ہوگا وہ مثل اوسکے جسکی جان گئی آگ مین جو کوئی عمل کریگا اس ایام مین اوسکے لئے مزدوری ایسے پچاس مرد کی ہی جو کرتے ہین وہی عمل اولے صحابہ یا رسول اللہ مزدوری پچاس مرد کی ان مین سے فرمایا نہین پچاس مرد کی تم مین سے * ۳ افادہ * رافضیون کی بدعتون مین سے جو ہندوستان کے دیار مین نہایت مشہور ہو گئی ہی سو ایک بدعت محرم کے مہینے مین ماتم داری اور تعزیہ سازی ہی حضرت حسن اور حسین رضی اللہ تعالی عنہما کی محبت کی گمان پر سو اس کام کے کرنیوالے کی برائی کا جاننا اس زمانہ مین ضرور رہی تاکہ مومن کامل اوس سے پرہیز کرے اور جو اس بدعت مین گرفتار ہی اوسکو جہالت اور غفلت کا عذر باقی نرہے اور ظاہر صورتین اس بدعت کی چار ہین * پہلی * صورت قبور اور مقابر اور علم اور شدے اور غیرہ کی نقل بنانی

ہی اور یہہ بات صاف ظاہر ہی کہ یہہ کام بت پرستی
اور بت سازی ہی کیونکہ نقل اور شکل قبرون اور
مقبرون کی بنانی اور اوسکی تعظیم کرنی اور حضرت حسنین
کے قبر کا نام رکھہ دینے سے اوسکو بجای اصل قبر کے
اور مقبرہ کے جاننا یہہ طور بت پرستی کا ہی بت پرستی کی
حقیقت یہی ہی کہ ایک شکل اپنے ہاتھہ سے تراش بناکے
اوسپر ایک شخص کا نام رکھہ کے اوس شکل کے ساتھہ
وہ معاملہ کرے جو اصل کے ساتھہ کرنا چاہیے غور کا مقام
ہی اگر حقیقت مین سچی قبرین بھی ہون تب بھی دعا اور
سلام کے سوا اور کچھہ حدیث سے ثابت نہین ہی اور
اس زمانہ کے لوگ جو معاملہ کہ تعزیہ کے ساتھہ کرتے ہین سو
سچی قبرون کے ساتھہ بھی ہرگز کرنا درست نہین اور جعلی
قبرون کی توکیا حقیقت ہی اور بدعتی لوگ عبادت
اور سجدہ اور طواف کرکے اپنے تئین کھلا کھلی شرک
مین گرفتار کرتے ہین اور علم اور تعزیہ کو جب سجدہ اور طواف
کیا تب وہ سب بت مین داخل ہوئے تو حق کے طالب کو
اس امر باطل کے مٹانے مین خوب کوشش کرنا ضرور ہی

اور بےمقدور ہو سکے اوسکے مٹانے مین سعی کرے اور اگر
حکومت اور اختیار رکھتا ہو تو زبردستی اوسکے توڑنے
کو ہرگز مکروہ نجانے بلکہ بت شکنی کی طرح سے اسکے
توڑنے کو بہتر اور موجب ثواب اور اجر کا جانے اور
اوس سبب سے کہ اہل بدعت نے اوسپر حضرت حسین
کی قبر کا نام رکھدیا ہی اوسکے توڑنے اور پامال کرنے سے
مطلق خوف نکرے کیونکہ حضرت حق تبارک و تعالی کی
خوشنودی ان کامونکے مٹانے مین اور ان کامون کے
کرنیوالون اور اوسپر ہمت کرنیوالونکی اہانت کرنے
مین ہی اور حق تعالی کے بارگاہ کے مقبولونکی خوشنودی
حق تعالی کی خوشنودی کے ساتھہ ہی اور اگر ہاتھہ سے
توڑنے کا مقدور نہو تو زبان سے اوسکی برائی بیان کرے
اور یہہ بھی جو ہو سکے تو اوسکو دل سے برا جانے اور
یہہ ایمان کے درجون مین سے چھوٹا درجہ ہی ہان اگر
کہین تعزیہ پر قابو پاوے اور کوئی مقابلہ کرنیوالا اور روکنے
والا نہو تو بغیر اہانت اور ذلت کے اوسکو نابود اور
بے نشان کردے لیکن جب کوئی مقابلہ کرے اور اوسکے

توڑنے سے رد کرے تب توڑنے ہی کا قصد کرے اور
اگر مقابلہ کرلے اور تعزیہ والونکی شرارت کے وقت
مین ایسا مقام دیکھے کہ بغیر تعزیہ کی اہانت کے اِس
بدعت کا مٹانا دشوار ہی تو اوسوقت اوسکی اہانت
سے خوف نکرے اور جسطرح سکے مٹادے اور حدیث
شریف مین جو آیا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
مکہ کے فتح مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصویر کو دفن
کردیا اور دوسرے بتون کیطرح سے اہانت کے ساتھہ
نتوڑا تو اوسکا یہہ سبب تھاکہ اوس زمانے مین عرب کے
جاہلون کے دل کو دین کیطرف تالیف کے ساتھہ جھکانا
سب کام پر مقدم تھا اور عرب کے جاہل لوگ جاہلیت
کے زمانے کے نزدیک ہونے کے سبب سے جہل
اور نادنی کے دریامین غرق تھے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام
کی تصویر کی اہانت کرنے مین اون جاہلون کی بدگمانی
کا مظنہ تھا وہ سب اوس تصویر کی اہانت سے گمان کرتے
کہ یہہ بھی ملت ابراہیم کی متابعت کا دعوی رکھتا ہی مگر
ملت ابراہیم کا مخالف ہی اور اِس بدگمانی کے سبب سے

نبی وقت کی دعوت سے نفرت کرتے بخلاف تعزیہ کے
مقدمہ کے کیونکہ وہ زمانہ جہالت کے زمانہ کے قریب تھا
یہہ اور زمانہ ایسا ہی کہ حق عام پھیل گیا ہی اور ہدایت کا
بشہرہ بر گیا ہی * دوسری صورت * غم اور ماتم ہی کہ
اوسمین یہہ حرکات ہیں چھاتی کوٹنا منہہ پیٹنا گریبان پھارنا
نوحہ کرنا وغیرہ حرکات اُس قسم کے * سو اِس قسم کی رسمین
غم اور ماتم کی مطلق حرام ہین کسی کے مرنے مین درست نہین
* تیسری صورت * وہی محرم مین سوگ کرنا ہی یعنے
غم کے ظاہر کرنے کے لئے مباح چیز و نکا ترک کرنا ہی
* ف * جیسا زینت کا ترک کرنا شانہ نکرنا اچھا کپرا
نہ پہرنا سرمہ کا استعمال نکرنا خوشبو نہ لگانا مزاج کی خیریت
نہ پوچھنا سلام علیکم کے جگہہ یا حسین کہنا مہندی نہ لگانا کسم
کا رنگا کپرا نہ پہرنا اور علی ہذا القیاس اور کبھی بعضے نادان
فرض اور واجبات کو بھی ترک کرتے ہین اور اوسکی
برائی پر ظاہر ہی لیکن ترک کرنا مباح کا سو اوسکی حرمت اور
برائی بھی حدیث شریف مین مصرح ہی لیکن ہر میت کے
مرنے بعد تین دن تک سوگ مباح ہی اگر نہو تو بہتر اور عو

تو کچھ گناہ نہین اور عورت پر اپنے خاوند کے مرنے کے بعد
چہار مہینا دس دن سوگ کرنا فرض ہی اگر نکریگی گناہ گار
ہوگی سیوا اسکے سارا سوگ حرام اور گناہ ہی
خواہ پیغمبر پر ہو یا صدیق پر یا شہید پر موت اور قتل اور
شہادت کے ایام مین ہو یا غیر مین اس حکم مین سب برابر ہین
کسی کی تخصیص نہین پس جو شخص دہے محرم مین کسی
مباح کو مصیبت کے اظہار کے لئے ترک کرتا ہی گناہگار
اور حرام پر مرتکب ہوتا ہی لیکن اگر بلا قصد کسی سے
چھوٹ جاے تو کچھ گناہ نہین مثلاً جس شخص کو سرمہ
لگانے کی عادت نہین ہی اگر اوس ایام مین بھی سرمہ
نہ لگاوے تو گناہگار نہین ہوگا اور جسکی عادت ہو اور
اوس ایام مین ترک کرے تو مظنہ قصد اظہار مصیبت کا
قوی ہی اور وہی قصد گناہ کا مدار ہی حاصل کلام مدار
نیت پر ہی اپنی نیت کو ہر کوی بخوبی جانتا ہی باقی رہی ایک
صورت مشتبہ الحال اور وہ یہ ہی کہ ایک شخص دہے
محرم مین مباح چیزونکو ترک کرتا ہی لیکن اوسکو سوگ
مقصود نہین ہی بلکہ غرض اوسکی بدعتیونکے طعن اور تشنیع

سے بچنا ہی اگر اوس مباح کو اوس ایام مین ترک نکرے
تو سارے عوام بدعتیون مین مطعون ہوا اور اوسکو اہل
بیت کا دشمن سمجھکے زبان طعنہ کی اوسپر دراز کرین
گے اور حقارت کی آنکھ سے دیکھینگے اور اوسکے
ایذا رسانی مین کمر باندھینگے اِس ارادے سے ہرچند
مباح کو ترک کرنا حرام نہین ہی لیکن خلل سے بھی خالی نہین
ہی کیونکہ ان کامونکا کرنا ظاہرا حرام معلوم ہوتا ہی اور
بدعتیونکی موافقت لازم آتی ہی اور آیندہ کو وہ فعل کہ
ظاہرا ممنوع ہی متبوع ہوگا اور پچھلے لوگ اوسکے فعل
کو حجت پکڑکے اپنی گندی نیت کو اوسمین ضم کرینگے اور یہہ
ڈر کہ بدعتی لوگ بدکہتے ہین سنا نجائیگا * قَالَ اللّٰہُ تعالی
وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ
اَشْرَکُوْا اَذًی کَثِیْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ
عَزْمِ الْاُمُوْرِ * فرمایا اللہ تعالی نے اور البتہ سنوگے تم
اگلے کتاب والون سے اور مشرکون سے بدگوئی بہت
اور اگر صبر کرو اور ڈرتے رہو تو بیشک یہہ پکی بات
ہی اور مضرت دنیاوی بہتر ہی بدعتون کی موافقت

سے اور اوسکو دینداری کے کامون مین لحاظ کرنا ایمان کے کمال سے بعید ہی بلکہ ایمان کے نقصان کا مورث ہی ہان اگراتنی سستی دین کے نفع کے لئے کی جاوے تو مضایقہ نہین جسطرح نرمی کرنا ہی بدعتی سے اوسکی توبہ کی امید پر

* چوتھی صورت * دوسری صورت کی ایک شاخ باریک ہی وہ کیا ہی کہ مجلس کرکے خوب شرح اور بسط کے ساتھہ حضرت حسنین کی شہادت کا قصہ بیان کرنا اس قصد سے کہ لوگ اوسکو سنین اور حسرت اور افسوس کرین اور روین پیٹین اگرچہ ظاہر مین کچھ خلل اسمین نہین معلوم ہوتا ہی لیکن حقیقت مین یہہ بات بہت بری اور مکروہ ہی کیونکہ کوئی صدمہ اور مصیبت پڑنے کے وقت یا اوسکے یاد آجانے کے وقت صبر اور استرجاع * یعنی اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ * کہنے کا حکم ہی نہ افسوس اور حسرت ظاہر کرنیکا اور دل سے نہو تو تکلف یعنی زور اور بناوٹ سے افسوس اور حسرت پیدا کرنا تو بس مصیبت پڑنے کے وقت یا اوسکے یاد آجانے کے وقت جو صابرون کا طریقہ ہی یعنی استرجاع

اوسکو اختیار کرے اگرچہ بہ تکلف ہو اور رونے پیٹنے
اور بیقراری کا اسباب مہیا کرنا بلاشبہہ صابرون کے
طریقے کا خلاف ہی اور جو لوگ ان باتون کو کرتے ہیئن
نہایت محبت اور بزرگی حضرت امامین حسنین رضی اللہ تعالی
عنہما کی دل مین اپنے معلوم کرتے ہیئن اور یہہ بڑا مغالطہ ہی
کیونکہ مصیبتونکو باربار دہرانا اور ذکر کرنا مصیبت زدون
کی ناخوشی کا موجب ہوتا ہی خیر ایک مصیبت تھی
گذر گئی پس ذکر اور تکرار مین اوسکے کچھ فایدہ نہین جو ایمان
والا ٹھیک عقیدہ والا سنیگا اوسکو ملال اور غم پیدا
ہوگا اور اسیپر قیاس کیا چاہئے حضرات اہل بیت رض
کے حال کو کہ اگر بالفرض ان باتونکو سنین البتہ دلگیر ہوئین
اور اگر یون ملاحظہ کرین کہ یہہ چند دن کی مصیبت اور
رنج ظاہری موجب کمال علو مرتبہ کا حضرت سید الشہدا کے
اور سارے کربلا کے شہیدون کے ہوا پس اصلا
جگہہ غم کی نہین ہی بلکہ مقام فرحت اور خوشی کا ہی اور
جو لوگ زعم باطل سے اپنے کو جناب حضرات اہل بیت
رضی اللہ عنہم کا محب قرار دیکے صریح کام ممنوع اور

عوام کو عمل مین لاتے ہیں پس یہہ سارے اوس جناب
کے مردود دون مین سے ہین کیونکہ یہہ بزرگوار واسطے
قایم کرنے دین کے کامونکے اور موقوف کرنے نا مشروع
کامونکے اپنی جان دے ئے پھر جو کہ خلاف شرع کام کرکے
اون بزرگون کو خوشنود کیا چاہتا ہی تو گویا بمنزلہ یزید کے
بمقابل حضرت امام حسین رض کا ہی کیونکہ سبب مقابلہ کا
یزید کے ساتھہ نہ تھا مگر ظاہر ہونا خلاف شرع کام کا یزید
سے اور جب اوسنے بھی خلاف شرع کام کیا اور اوسپر
ہمت کیا اور اوس برے کام کو بھلا سمجھا اور عبادت جانا
زاندہ درگاہ الہی اور بھی جناب حضرت امام کا ہوا
اور اوس جناب کے دشمنون کے اتباع مین داخل ہوا
اور اصل یہہ ہی کہ اپنے ظن فاسد کی اتباع مسلمان کے
حق مین سم قاتل بلکہ زہر ہلاہل ہی شرع کے حکم کو لازم
الاتباع جانکے اوسکو ہرگز نچھوڑے اور جب کہ شارع
نے شیون اور ماتم اور سوگ کے رسوم مین سے کسی
چیز کی اجازت ندیا اور مطلقا اوس سے منع فرمایا سو اپنی
محبت کے گمان پر بصدد اون حرکتون کا ہونا اپنی ناقص عقل و

شرع کے حکم پر ترجیح دیتا ہی اور ایسا بہت ہوتا ہی
کہ کید نفس سے بری خصلتین جو اپنے مین چھپی ہوئین ہین
معلوم نہین ہوتی ہین اور ایک صفت دوسری صفت
مین مشتبہہ ہو جاتی اور ملجاتی ہین جیسا بیمار کہ اپنے کو
تندرست جانتا ہی اور محبت کے دعوی کرنے والے کہ یہہ
سب کام کرتے ہین بہتیری علامتین موجود ہین کہ اونکے دعوی کو جھٹلاتی
ہین کیونکہ ہر شخص جانتا ہی کہ حضرت امام رض رونے اور
پیٹنے سے اور مال بیہودہ خرچنے سے محفل آرای اور تعزیہ
سازی مین ہرگز راضی نہین ہوتے ہین اور کچھ فایدہ انکو
نہین ملتا ہی پس مال خرچنا اونکا نہین ہی مگر اپنی خواہش
نفسانی کے واسطے کیونکہ خلاف شرع کام نفس کو
مرغوب ہی اور اوسکا بازیچہ ہی حقیقت مین راضی کرنا
نفس اور شیطان کا ہی کہ اوسکو فریب کی راہ سے
راضی کرنا حضرت امام حسین رض کا کہتے ہین اور جھوٹھا
دعوی کرکے کہ یہہ سب اخراجات اور حرکات امام کی
محبت سے ہی بُرے کاموں کو نادانون اور بیوقوفون کی
نظرون مین نیک اور مستحسن کرکے دکھلا دیتے ہین کیونکہ

اگر محبت اور رضامندی حضرت امام کی منظور رہی تو
کس واسطے اوسکو محتاج سیدون پر صرف نہین کرتے
اور اِنکی تعظیم اور توقیر مین کوشش نہین کرتے اور نسب
کے شبہہ کا عذر ہر جگہہ پیش نہین جاتا کیونکہ بہتیرے سید
صحیح النسب ہین کہ قوت کے نپانے کے سبب سے جان
دیتے ہین اور یہی دعوی کرنے والے بھی ہین کہ اونکو خوب
جانتے اور پہچانتے ہین باوجود اسکے برابر اپنے غلامون کے
بلکہ کتون کے اِنکے حال کی خبرگیری نہین کرتے باوجود ظاہر ہونے
اتنی بے اعتنائی کے ان لوگون سے پھر انکو سادات کا مخلص
اور محب سمجھنا محض جہالت اور حماقت ہی اور
اوس جناب کی سچی محبت کی نشانی جان اور مال بذل
کرنا ہی دین کے پھیلانے مین اور احکام شرعی کے رواج
دینے مین اور پروا کسی کی نکرنا ہی امر معروف اور
نہی عن المنکر مین اور کھلا کھلی انکار کرنا ہی کافرون اور
فاسقون اور بدعتیون پر اور احتراز کرنا ہی انکی چاپلوسی
اور تملق سے اور اصلا دخل نہین دینا ہی مداہنت اور
ڈھیل کو اور اوس جناب کی اولاد امجاد کو اختیار کرنا اور

ترجیح دینا ہی غیر پر اور اوس جناب کی روح پاک پر
ثواب پہنچانا ہی عبادات قولی اور فعلی اور مالی کا پھر
جو کوئی ان کامون مین قصور کرکے حضرت امام حسین رض
کا نام زد کرکے نفس کے بازیچہ اور ملاہی مین کوشش کرے
اور مال خرچے تو سخت جھوتھ بیجا اور بے محل باندھا
ہی اور آگے کی برائی سے اپنے بے اندیشہ ہوا ہی *
اَعَاذَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی وَجَمِیْعَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ شَرِّ الْمُنَافِقِیْنَ *

تیسری ہدایت ذکر مین اون بدعتون کے
جو گندی رسمون کے لازم کر لینے سے
عوام الناس مین پھیل گئی ہین

اور اوسمین ایک تمہید اور دو افادہ اور ایک فائدہ ہی
* تمہید * ہندوستان کے ملک مین شادی اور غمی مین جو
رسمین رایج ہو گئی ہین اور لوگون نے اون رسمون کو
ضرور اور لازم بطور فرض کے جان لیا ہی اور طعن اور
تشنیع اور رواج کی مخالفت کی ڈر سے اون رسمو نکا
چھوڑنا دشوار معلوم ہوتا ہی اور عوام لوگ ان
رسمون کے اہتمام کو واجبات شرعی پر مقدم جانتے ہین

اور اون رسمون کو ترک کرنے کو شریعت کے حرامون سے زیادہ حرام جانتے ہیں سو وہ رسمین دین اور دنیا کی ضروریات سے باز رکھتی ہیں اور انسان بسبب برہمی امور دنیوی اور دینی کے تنگی مین پڑتے ہیں مثلا لازم کر لینا ختنہ کی شادی کا طمطراق اس حد کو پہنچاتا ہی کہ انسان بے ختنہ بالغ اور جوان ہو جاتا ہی اور بعد بالغ ہونے کے ختنہ ہوتا ہی اور سبب بے حیای اور بے پردگی کا ہوتا ہی اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہی کہ یہہ شعایر شرع یعنے اسلام کی نشانی موقوف ہی رہ جاتی ہی اور اسیطرح نکاح کی شادی مین جو تاخیر ہوتی ہی سو جوان آدمی کے حرام اور زنا کی باعث ہوتی ہی اور بعد بلوغ اور قوت شباب اور نشاط کے مدت دراز کی انتظاری اور حرام سے صبر کرنا دشوار معلوم ہوتا ہی اور ایسا ہی غمی مین اگرچہ ادسمین تاخیر کا مقام نہین ہی لیکن لازم کر لینا رسمون کا ضروری کا مونکے خلل کا باعث ہوتا ہی اون رسمون کے لازم کر لینے والے تکفین اور تجہیز اور قبر کھودنے مین سستی کرتے ہیں اور رسمون پر کفایت کر کے سنت

کے ادا کرنے مین قصور کرتے ہین اور مطعون ہونیکے ڈر سے تیجے چہارم چہلم کا کھانا ول کھولکر کرتے ہین اور مبارکبادی اور ماتم پرسی اور عرس کے رسمون پر پابند ہونیکے سبب سے جو حقوق کہ واجب ہین اونکے ادا کرنے مین غفلت کرتے ہین اور ایسا بہت ہوتا ہی کہ رسمون کے ترک ہونے کی شرمندگی سے آدمی تباہ ہوتا ہی اور اپنے گذران کے اسباب کو اون رسمون کے برپا کرنے کے لئے بیچ کر مفلس ہو جاتا ہی اور نان شبینہ کا محتاج ہو کے بھیکھ مانگنے لگتا ہی اور گدائی کو کہ ذلت دارین کی ہی اپنے اوپر گوارا کرتا ہی اور یہہ مفسدہ نہین پھیلا ہی مگر بسبب لازم کر لینے اون رسمون کے شدت سے اور جم جانے اون رسمون کے لوگون کی ذہن مین اسطور پر کہ اسکے تارک پر طعن اور تشنیع متوجہ ہوتی ہی مثلا اگر کوئی شخص کسی وقت کی نماز کو عمدا ترک کرے تو او پہر اسقدر ملامت ہرگز نہو گی جسقدر عرس کے ترک کرنے مین یا شادی نکاح کی محفل مین راگ اور ناچ ترک کرنے مین اسیواسطے ایسے لوگون کو پیش آتا ہی کہ شادی کی

مہمانون کی آرایش مین بڑی کوشش کرتے ہین اور کھانیکی
طیاری مین بہت تکلف کرتے ہین حالانکہ چھوٹے چھوٹے
بچے بھوکھون کے مارے جان بلب ہوتے ہین اور کمال
نادانی اور حماقت تو یہہ ہی کہ اولٹے اس بے مروتی کے کام
کو بڑی مروت اور جوان مردی جانتے ہین اور اوس
قسم کی ضرورت درپیش ہونے کی وقت جا بجا سے مال
لینے مین کچھ باک نہین کرتے اور حلال اور حرام کی تمیز نہین
کرتے اور جب مال ہاتھہ لگتا ہی تب صریح شرع اور عقل
کے خلاف مصرف مین اوسکو صرف کرتے ہین خلاصہ یہہ
کہ ان رسمون کی التزام اور اہتمام سے اصل غرض دنیا کی
عزت اور غیرت کا خیال ہی اور جس مین یہہ خیال ہی
اوس کام مین البتہ حضرت حق کی خوشنودی نہین ہی بلکہ عالم
ملکوت سے نفرین اور انکار اور لعنت اور پھٹکار اوس
کام کے کرنے والے پر پڑتی ہی اور اوس کا دیکھنا ایمان
والون کے باطن صاف کی ظلمت اور کدورت کا موجب
ہوتا ہی اور ایسے کام کا کرنے والا قیامت کے دن مواخذہ
اور محاسبہ مین گرفتار ہوگا کہ اِسقدر مال کو بیجا اور بے

محل خرچ کرکے اخوان الشیاطین کے زمرہ مین کسواسطے تو
داخل ہوا اور اکثر ایسا ہوتا ہی کہ باوجود خلاف شرع
کام کرنے اور حرام سے خوف نکرنے کے بیزاری اور
لاچاری سے وہ رسمین خود بخود چھوٹ جاتی ہین سو
اگر پہلے ہی سے اپنے اختیار اور خوشی سے اون رسمون
کو چھوڑ دیتا تو دنیا اور آخرت کاکسقدر بھلا ہوتا اور حضرت
حق کی خوشنودی ان کے نصیب ہوتی اب خدا کی راہ
کے طالب کو لازم ہی کہ ان رسمونسے بیزار ہوکے اپنے
گھر اور خاندان اور قوم اور کنبے اور محلہ اور گانون اور شہر
اور ملک سے جسقدر ہوسکے ان رسمون کے مٹانے اور
موقوف کرنے مین کوشش کرے اگر یہہ کوشش صحیح نیت
سے ہوگی تو اجر اور ثواب پاویگا اور اس بات سے خوف نکرے کہ
میری کوشش فایدہ نکرے گی یا میرے خویش و برادر میری تابعداری
نکرینگے ان سب گندے شبھون اور برے گمانون کے سبب
سے مرضی الہی کی تابعداری مین قصور کرنا نہایت برا ہی
جب اپنے معبود سے کام ہی تب فکر اور اندیشہ کسکا
نچاہئے ہان یہہ البتہ ہی کہ رسمون کے موقوف کرنے مین جو

ایسی وضع ہو کہ اوس وضع کے ساتھہ منع کرنے سے
لوگ مان لین اور وہ وضع شرع کے مخالف بھی نہو تو
اوسی وضع کے ساتھہ اون بری رسمون کو منع کرکے موقوف
کرے تاکہ اوسکی سعی اس حدیث کے مضمون کے موافق
ٹھیک پڑے ✻ خَیْرُ الْہُدٰی مَا اتُّبِعَ ✻ یعنے بہترین ہدایت
وہ ہی کہ جسکی لوگ پیروی کرین اور یہہ نہ سمجھین کہ کھانا
کھلانے اور الحمد اور غیرہ سورے قرآن کی پڑھکے مردونکو
نفع پہنچانا خوب نہین ہی بلکہ یہہ بات بہتر اور افضل ہی
غرض یہہ ہی کہ رسم کا مقید ہونا نہ چاہئیے بے تعین تاریخ اور
دن اور کھانے کی جنس اور قسم کے جس وقت اور
جسقدر کہ موجب زیادتی ثواب کا سمجھے عمل مین لاوے
اور جب کسیکو مردون کو ثواب پہنچانا منظور رہو تب
کھانا کھلانے ہی پر موقوف نرکھے اگر میسر ہو تو بہتر اور نہین
تو صرف سورہ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کا ثواب سب
ثوابون سے بہتر ہی اوسکا ثواب پہنچاوے ✻ ف ✻
کھانے کے سامھنے کھڑا ہوکر فاتحہ پڑھنیکو لازم نجانے فاتحہ
کا ثواب الگ ہی کھانے کا الگ بلکہ اسطور ہین پوجے کی

مشابہت ہوتی ہی انتہی تاریخ اور دن اور کھانیکی قسم
اور وضع کے مقرر کرنے مین آدمی پر تنگی پڑتی ہی اور اوسکے
اہتمام اور بندوبست مین اوقات ضایع ہوتی ہی اور
دوسری چیزین ضروری رہ جاتین ہین اور اپنے بیگانے آشنا
ناآشنا اوس روز اور تاریخ کے منتظر اور امیدوار رہتے
ہین اور اقربا لوگ جمع ہوتے ہین اور آدمی کو جو کام کرنا
دشوار ہوتا ہی سو خواہ نخواہ اوسکا سرانجام کرنا ضرور
ہوتا ہی تو اب بعد تکفین اور دفن کے میت کے حق مین
دعا کرنا اور اہل میت کی تعزیت کرنا یعنے اون کو تسلی
دینا اور صبر تعلیم کرنا اسکے سوا کسی رسم کو التزام
نکرنا چاہئے اور اسیطرح سے نکاح مین ولیمہ کے سوا کہ وہ
سنت موکدہ ہی اور مانند اسکی جو کچھ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے ثابت ہو اوسکے سوا سارے رسمون کو
ترک کرنا چاہئے اور اس مقام مین خلاصہ کلام کا یہہ ہی
کہ محمد عربی صلعم کو تمام خلق سے پیشوا اور محبوب مطلق
اعتقاد کرکے اور دل وجان سے اس بات پر راضی ہو
کے ہند اور سند اور فارس اور روم کی ساری

رسمون کو جو اوس جناب صلعم کے خلاف ہو یا صحابہ
کے طریقہ کے مادرا اور زیادہ ہو ترک کرے اور اون
رسمون سے جو انکار اور کراہت دل مین رکھتا ہی اوس
انکار اور کراہت کو ظاہر کرے یعنے جیسا اون رسمون
کو دل سے برا جانتا ہی ویسا ہی اون کی برائی لوگون مین
ظاہر کرے اور جو رسمین کہ جاہلیت کے زمانہ مین رایج
ہوئی تھین اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین مٹ
گئی تھین اور اوسکے مٹانے کے لئے آن حضرت صلعم اور
صحابہ کرام سے بہت سی تاکیدین منقول ہین اگر اون رسمون
سے کوئی رسم رایج ہو جاوین مثل مار ڈالنے لڑکیون کے
اور چھوڑ دینے سانڈھ کے جسطرح ہندو لوگ سانڈھ اور
بعضے مسلمان بھی جیتا جانور چھوڑ دیتے ہین اور مثل اسکے
جو رسم رایج ہو جاوے تو اوسکے مٹانے مین بڑی
کوشش کرے * افادہ * ہندوستان کے اہل اسلام
مین ہندؤن کی رسمون مین سے ایک رسم گندی
بیوہ عورتون کو نکاح ثانی سے منع کرنا ہی اور یہہ
گندی رسم اس قدر رواج پاگئی ہی کہ نکاح ثانی جو شریعت

مین درست بلکہ مستحب ہی اوسکو شریعت کے
حراموں سے زیادہ برا جانتے ہین سواس گندی رسم کے مٹانے
مین بڑی کوشش کرے اگر اوسکے اقربا مین ایسی صورت
درپیش ہو کہ کسی بیوہ کو نکاح ثانی کی حاجت ہی مگر وہ
بیچاری طعنہ کی شرم سے اور عیب لگنے کے خوف سے
نکاح ثانی نہین کرتی ہی تو اوسکو شریعت کا حکم سنا کے
اور اوسکو اوس مستحب کام سے راضی کر کے خواہ
نخواہ نکاح ثانی کر دے اور اگر اوسکے اقربا اس بات مین
اوسکا کہنا مانین تو اوس سے ملاقات اور برادری اللہ
کی خوشی کے لئے ترک کرے کیونکہ خوب یقین ہی کہ اس
کام سے انکار کرنا ہندؤن کی رسم کے لازم کر لینے کے
سبب سے ہی اور نہین تو کیا سبب ہی کہ جو کام اپنے
دین مین درست ہو اوس سے انکار کرتا ہی اور اگر اس
رسم کے موقوف کرنے مین اپنے دادے باپ کی
رسم چھوٹتی ہو تو مطلق خوف نکرے اور کسیکی پروا
نرکھے حق جل وعلی کی جانبداری کو تمام حق والونکی
جانبداری پر مقدم رکھے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ

کی برادری چھوڑ کے اپنے اور اقربا سے جدا ہونے کو یاد رکھیے

* ۲ افادہ * جاہلیت کے زمانہ کی رسموں مین سے اس امت مرحومہ مین جو رسم باقی رہ گئی ہی اور وہ رسم نہایت مشہور ہوگئی ہی اور عالی خاندان والے مثل سادات اور پابیرزادون کے اسمین گرفتار ہین سو وہ رسم یہہ ہی کہ باپ دادے کی بزرگی اور خوبی پر فخر اور گھمنڈ کرنا ہی اور اونکی شفاعت کے بھروسے پر بھولنا ہی یہان تک کہ اس گھمنڈ اور بھروسے کے سبب سے تواضع اور انکساری کرنیکو جو اہل اسلام کی نشانی اور چال ہی اور تقوی اور صلاح کو جو ایمان والے کی بڑی صفت ہی ایکبارگی بھول گئے ہین اور اوسکے بجاے تکبیر اور گھمنڈ کرنا اور کھلا کھلی اپنے خوف ہو کے بدعتین اور خلاف شرع کام کر کے کلام اللہ اور حدیث رسول کو پس پشت ڈال دیتے ہین گویا کہ ان آیتون کو جو مذکور ہوتی ہین کبھی سنا ھی نہین فرمایا اللہ صاحب نے اٹھاروین پارہ سورہ مومنون مین * فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَآ اَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ * پھر جسوقت صور پھونکا جاے اوسدن آپس مین ذات

بات کوئی نہ اوچھیگا ٭ ف ٭ شر فا گور تر ادنی اور نج
اندھیری رات ٭ وہان نہ کوئی پوچھی ہی کہ کون تمھاری ذات
اتنہی اور جو فرمایا اللہ صاحب نے چھبیسوین پارہ سورہ
حجرات مین ٭ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاکُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی
وَجَعَلْنَاکُمْ قَبَائِلَ وَ شُعُوبًا لِتَعَارَفُوا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ
اَتْقَاکُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ٭ ای لوگو ہمنے تمکو بنایا ایک
نر اور ایک مادہ سے اور ٹھرائی تمھاری ذاتین اور گوتین تا آپس
کی پہچھان ہو مقرر بڑی عزت اللہ کی نزدیک اوسیکی
ہی جو ادب والا ہی ٭ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا کَسَبَتْ
وَلَکُمْ مَا کَسَبْتُمْ ٭ الخ یعنے وہ ایک جماعت تھی گذر گئی
اونکا ہی جو کمایا اور تمھارا ہی جو تم نے کمایا آخر آیہ تک
٭ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ٭ نہین نفع دیگی
شفاعت نزدیک اوسکے مگر اذن سے اوسکے ٭ وَلَا تَجْزِیْ
نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَیْئًا ٭ اور نہین کام آویگا کوئی جی کسی
جی کے طرف سے کچھ اور ٭ حدیث ٭ جو مشکوٰۃ کے
باب لمفاخرت مین ہی ٭ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذْهَبَ عَنْکُمْ عُبِّیَّةَ
الْجَاهِلِیَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْاٰبَاءِ اِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِیٌّ اَوْ فَاجِرٌ

شَقِيٌّ اَلنَّاسُ كُلُّهُم بَنُو آدَمَ وَآدَمُ خُلِقَ مِن تُرَابٍ ٭
بیشک اللہ لے گیا تم سے تکبر اور فخر جاہلیت کا بس
آدمی مومن متقی ہی یا گنہگار بدبخت سب آدم کے بیٹے
ہیں اور آدم بنا ہی مٹی سے روایت کیا اوسکو ابو داود
اور ترمذی نے ٭ ف ٭ آن حضرت صلعم نے فخر کرنے
والے کو گنہ کا کیڑا فرمایا اور جنپر فخر کرتے یعنی اونکے باپ
دادے جو جاہلیت مین مرے تھے گنہ فرمایا اور تکبر اور فخر
کرنے سے منع فرمایا کیونکہ آدمی یا مومن متقی ہی یا گنہگار بدبخت
دونو صورت مین فخر کرنا موئے باپ دادے پر لایق نہین
کیونکہ اگر متقی ہی تو وہ خود عزیز ہی موئے باپ دادے
پر فخر کرنیکی کیا حاجت ہی اور اگر گنہگار بدبخت ہی تو
ذلیل ہی اللہ کے نزدیک تکبر کرنیکا اوسکے کیا مقام ہی
اور سارے لوگ بنی آدم ہیں اور آدم بنا خاک سے
اور خاک ذلیل اور پست ہی آدمی کو تواضع اور پستی
چاہئیے نہ کبر اور بلندی آئین اور فقط اپنے گمان اور وہم پر اور جو
اپنے سے لوگونکی باطل عادتین جو جاری اور مشہور رہین
اوسپر چنگل مارکے اپنے جان کو ہلاک کرتے ہیں سبحان اللہ

یهه کیسی نادانی اور حماقت هی که نجات کے اسباب جو
یقینی موجب نجات کا هی اور باعث بلندی درجات کا
چهوڑکے وهم اور گمان کے اسباب کو چنگل سے مضبوط
پکڑتے هین ان جهال کی نادانی کی مثال یهه هی که ایک
شخص اپنے بهت سے مال جو قبضه مین رکهتا تها اوسکے
فایده پر یقین تها کیمیا کے نسخه اور دست غیب کے عمل
سیکهنے مین که اوسکا حاصل هونا محض موهوم هی برباد کرے
قصه کوتاه اگر یهه علاقه نسب کا بزرگون سے قیامت مین
نافع هوگا تو ظاهر هی که اوس سے غفلت اور بےپروائی
کسیطرح سے اوسکے فایده مین خلل نکریگی کیونکه نسب کا
علاقه اختیاری کام نهین هی که غفلت اور بےپروائی سے
خراب هوئے بلکه جو شخص که اپنے نسب کے علاقه سے
غافل هی جسوقت اوسکو قیامت کے روز اوس نسب
کے سبب سے کچهه فایده حاصل هوگا تو اوس وقت
اوس نعمت غیر مترقبه کے ملنے سے اوسکو دوبالا خوشی
حاصل هوگی جسطرح سے کسی شخص کو اپنے باپ
دادے کی میراث سے کچهه مال هاتهه لگے اور اوس شخص

کو اوسکی خبر نرہی ہو تو اوسکو کیسی خوشی ہوگی اور اگر
یہہ علاقہ نسب کا بزرگون سے قیامت مین بکار آمد نہین
ہی اور اوس نے اپنی تمام عمر کو اوسی فایدہ کے
ملنے کے امید پر کاٹ دیا ہی تو البتہ اپنے جہل مرکب
کے سبب سے شرمندہ اور پشیمان ہوگا اور طرح طرح
کا رنج نفسانی اور عذاب روحانی مین گرفتار ہوگا تو نسب
کے علاقہ سے بے پروا رہنا اور اسیطرح کے وہمی معاملہ
پر بھروسا نکرنا بہرحال بہتر اور خوب ہی * وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ
الْہُدٰی * فایدہ جاننا چاہئے کہ بزرگون کے اولاد کے جوہر ذات
مین ایک استعداد پوشیدہ بطور میراث کے امانت
رہتی ہی لیکن وہ استعداد دنیا اور آخرت کے کسی کام مین
کار آمدنی نہین ہی ہان اگر وہی استعداد علم سیکھنے اور سکھلانے
اور شریعت کی تابعداری اور دین اختیار کرنے کے سبب
سے ظاہر ہو جسطرح سے کہ رنگ کہٹائی دینے سے کھل
جاتا ہی تو البتہ اوس استعداد سے عمدہ عمدہ کام اور
بڑے بڑے فایدہ ظاہر ہونگے اور اس استعداد پوشیدہ کو
مثل ازل کے استعداد کے جوہر شخص کو بھلی خواہ بری

ازل الازال مین نصیب ہوئی ہی سمجھنا چاہئے لیکن عذاب یا ثواب صرف اوس استعداد پر نہین ہوتا اسیواسطے جب تک کہ اثار استعداد کی ظاہر نہین ہوتی تب تک مجازات یعنے بدلا دینے کے کارخانہ مین اوس استعداد کا کچھ اعتبار نہین ہان اسقدر یقین ہی کہ ہدایت اور ضلالت کے اسباب آدمی کو پھیر پھار کے اوسکی استعداد کے موافق عمل تک پہنچاتے ہین اس سبب سے اوسکی استعداد کے موافق اثار صلاح اور فساد کے ظاہر ہوتے ہین تو بالفعل ظاہر مین بھلے برے کام کا پھل اور بدلا ماننا اوس آثار پر موقوف ہی اگرچہ ایک علاقہ پوشیدہ استعدادون کے ساتھ بھی رکھتا ہی لیکن یہہ بدلا لینے کا علاقہ استعداد کے ساتھ بہت پوشیدہ ہی اور اس علاقہ مین بہت خلاف ہوتا ہی مثلاً ہدایت یا ضلالت کا اسباب بہم نہ پہنچا تو اسمین خلاف ہوا اور وہ علاقہ بدلا لینے کا اثار کے ساتھ بہت ہر ظاہر ہی اور اسمین کم خلاف ہوتا ہی مثلاً لڑائی کا فایدہ لڑائی کے ہتھیار سے ظاہر علاقہ رکھتا ہی اور لوہے کے جوہر سے ایک پوشیدہ علاقہ رکھتا ہی اسیواسطے فولادی شمشیر مورچا کھائی

ہوئی وہ کام نہین کرتی جو کچے لوہے کی صیقل کی ہوئی صاف
تلوار کام کرتی ہی

دوسری فصل تہذیب اخلاق یعنے اپنی چال اور
خصلت کو آراستہ کرنیکے بیان مین اور اوس مین
دو ہدایت ہی

ہدایت پہلی ذکر مین بری بھلی خصلتون کے اجمال کے ساتھہ
ہی اور اوسمین تین تمہید اور پانچ افادہ ہی * ا تمہید
اللہ تعالے کی راہ کے سالکون پر اللہ تعالے کے فیض اور
عنایت کے اوترنے سے برا زبردست روکنے والا اون
سالکون کے نفس بہیمہ یعنے شہویہ کا آلودہ ہونا ہی رذایل
اخلاق یعنے بری خصلتون کے ساتھہ مثل بخل اور حسد
اور کبر اور حرام اور غیبت اور کینہ اور ریا اور کذب
اور طمع اور حرص کے سلف صالح یعنے قدیم نیک لوگ
اپنے نفس کو ان رذایل سے پاک کرنیکو بہت مقدم اور
بہت ضرور جانتے تھے اور صرف حق کی رضا جوئی کے
واسطے ان رذایل کو اپنے دل سے کہو دیتے یہان تک
کہ اون رذایل کا اثر ذرہ بھی باقی نہ رہتا تھا اسی تصفیہ کے

سبب سے اُن پر اللہ تعالے کی عنایت بے نہایت نازل
ہوتی تھی اور اللہ تعالے کی خوشنودی حاصل ہونیکے واسطے
جو اپنے دل کو رذایل سے پاک کرتے تھے اسی سبب سے
مقبول ہوتے تھے اور جو شخص کہ سلوک کے مراتب
جو مقرر ہیں اونکو طی کرے یعنے ذکر اور مراقبہ کرے اور
اوسکو نفی کامل حاصل ہو اور مشاہدہ سے مشرف
ہو اور باوجود اسکے اوسپر اللہ تعالی کی عنایات کے
آثار ظاہر نہوں تو اوس شخص مین ان سب رذایل یا اونمین
سے بعضے رذایل کے آثار البتہ دریافت ہوتے ہونگے تو بس
ان رذایل کا موجود ہونا عنایت الٰہی کے اوترنے کو مانع
ہی * ۲ تمہید * سلف صالح کو اللہ تعالی کی توفیق سے برے
اخلاق سے نفس کو پاک کرنے کے لئے یہی اعمال نیک
اسلامیہ اور اپنے پیشواؤن کے صحبت مین یا تھند
کافی تھا اور اس فن والون یعنے تزکیہ نفس کے فن کو
جاننے والون نے تزکیہ نفس کی علامات اور اسباب اور
معالجات کو بطور طب کے تحقیق کرکے کتابین بنائے ہیں
لیکن وہ سب بیان باوجودیکہ خوب ظاہر ہی کفایت نہین

کرتا بلکہ پست ہمت لوگ اون بڑی بڑی کتابون کو مطالعہ
کرکے معلوم کرتے ہین کہ یہہ حال اون مردون کا ہی کہ گذرے
ہین اور حسنابہ القدس مین جاملے ہین اور وہ لوگ دوسری
حقیقت رکہتے تھے کہ اونہون نے اسقدر بہت سے عمل کو
اور مشکل محنتون کو اختیار کیا اور اپنے کو اوس حقیقت
سے بہت دور مقام مین سمجھتے ہین اور بعضے غلط فہمی سے
اپنے تیئن اوس رذایل سے خالی اور فضایل سے بھرا ہوا
معلوم کرتے سو اس زمانہ کے لوگونکے حال کے مناسب یہہ
ہی کہ جیسا اشغال اور مراقبہ معرفت الہی حاصل ہونیکے
لئے کرتے ہین ویسا ہی ان باتونکے واسطے بھی مراقبہ
کیا کرین کہ ہمارے اندر کون سی رذایل ہی اور کیونکر
دفع ہوگی اور بدون اسکے بارگاہ قبولیت مین پہچنا غیر ممکن
معلوم کرین اگرچہ رذایل والے ذکر اور مراقبہ کی تاثیر
سے معرفت کے مقام مین پہچتے ہین لیکن عنایت اور قبول
کے دروازے سے نہین پہچتے بلکہ دوسرے دروازے سے
وہان پہچتے ہین کہ مقبول اور نامقبول کی پرسش وہان نہین
ہی اور شیطان اور نفس کہ اللہ تعالی کی قبولیت کی

بارگاہ کے سگ و دربان کے بجائے ہیں سو انکو نہیں
چھوڑتے کہ اوس مقام مین پہچین اور شیطان اور
نفس کی شرارت سے محفوظ ہو کے اوس مقام مین پہچنا
ممکن نہین مگر نیک اعمال کرنے اور رزایل مذکورہ سے
خالی ہونیکے وسیلہ سے اور اچھی چال کا حاصل ہونا اور
رذایل سے خالی ہونا بجاے چوبدار اور نقیب کے ہی
کہ خود بخود انسان کو مقصد کے مقام پر پہنچاتے ہیں
اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ اوس بارگاہ سے ایک
کو قبول اور پسند کر لینا پہچتا ہی یعنے کسی بندے کو
اللہ تعالی پسند اور قبول کر لیتا ہی کہ بغیر بجالانے اعمال
اور اٹھانے تکلیفون اور محنتون کے اوسکو قبولیت کے
مقام مین پہچا دیتا ہی اور اس قسم کے بندے مقبول
کسیکی تربیت اور رتاقین کی حاجت نہین رکھتے اللہ تعالی
آپ اونکا مربی ہوتا ہی اور اچھی چال کا حاصل ہونا اور
رذایل سے خالی ہونا بغیر کسی مخلوقات کی منت برداری
اور نہو رسے کے اور بدون اوٹھانے تکلیفون کے ان
بندونکو عنایت فرماتا ہی یعنے اسس مرتبہ کے حاصل ہونیکے

نہ پھر کسی کی تربیت اور یاقین کی احتیاج نہین باقی رہتی
اور چونکہ اس طریقہ والے کی نیت ہر وقت نیک عمل
کی ہوتی ہی اسواسطے عمل کرنے کے قبل اوس طریقہ والا
مقبول ہوجاتا ہی جیساکہ یہہ مضمون قریب ہی معلوم ہوتا
ہی سواس مرتبہ کے حاصل ہونیکا یہہ طریقہ ہی کہ کچھ قران
اور حدیث پڑھنے کا شغل کرے اور اوسکی تحصیل
مین کچھ اپنی اوقات صرف کرے تاکے اچھی چال اور
بری چال کی حقیقت پر آگاہ ہو اور اپنی ضروریات کے
دریافت کرنیکے واسطے پریشان نہو بعد اوسکے اوس یاد
داشت مین جو طریقہ نقشبندیہ مین مقرر ہی مشغول ہوے
اور اوس یادداشت کے یہہ معنی ہی کہ حضرت حق کی
ذات پاک کے پاس اور ساتھہ رہنے کا ملاحظہ اور خیال
ہمیشہ ہر وقت برابر لگا رہے اور اسی ملاحظہ مین دوسرا
ملاحظہ داخل کرے اور وہ ملاحظہ یہہ ہی کہ احکام شرعی
کی تعظیم اور اوسکی بجاآوری کا قصد اور مناہی شرعی سے
بچنے کا خیال اور دور رہنے کا ارادہ ہردم ہمیشہ برابر
دل مین لگا رہے پس ہردم اور ہر جگہہ اکیلے و دکیلے محفل

اور کوچہ بازار مین اور مسجد و خانقاہ مین کھاتے پیتے بول
اور براز دوست اشنا کی ملاقات کے وقت دنیا اور
اخرت کے کام کی مشغولی کی حالت مین القصہ سب حالتون
مین خبردار اور ہوشیار رہے کہ ہرگز مناہی شرعیہ کی خواہش
اوسکے دل مین آنے نہ پاوے اور ہمیشہ احکام شرعیہ
کے بجالانے مین اوسکے دل کو چالاکی اور چستی اور
خوشی رہے اور سب احکام شرعی مین جو عمدہ احکام ہین
مثل نماز اور تلاوت قران کے اونکو خاص لحاظ سے دل
مین یاد رکھے یعنے مجملا توسارے احکام شرعی کے بجالانے
کا خیال ہوگا اور نماز روزہ اور تلاوت کا خیال خاص
کرکے رکھے اور ہرحال مین اوسکا دل نماز مین لگا رہے
جہان نماز کا وقت پہنچے یا اذان سنے اوسطرف سے
غفلت نکرے اور کسی کام کو نماز کے تہیہ پر مقدم نکرے
اور اوسے زیادہ ضروری نہ سمجھے اور نماز ادا کرنے کے
مقابلہ مین ہرکام کا فوت ہوجانا اوسپر سہل اور آسان
معلوم ہو جسطرح سے کسی کا محبوب جسوقت اوسکے
پاس اتا ہی تو اُسوقت ممکن نہین کہ وہ شخص دوسرے

کام مین مشغول ہووے اگرچہ ہزارون کام فوت ہو جاوین
مگر اوس محبوب کے پاس رہنا اوسکو بہت پیارا معلوم
ہوگا اسی طرح سے بموجب حدیث شریف مذکور کے
٭ جُعِلَتْ قُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ ٭ تھہرائی گئی ہی خنکی
اور ٹھنڈک میری انکھہ کی نماز مین نماز کو اصل راحت
کا موجب معلوم کرکے دنیا اور دین کے کسی کام کو
اوسپر مقدم نکرے اور اوس سے ضروری زیادہ
نجانے اور اسیطرحسے دوسرے ارکان کو کہ
روزہ اور حج اور زکواۃ ہی خاص لحاظ سے دل مین یاد رکھے
اور جو وقت اوسکا ادا کرنا فرض ہو اوس وقت
اوس سے غفلت نکرے اور جہاد کہ موجب
بلندی اسلام کی ہی اور مال اور جان کے خرچنے اور رنج
اور تکلیف کے کھینچنے کے سبب سے حقیقت خدا کی
محبت کی جہاد مین خوبی کھلجاتی ہی اوسکا ارادہ بھی دل مین
خاص لحاظ سے رکھے بس جب اس لحاظ کی مواظبت
اور ہمیشگی پر چند روز کٹینگے اوس شخص کی ساری عادت
عبادت ہوجاوینگی مثلاً کھائیگا مگر اوسی ارادہ اور

نیت پر جو موجب رضاے حق کا ہی اور نہ سوئیگا مگر جسوقت
اوسکا آگاہ دل گواہی دیگا کہ اِسوقت سونا خدا کی رضامندی کا
باعث ہی اور اسی پر اور عادتون کو قیاس کیا چاہئے اور
رذایل سے جب دل صاف ہوگا بعد اوسکے خود بخود فضایل یعنی
اچھی خصلتین حاصل ہونگی مثل شجاعت اور قناعت اور
سخاوت اور عفت یعنے گناہ اور حرام سے پاک دامنی
اور صبر اور شکر اور رضا بقضا یعنے قضا اور قدر پر راضی ہونا اور
غیرہ کے لیکن خوب لحاظ سے اِن فضایل کے حاصل ہونیکا قصد
بھی مستقل ہوکے کرے تاکہ ساری فضایل کا کمال جیسا چاہئے
ویسا ہی اوسکو حاصل ہو اور جس وقت کہ اپنے دل کو
رذایل سے پاک کرکے اور احکام شرعی پر چست اور
مشاق ہوکے سلوک کی راہ مین چلیگا اللہ کے فضل سے
امید ہی کہ بطور مساعت کے ادسپر اللہ تعالی کی عنایتین
اوترینگی اللہ تعالی کی عنایات کا کچھ حد اور پایان نہین اِسی
قسم کے بزرگ لوگ تھے اوس سبحانہ تعالی کی عنایات
سے اس درجے کو پہنچتے تھے اور جو لوگ کہ اوسکی
عنایات سے محروم ہیئن تو اپنے قصور سے محروم رہتے ہیئن

کہ اوسکی رضامندی کی راہ چھوڑ بیٹھے ہیں * وَمَا ظَلَمْنَا هُمْ وَلٰكِنْ كَانُوٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ * اور ہم نے اونپر ظلم نہین کیا پر اپنے اوپر آپ ہی ظلم کرتے تھے اسی بات کی یہہ آیہ کریمہ جو سورہ نحل مین ہی خبر دیتی ہی * بیت * ہرچہ ہست از قامت ناسازی اندام ماست * ورنہ تشریف تو بر بالای کس کوتاہ نیست * جو کہ ہی قد بد سے اس عاصی کے ہی * پر نہین خلعت تیری قد پر کسی کے کوتہ ہی * خدا کے امرا ور نہی کا دامن دراز ہی اوسکی راہ یہہ ہی کہ سالک کو لازم ہی کہ قرآن پر چنگل مار کے اگر حفظ کرے تو سب سے بہتر اور اگر نہ سکے تو قران شریف کی تلاوت کرے اور پڑھنے مین خوب مہارت پیدا کرے اور جس ترجمہ سے قرآن کے معنے کھل جاوین اوس ترجمہ سے آگاہ ہو کے غور اور فکر کے ساتھہ تلاوت کرتا رہے اور صرف قرآن کی تلاوت کو بڑی غنیمت جانے کہ سب عباد تون سے بہتر ہی اور اللہ تعالی کی نزدیکی حاصل کرنے کے سب وسیلون سے بہت بڑا وسیلہ ہی قرآن مجید کی تلاوت حق تبارک و تعالی سے بھید کہنا اور

بات کرنی ہی اور قرآن مجید اوسکی صفات مین سے ایک
صفت ہی کہ عربی معجز کی عبارت کی لباس مین ظاہر ہوئی
ہی معجزا سواسیطے کہ اوسکے مثل عبارت کہنے سے ساری
مخلوقات عاجز ہین اور جب کہ صفات حق کی اوسکی غیر
نہین ہین تو قرآن کی تلاوت مین اپنے تئین حضرت حق کی ذات
کے واصلون یعنے ملنے والون مین سے ایک طرح کا داصل
جانے اور کذتین ملنے اور بھید کہنے اور بات کہنے اور سننے
اور خطاب کرنے کی حاصل کرے غفلت جو ہی سو
یہی بڑا پردہ ہی جہان اپنی غفلت کا پردہ اوتھا وے الا
پس حضرت حق سے واصل ہوا * ع * حضوری گرہمی
خواہی ازو غایب مشو حافظ * اگر چاہے حضوری اوسکی
تب غایب نہو حافظ * ۳ تمہید * اعمال مین یعنے فقہی مسئلون
مین تابعداری اور پیروی کرنا چارون مذہب کی جو سارے
اہل اسلام مین رائج ہی سو بہتر اور خوب ہی یعنے
مستحب ہی * ف * ہر چند کسی مذہب کی مذاہب
اربعہ سے تائید کرنا مستحب ہی مثل فاتحہ اور ایصال
ثواب کے مگر جب لوگون مین یون رواج پایا کہ تارک اسکا

لوگون کی نظرون مین مطعون معلوم ہونے لگا اور التزام
مالا یلزم کا ٹھہرا تب اوسمین شیطان کا حصہ ٹھہرا اسیطرح
حال مذہب کا بھی ایسا ہی سمجھا چاہئے کیونکہ اس زمانہ مین
تارک اسکا نہایت مطعون ہوتا ہی اب اسکو فاتحہ
کی طرح ترک کرنا اچھا ہی اور اگر رواج کے معنے یہہ ٹھہرے
کہ جو چیز رائج ہو اسکو مضبوطی سے تھامنا چاہئے تو فاتحہ
والے فاتحہ کو ہرگز نچھوڑینگے کیونکہ اسمین بھی رواج کا لفظ
مصنف نے فرمایا ہی انتہی لیکن پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کا علم مجتہدون مین سے ایک شخص کے علم مین منحصر نہ
سمجھے بلکہ دوسرے مذہب سے بھی اگر علم خدا کے رسول
کا حاصل ہو تو اوسپر بے کھٹکے عمل کرے کیونکہ علم نبوی
تمام ملک مین پھیل گیا اور بموجب مقتضاے وقت کے
ہرکسیکو پہنچا اور بعد اوسکے کہ حدیث کی کتابین تصنیف
ہوئین جمعیت اوس علوم کی ظاہر ہوئی سو جس
مسئلہ مین کہ حدیث صحیح صریح غیر منسوخ اپنی انکھہ سے دیکھے
یا کسی اوستاد یا محدث معتبر سے سنے تو اوس مسئلہ
مین کسی مجتہد کی پیروی نکرے ❋ ف ❋ یہہ اجازت

عام ہی کیونکہ مجتہد کو دوسرے مجتہد کی تقلید حرام ہی
انتہی اور اہل حدیث کو اپنا پیشوا جانے اور دل سے
اونکی محبت کرے اور اونکی تعظیم کو لازم جانے کیونکہ وہ
لوگ علم نبوی کے حامل ہیں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کی مصاحبت کا فایدہ ایکطرح کا حاصل کرکے وے لوگ
جناب رسالت ماب کے مقبول ہوئے ہیں اور مقلد
لوگ تعظیم اور توقیر مجتہدون کی بخوبی جانتے بلکہ فرض
جانتے ہیں اگاہی کے محتاج نہین * ف * اگر یابد کے معنے یہہ
ٹہرے کہ آپ نظر اور فکر سے دریافت کرے تو کوئی
انبرٹھا فقہی مسئلہ پر کبھی سے سنکے عمل کر سکے نہین سکیگا
کیونکہ اوسکو مفتی بہ اور غیر مفتی بہ کی تمیز نہین انتہی
* افادہ * امیرون اور بادشاہون اور اہل حکومت مین
سے جو شخص کہ اللہ تعالی کی توفیق سے سلوک کی راہ
مین قدم رکھے اوسکے لئے باوجود اہتمام سارے احکام شرعی
کے کہ سالکون پر لازم ہی عدالت اور انصاف کا اہتمام
بہت ضرور ہی کیونکہ اوسکے حق مین عدالت سب عبادت
سے بہتر ہی اور عدالت مین سلاطین گذشتہ کی آئین کی

رعایت نکرے بلکہ عدالت اور ملک گیری مین
خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم کی پیروی اور شیخین
یعنے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی چال اس مقدمہ مین
کافی ہی اور خلفاے راشدین اور بادشاہون کی آئین
مین یہہ فرق ہی کہ بادشاہ لوگ دنیا کی اصلاح کو مقدم کرتے
ہین اور آخرت کی کچھ پروا نہین رکھتے اور اوسکا کچھ اہتمام
نہین کرتے اور خلفاے راشدین باوجود کمال انتظام دنیا کے
دین کو ہرگز نہین چھوڑتے تھے اور دینکی اصلاح اور زیادتی
کو بہت مقدم جانتے تھے اور بادشاہ اور امیر لوگ ظاہری
شوکت اور حشمت مین مکان اور پوشاک اور سواری
مین اپنی عزت کا گمان کرتے ہین اور یہہ بات بےشبہہ غلط
ہی بلکہ جسقدر کہ دینداری مین مضبوطی کرینگے اللہ تعالی کی
عنایت سے اوسی قدر اونکی عزت اور شوکت بڑھیگی
اور دشمنون پر انکا رعب زیادہ ہوگا * ۲ افادہ *
ہر مسلمان کو دو چیز سے پرہیز کرنا لازم ہی * پہلا کبر یعنے
تکبر کہ آدمی اپنے تئین بہتر اور بلند تر جانے اور ہمیشہ بڑائی
اور بزرگی کے خیال مین رہے کیونکہ یہہ گندی خصلت آدمی کو

کفر تک پہنچا دیتی ہی اسی سبب سے دوسری بد خصلتون سے تکبر زیادہ تر بد ہی مشکوۃ شریف مین باب الغضب اور کبر کی پہلی فصل مین عبد اللہ ابن مسعود رض سے روایت ہی اونسے کہا کہ* قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل النار احد فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من ایمان ولا یدخل الجنۃ احد فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من کبر رواہ مسلم* فرمایا رسول اللہ صلعم نے نہین آتا دوزخ کی آگ مین ہمیشہ کیواسطے ایسا کوئی شخص کہ جسکے دل مین رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہی اور نہین اتا ہی بہشت مین سابقین کے ساتھ جسکے دل مین رای کے دانہ کے برابر تکبر ہی روایت کی اسکو مسلم نے* دوسرا* افساد یعنے فساد برپا کرنا اور خرابی ڈالنا مسلمانونکی جماعت مین سے کسی جماعت مین اور زمانہ اور مکان کے لحاظ سے اس افساد کے بہت سے مرتبے ہین ایک تو گھر کے لوگون مین فساد ڈالنا ہی دوسرے شہر کے لوگونمین فساد کرنا تیسرے ایک ملک کے لوگون مین فساد مچانا اور چوتھے کئی ملک کے لوگون مین فساد برپا کرنا ہی اور اسیطرح سے ایک قرن یا دو قرن یا اس سے زیادہ

مین فساد ڈالنا ہی اور سب سے زیادہ اور برا فساد ڈالنا وہ ہی کہ جسکا فساد مدت دراز تک باقی رہے جسطرح سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے باعث لڑائیون کا فساد پھیلنا کہ اوس فساد کا اثر اس امت مرحومہ کے تمام قرن مین باقی رہا اور یہہ پہلا فساد ہی کہ اس امت مین ظاہر ہوا اور فساد کے بہت سے قسم ہین کبھی فساد ڈالنا قتل کرنے سے ہوتا ہی کبھی اہانت کرنے سے اور کبھی عیب تلاش کرنے سے اور کبھی شورت بد دینے سے اور اس فساد ڈالنے مین بھی فرق ہوتا ہی یعنے جسقدر بہتر شخص مین فساد ڈالیگا اوسقدر فساد برا ہوگا مثلا ایک محلہ کا ایک رئیس ہی کہ جسکے سبب سے اونکی دنیا اور آخرت کے معاملہ کا انتظام ہی اوسکے قتل کرنے مین ایک مرتبہ کی برائی ہی اور ایک بادشاہ عادل خوش تدبیر کہ جسکا قتل خلایق کے کامونکی برہمی کا موجب ہو اوسکے قتل کرنے مین ایسا فساد ہی کہ جسکی برائی پہلے فساد کی برائی سے ہزارون مرتبہ زیادہ ہی اسیطرح سے کسی مسجد کے قبہ کا قتل کرنا جسکے

سبب سے چند مسلمان لوگ نماز کیو اسطے مسجد مین جمع
ہوتے ہین اور ایک عالم باکمال جو مشکلون کا حل کرنیوالا
ہی اور مرجع خاص اور عام خلایق کا ہی گویا کہ اپنے زمانہ
مین مثل امام اعظم اور امام بخاری اور امام غزالی کے ہی
ایسے عالم کے قتل کرنے مین اسقدر برائی ہی جسکا حد اور
پایان نہین اور قتل کرنے اور مارنے پر قیاس کیا چاہیئے
اہانت اور عیب جوئی کو اور جس قدر زیادہ افساد ہو
گا ایمان کی برھمی اور خرابی زیادہ ہوگی اور افساد کے بہت
برے ہونیکا سبب یہہ ہی کہ افساد مین لوگون کی حق تلفی
ہوتی ہی اور بہتیرے گناہونکی تخم ریزی ہوتی ہی کہ اونکی
برائی مدتون تک باقی رہتی ہی اور اسقدر وبال اس
مفسد فتنہ انگیز پر برستا ہی کہ غضب الٰہی مین گرفتار ہو کے
انجام بد اور برے خاتمہ کے ساتھہ دنیا سے جاتا ہی اور
مغفرت اور رحمت الٰہی سے ناامید ہوتا ہی * اور ظلم
سے پرہیز کرنا لازم ہی مشکواۃ مصابیح مین باب الظلم
کے پہلی فصل مین روایت ہی * قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم
اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ * ظلم کرنا سبب

اندھیریونکا ہی قیامت کے دن یعنے ظالم کو اوسدن
ہر طرف سے تاریکی گھیریگی اور اوس نور سے جو مومنون
کو نصیب ہوگا جسکی خبر اس آیت مین ہی * نُورُھُم یسعیٰ
بَینَ اَیدِیھِمْ وَبِاَیمَانِھِمْ * دوڑتی جاتی ہیں اونکی روشنی
آگے اون کے اور داہنے اون کے محروم رہینگے اور
حقیقت مین ظلم کی بنیاد کبر یا افساد ہی تو بس ظلم مین
ایک شاخ کبر کی ہوگی یا ایک شاخ افساد کی اور پورا
پرہیز کرنا کبر اور افساد سے نہوگا جب تک کہ ظلم سے
پرہیز اور اجتناب نکرے افساد کی برائی اس حدیث مین
ظاہر ہی * اَلَا اُخبِرُکُم بِاَفضَلَ مِنْ دَرَجَۃِ الصِّیَامِ وَالصَّدَقَۃِ
وَالصَّلٰوۃِ قَالَ قَالُوا بَلیٰ قَالَ اِصلَاحُ ذَاتِ البَینِ وَافسَادُ
ذَاتِ البَینِ ھِیَ الحَالِقَۃُ * کیا تم لوگون کو ایسے کام کی خبر
ندون جسکا درجہ افضل ہو نفل روزہ اور صدقہ اور نماز
کے درجہ سے کہا ابودرداء نے لوگون نے عرض کیا ہان
یا رسول اللہ فرمایا لوگونکے حال کو نیک کر دینا اور اونکی عداوت
او ربغض اور لڑائی اور جھگڑے کو اُلفت اور محبت
اور صلح سے بدل دینا اور فساد کا مٹا دینا اون کے درمیان

مین سے اور لوگون کے درمیان فساد برپا کرنا جو ہی سو وہی
ہلاک کرنے والا ہی دین کا اور جڑ سے کہو دینے والا ہی
ثواب کا ٭ ۳ افادہ ٭ مسلمان کو تنگی اور مصیبت کے
وقت اپنے دل کی تسکین اور توکل کے واسطے اور
اللہ تعالی کی نعمتین جو بے انتہی ہین اون کے پہچاننے کے
لئے اوس قادر بے مثال کی قدرت کی قدر کو جیسا چاہئے اپنے
دل مین نقش کرنا اور دل مین اوسکا یقین کرنا اور اذعان کرنا
اور مان لینا ضرور ہی کیونکہ اہمال اور ڈھیلائی اسی اذعان اور
اعتقاد کی ہی کہ ایک لوگون کو باوجود مشہور ہونے اونکے
اہل کتاب کو ٭ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ ٭ کے داغ
سے داغدار کیا یعنے نہین قدر دانی کیا اللہ کی جیسی قدر چاہئے
اوسکی ٭ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ
یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی
عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ٭ کا عام یعنے جہنڈا مشرکون کی برائی کے
میدان مین باند کیا ترجمہ یعنے نہین قدر دانی کی جیسی
چاہئے اللہ کی قدر دانی اور زمین ساری ایک موٹھی
اوسکی ہی قیامت کے دن اور آسمان لپٹا ہوا ہی دہنے

ہاتھہ مین اوسکے پاک ہی وہ اور برتر اوس چیز سے کہ شرک کرتے ہین
اب جاننا چاہئے کہ اللہ تعالی کی قدرت کاملہ کی قدر کی معرفت
یعنے جس قدر اوسکی قدرت ہی اوسکا پہچاننا ایمان کا لازمہ
ہی سب مومن جانتا ہی کہ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہی لیکن یہہ
جاننا اوسکی عقل کو ہر وقت گھیرے نہین رہتا اور اوسکے
دلمین ہر دم سمایا نہین رہتا ہی اوسکی دلیل یہہ ہی کہ جس
وقت کوئی کام عجیب سنتا ہی اوسکو عقل سے دور معلوم
کرتا ہی اور اوسکا ہونا دشوار جانتا ہی ہان جب اسلام کے
عقاید کا خیال کرتا ہی تب ایسا انکار نہین کرتا کہ کفر مین داخل ہو
لیکن اوس بات کو استبعاد شدید یعنے اوسکو بہت دور معلوم
کرنا اوسکے خاطر سے نہین جاتا ہر چند اتنی معرفت بھی قدرت
کی ایمان کے واسطے کافی ہی لیکن جو معرفت کہ سالک
سے مطلوب ہی وہ ایسی معرفت ہی کہ اوس معرفت کے
مرتبہ سے نہایت بلند ہی یعنے وہ ایسی معرفت ہی کہ
اوسکے عقل کو گھیرلے اور اوسکے دل مین ہر دم سمائی
رہے اور جس وقت کہ کوئی کام اگرچہ وہ کام نہایت
تعجب کا اور نہایت نادر ہو یہان تک کہ اگرچہ کوئی

کہ آدھا آسمان ٹوٹ کر گر پڑا اور آدھا کھڑا ہی سننے تو
اس بات کو سنکے اوسکی قدرت کا لحاظ کرکے اوسوقت
اوسکا دل قبول کرے ہان دوسرے عقاید کے خیال
کرنے کے بعد کہ قیامت کے قبل آسمان کا ٹوٹنا ہو نہین
سکتا اور قیامت کی شرطین فلانی فلانی ہین وہ سب ابتک
ظاہر نہین ہوئی ہین اس بات کو خلاف واقع جانیگا اسی
قسم کی بات کی تحقیق کے واسطے اللہ تعالی فرماتا ہی
بیسوین پارہ سورہ ملایکہ مین * اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوَاتِ
وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَکَھُمَا مِنْ اَحَدٍ
مِّنْ بَعْدِہٖ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا * تحقیق اللہ تعالی تھام رہا ہی
آسمانون اور زمین کو کہ ٹل نجاوے اور اگر ٹل جاوین تو
کوئی تھام نہ سکے اونکو اوسکے سیوا وہی ہی تحمل والا
بخشتا یعنے اللہ کی مغفرت اور حلم آسمان اور زمین کو گرنے
سے اور بیجا ہونے سے روکتی ہین اور نہین تو اوسکی
قدرت اور بدلا لینی کی شان اس کام کو کرنے چاہتی ہی
اوسکی اس صفات مین کسی وجہہ سے خلل اور نقصان
نہین ہی اور اسی مضمونکے ذہن نشین کرنے کے لیئے

حدیث شریف مین شام کے وقت کی دعا مین فرمایا ہی * اَعُوذُ بِاللّٰہِ الَّذِی یُمسِکُ السَّمٰوات اَن تَقَعَ عَلَی الاَرضِ اِلَّا بِاِذنِہٖ مِن شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَءَ وَبَرَءَ * پناہ مانگتا ہون اللہ سے جو تھام رہا ہی آسمان کو زمین پر گرنے سے مگر جب چاہے اپنے حکم سے گرادے بدی سے اوس چیز کے کہ پیدا کیا اوسنے اور پیدا کرکے زمین پر پھیرا یہہ حدیث حصن حصین مین ہی تو معلوم ہوا کہ قدرت الہی کے معرفت کا کمال یہہ ہی کہ جس کام کا واقع ہونا سنے اگرچہ ہونا اوسکا دشوار اور مشکل اور نادر ہو اوساوسنکے معلوم کرے کہ یہہ تھیک اور واقع مین ہی اور اوسکے دل سے حضرت حق کی قدرت کے لحاظ سے بی تامل یہہ دریافت اُتھے ہان واسطے تصدیق اسکام کے ہونے کے مخبرین کی سچی خبرون کی تحقیق کرے اور بدون تحقیق کے اوسپر یقین نکرے مگر یہہ یقین دل مین ہمیشہ رکھے کہ اس کام کا ہونا سہل ہی اسیطرح سے اللہ تعالی کی ساری صفات کاملہ پر یقین ہونے کو قیاس کرنا چاہئے * ۴ افادۃ * دعوی محبت اور الفت کا خدا ے عز وجل کے ساتھہ ہرکوئی

کرتا ہی لیکن حقیقت اوسکی کمیاب ہی بلکہ نایاب
محبت اور الفت کی حقیقت وہ ہی کہ باوجود کمال ایمان
اور عمل اور علم اور عقاید کے ہر باب مین اور باوجود
کمال اجتناب اور پرہیز کے ہر گناہ اور سیات سے اگر
اوسکو مصیبتین اور بلائین ایسی پہچین کہ جان مال جورو
بچے قوم قبیلہ آبرو عزت سبکی بربادی ہو اور برے مرضون
مین مبتلا ہو اور اسی بلیات مین جان دیکے آخرت کے
سخت عذاب مین گرفتار رہو تب بھی ذرہ بھر شکایت کا
حرف اوسکے دل مین خطور نکرے ہان جب برداشت
اُن مصیبتونکو کر نسکے تب بسبب اعتنا و عموم رحمت
اور مغفرت کے خداوند تعالی کے حضور مین التجا اور زاری
ور آرزو اور بے قراری جتنا کرے بہتر اور بجا ہی
الکہ مقتضاے کمال ایمان کا ہی سو بہر صورت شکایت
کو بہ نسبت اوس ذات پاک کے وہم اور خیال مین جگہہ
ندے بلکہ اوسکو بالکل اپنے حال اور مال اور نقصان
استعداد ازلی کے طرف نسبت کرے اور اس آیۃ
کریمہ کو حسب حال اپنے سمجھے * وَمَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ

فَمِنَ اللّٰہِ وَمَا اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِنْ نَفْسِکَ وَمَا اَصَابَکُمْ مِنْ مُصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ ٭ ترجمہ اور جو پہنچی تجھکو بھلائی سو اللہ کیطرف سے اور جو پہنچی تجھکو برائی سو تیرے نفس کے طرف سے اور جو پہنچتی ہی تمکو مصیبت سو بسبب اوسکے کہ کما یا ہاتھون نے تمھارے اور معاف کرتا ہی بہتیری چیزون سے اور یہی امر مقام صبر اور منصب رضا بالقضا کے حصول کا باعث ہوتا ہی اور یقین کرے کہ مین سخت تر عذاب کا مستحق تھا اور جو کچھ مجھپر پہنچا ہی موافق استحقاق ہمارے نہین ہی اور ہمارے قصور کے موافق عذاب مین جو مبتلا نکیا سو اوس غفور اور عفو کا درگذر کرنا اور معاف کرنا ہی اور یہی امر کہ عین بلاون اور مصیبتون کے وقت ہی بڑے درجے کے شکر کے صادر ہونیکا باعث ہوتا ہی حاصل کلام انسان کی حقیقت کچھ اوس قابل نہین ہی کہ جس صورت مین کرم الہی اوسپر متوجہ ہو اس صورت مین اللہ کی قدردانی کے معنی کو تصور کرے اور جس صورت مین غضب الہی اوسپر متوجہ ہو اوس صورت مین اوسکو ناقدردان

معلوم کرے کیونکہ انسان کو کچھ قدر نہین ہی کہ اوسکے سبب سے
اللہ تعالی کو قدردان یا ناقدردان اپنا خیال کرے * افادہ *
اخلاق مندوبہ یعنے مستحب مین سے لطف اور رحمت
عامہ ہی حق تعالی کے بندون پر مشکواۃ مصابیح کے باب
شفقت اور رحمت علی الخلق کی دوسری فصل مین
عبد اللہ ابن عمر رضعنہ سے روایت ہی اوسنے کہا کہ
فرمایا رسول اللہ صلعم نے * اَلرَّاحِمُونَ یَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ
اِرْحَمُوا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَاءِ رَوَاہُ اَبُودَا
وُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ * جو رحمت کرتا ہی خلق پر رحمت کرتا ہی
اون پر رحمن رحمت کرو اوس شخص پر کہ زمین مین ہی
آدمیون مین سے نیک ہون یا بد رحم کرنا بدون پر اس طور
سے ہوتا ہی کہ اونکو بدی سے باز رکھے تاکہ رحمت کرے
تم پر وہ شخص کہ اسمان پر ہی یعنے اوسکی حکومت
اور غلبہ تو سب جگہہ ہی مگر آدمی کی سمجھنے کے واسطے
اسمان کا ذکر خاص کرکے فرمایا اوسکی کمال وسعت اور
بلندی کے سبب سے روایت ہی ابوداؤد اور ترمذی
سے اور معنی رحمت کے یہہ نہین کہ ہر کسی کو راضی اور

شاکر کرے بلکہ رحمت کی حقیقت یہہ ہی کہ جو کچھ فی الواقع
خلق اللہ کے حق مین بھلا ہو اونکے واسطے اوس بات کے
حاصل ہونیکو دل سے چاہے اور اوس مین کوشش کرے اگرچہ
اونکی ناقص عقل مین اونکا نقصان معلوم ہو اور یہہ سعی
سارے خلق اللہ کے حق مین ظاہرا نہین ہوسکتی اسواسطے
۴ ایت اور نیک کام کی توفیق اور اللہ کی رضامندی کی راہ
پاوے کیواسطے ساری خلایق کے حق مین خواہ کافر ہو خواہ مسلمان
اللہ تعالی کی جناب مین بڑی التجا کے ساتھہ دعا کرتا رہے
کیونکہ دعا سے رحمت کا دروازہ کھلتا ہی اور جو حدیث
تیسری فصل مین باب مذکور کے انس اور ابن مسعود
رض عنہما سے روایت ہی دونو نے کہا فرمایا رسول اللہ
صلعم نے ❁ اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ
اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ ❁ خلق عیال ہین اللہ کی یعنی مخلوقات حکم عیال کا
رکھتے ہین کہ نفقہ اور خوراک اور پوشاک اونکی اللہ کے
ذمہ پر ہی سو بڑا پیارا اللہ کے نزدیک وہ شخص ہی کہ
بھلائی کرے اوسکے عیال کے ساتھہ اس حدیث کے موافق
خلق کو اللہ تعالی کا عیال سمجھکے اوپر رحم کرنے کو موجب

خوشنودی کا اوس سبحانہ تعالی کے معلوم کرے اور
ساری مخلوقات سے امت محمدیہ کو * علی صاحبہا الصلوٰۃ
خلق اور تعظیم اور رحمت مین خاص کرے اور اپنے کو اور
انکو خواجہ تاش جانے کہ ایک اقا کے نوکر بلکہ ایک مالک
کے ہم دونو بندے ہین اور ہر کسی کے ساتھہ خلق زبانی سے
پیش آوے اور اگر مقدور پاوے تو ہر طرح سے سلوک
اور خدمت کرے اور اگر سکے تو جس وضع سے ہو مال
سے دلجوئی اور خاطر داری کرے اور خوراک اور
پوشاک مین مدد کرنے سے دریغ نکرے اور بے
مقدوری مین تھوڑی چیز دینے سے بھی باک نرکھے
اگرچہ خرمے کا ایک ٹکڑا ہو اور سارے ادمی کو
اخلاق مین برابر نکرے بلکہ جو لوگ فضیلت والے ہین اور
جن مین زیادہ بزرگی اور خوبی اور تقوی ہی اونکی مراتب
کا نگاہ رکھنا ضرور ہی جو شخص کہ دینی اوصاف مین سے
ایک وصف رکھتا ہو اوسکو موافق اوس وصف کے
تعظیم اور اکرام اور سلوک اور خاطر داری مین ترجیح دے
اور اخلاق کی تفضیل اور درجہ اور مراتب کا تفاوت

سنت اور آثار سے یعنے حضرت اور صحابہ کے قول اور
فعل اور تقریر سے معلوم کرے اور جو شخص کہ اہل
دنیا مین سے اپنی دنیا کے سبب سے تکبر کرے اور اپنی
جاہ اور حشم پر مغرور رہو اوسکے ساتھہ اخلاق ظاہری نچاہیئے
بلکہ اوس سے بے پروا رہے اور اوسکی طرف التفات
نکرے لیکن اوسکے حق مین غایبانہ دعا کرنے سے اور اوسکی
خیرخواہی سے جیسا کہ لکھا گیا قصور نکرے صالح ہو یا فاسق
٭ ذایل ہ ٭ جسوقت کہ انسان کو فضایل یعنے اچھی چال
اور سیرت پسندیدہ حاصل ہو اور رذایل یعنے بری
چال اور ناپسندیدہ خصلت سے خالی ہو اور صوم اور
صلوٰۃ اور ساری عبادات کی آراستگی حاصل ہو
تب چاہیئے کہ اوس کو محض عنایات ربانی اور توفیقات
یزدانی سے جانے اور اپنی کوشش اور اپنے علم اور عمل
کے کمال پر ہرگز نازان نہو کیونکہ خوب ظاہر ہی کہ اوسی کے جنس
کے اور اوسی طرح کے عقلمند لوگ موجود ہین کہ فضایل
اور رذایل سے غافل ہین اور بہت سے خبردار لوگ
ہین کہ انکو فضایل اور رذایل کی حقیقتونکی کمال تمیز ہی اور

اوسکے اسباب اور علامات اور منافع اور نقصان
سے خوب واقف ہیں باوجود اسکے رزایل سے خالی
نہین ہونے سکتے اور فضایل کے حاصل کرنے سے نرے
معطل اور مبرا رہتے ہیں تو بس ہر صبح اور شام بلکہ
ہر ساعت اور ہر گھری حصن حصین مین جو یہہ حدیث ہی *
اَللّٰھُمَّ مَا اَصْبَحَ لِی مِنْ نِعْمَةٍ اَوْبِاَحَدٍ مِنْ خَلْقِکَ فَمِنْکَ وَحْدَکَ
لَا شَرِیْکَ لَکَ یَا اَللّٰہُ * جو کچھ حاصل ہوئی مجھکو کوئی نعمت
یا تیرے خلق مین سے کسیکو سو تجھسے ہی تو اکیلا ہی تیرا
کوئی شریک نہین اس حدیث کے مضمون کا اقرار کیا کرے
اور اپنے تئین نرا عاجز اور محض ناچیز جانے اور اللہ کی مکر اور
داؤ سے کبھی نڈر نہو اوسکے غضب سے ڈرتا رہے اور
اوسکی مغفرت کی امید زیادہ رکھے *

دوسری ہدایت تفصیل کے ساتھہ اخلاق رذیلہ کے
علاجون کے بیان مین *

اور اسمین ایک تمہید اور اگارہ افادہ ہی * تمہید *
بری خصلتون مین سے بہت بری خصلت دسون رذایل مذکورہ
مین سو حق کے طالب کو لازم ہی کہ تزکیہ کے امر مین یعنی

اپنے نفس کے پاک کرنیکے مقدمہ مین ساری بری چالون مین اون
رزایل مذکورہ کو خاص کرکے ترک کرے یہان تک کہ کبھی
وقت مین اون دسون مین سے ایک کا خیال بھی اوسکے دل مین
آنے نپاوے اور دل مین اوسکی خواہش نگذرے اور
اون رزایل مین سے ہر ایک کو موجب بغض اور غضب
اور قہر حضرت حق کا اور قبولیت اور رضا کی بارگاہ سے
نہایت دوری کا باعث جانکے تہہ دل سے اوسکا دشمن ہوجاوے
اور اپنے محبوب کے وصل سے اوسکو نرا منع کرنے والا
اور عمدہ آڑ معلوم کرے اور مامورات یعنی حکمون کو
بجالانے اور منہیات سے پرہیز کرنیکے اہتمام مین اسقدر
تعمیم کرے کہ ادنا مامورات مثل دور کرنے ایک کانٹے
کے مسلمانون کی راہ سے اور اسیطرحسے ادنی منہیات
مثل تھوک ڈالنے کے مسجد مین اوسکی نظر اعتبار سے ساقط
نہووے اور اس قسم کے کامون کے ہونے سے بے
پروائی نکرے کیونکہ اسیطرح کی پوری پوری محبت اور
اہتمام کامل موجب قبولیت کی ہوتی ہی اور سہل
کام مشکل کام سے بہتر اور مقبول تر اوس بارگاہ مین ہوتا

ہی حدیث شریف مین آیا ہی کہ ایک شخص اسی
نیک عمل کے سبب سے کہ ایک شاخ خاردار کو مسلمانونکی
راہ سے دور کیا تھا بہشتی ہوا اور اگر شاید کسی وقت
مین ماموراتیا منہیات کے اہتمام مین سے اوسکے دلمین
سستی اور غفلت کا خیال آوے تو نفس کو اوس سستی
پر ایک سزا معین اوسکے مناسب کرے کیونکہ ہر نفس اپنا
ارام اور راحت چاہتا ہی جب کہ بخلاف مین
ماموراتاور منہیات کے تکلیف اور ذلت پاویگا اور
یقین جانیگا کہ ہمیشہ عباد تون کے بجالانے اور احکام شرعی
پر قایم رہنے اور نواہی سے دور رہنے کے بغیر رہائی
مشکل ہی تب خود بخود امور شرعی سے انحراف اور
گردن کشی اوسمین باقی نرہیگی کیونکہ ہر نفس کو تکلیف اور
ذلت سے اپنا بچاو منظور رہی جب کہ بچاو اپنا امر الہی کے
بجا اوری مین منحصر سمجھا البتہ اوسکے مخالف راہ نچلیگا اور
تعین سزا کا نمونہ یہہ ہی کہ نماز سے کسالت اور سستی
اور اسکت کرنیکے مقابلہ مین کہ وہ سستی بہت کھانے
اور پینے سے پیدا ہوئی ہی روزہ رکھے اور آگر یار

اشناکی صحبت اور دل لگی کی باتین بہت حاجب سے نماز مین سستی ہوئی ہی تو خلوت اختیار کرے اور اونکی صحبت کو ترک کرے اور اس قسم کی باتون سے سکوت اور چپکی اختیار کرے اور دسوین رذایل اس رباعی مین مندرج ہین * رباعی * خواہی کہ شود دل توچون آینہ * دہ چیز برون کن ز درون سینہ * حرص و طمع و بخل و حرام و غیبت * کذب و حسد و کبر و ریا و کینہ * دس چیز جو باہر توکرے سینہ کا * بیشک ہو تیرا صاف دل آینہ سا * حرص و طمع و بخل و حرام و غیبت * کذب و حسد و کبر ہی اور کینہ ریا * افادہ * علاج حرص کی یہہ ہی کہ باوجودیکہ ایک چیز بقدر کفایت کے موجود ہوتی ہی مگر آدمی اوسپر کچھ زیادہ ملنے کی خواہش کرتا ہی اسیکو حرص کہتے ہین تو اگر جس مقدار زیادتی کہ نفس طلب کرتا ہی وہ مقدار موجود چیز کے مقدار سے کم ہو تو نفس کے طلب کے مقدار اوس موجود چیز مین سے تصدق کرے اور جو بچے اوسپر قناعت کرے مثلا ایک سیر موجود ہی اور نفس بسبب حرص کے ادھ سیر اور مانگتا ہی تو ایک سیر جو موجود ہی

ہے حدیث شریف سے پر خیرات کرکے اوڈھے سے پر
قناعت کرے وعلی ہذا القیاس اور نفس سے کہے کہ اگر قدر موجود
پر قناعت نکریگا تو اسی طور سے ہم تجپر یہ خلاف کیا کرینگے
۶- اسی طور سے لباس اور مکان مین اور جس چیز مین کہ حرص
معلوم کرے کرتا رہے اور اگر نفس موجود چیز کے برابر یا
اوسکے دونے کے برابر سے زیادہ ہو نیکی خواہش کرے
تو قدر موجود مین سے آدھا خیرات کرے اور کلام مذکور
کے ساتھ نفس کو ملامت کرے اور اگر پھر بھی حرص باقی
رہے اور نفس قدر موجود پر قناعت نکرے تو پھر بھی
موجود مین سے آدھا تصدق کرے اور اوسیطرح سے
نفس کو ملامت کرے پھر اگر وہ رذیلہ اوسکے نفس سے
بالکل دور نہو تو پھر قدر موجود مین سے آدھا تصدق کرے اور
اوسیطرح ملامت کرے آخر کو یا تو نفس بقدر موجود پر قناعت
کریگا اور حرص سے پاک ہوگا یا تو اوسکی مرغوب چیز
بالکل اوسکے ہاتھ سے جاتی رہیگی اسیطور سے عمل
کرتا رہے تا کہ حرص کی جڑ اوسکے دل سے کھد جاے
* ۲ افادہ * علاج طمع کی یہہ ہے کہ جسوقت کسی چیز کی

طمع اوسکے دل مین گذرے تو کچھ اوسے یا اوسکے مانند
بکار امد اور نفع لی کوئی چیز سے جو اوسکے پاس موجود ہو اللہ کی
راہ مین خرچ کرے مثلا اگر عمدے پوشاک کی طمع اوسکے
دل مین دامنگیر ہو تو اوس پوشاک مین سے کہ تجمل کے
واسطے موجود رکھتا ہی اوسکو خرچ کرے اور اگر طمع
عام کا خیال اوسکے دل مین اوے یعنے کوئی چیز معین نہین بلکہ
ہر چیز دنکی طمع اسکے دل مین راہ پاوے تو جو کچھ اوسکے پاس
موجود ہو اوسکو اہستہ اہستہ خرچ کر ڈالے یعنے جسوقت
کسی چیز کی طمع دل مین گذرے اوسوقت اپنی موجود چیز مین
سے کچھ خرچ کر ڈالے اور اسیطرح سے اس رزیلہ کی
تدبیر کرتا رہی یہان تک کہ طمع سے نفس پاک ہو جاوے
یا سب چیزین مرغوب اوسکے ہاتھہ سے نکل جاوین لیکن
اسطور پر مال خرچ نکرے کہ ناشروع کام کا کرنا لازم اوے
مثلا جو اباس کہ ستر کو ڈھانکتا ہی یا سردی اور گرمی سے
بچاتا ہی اوسکو دے ڈالے یا ساری پونجی اپنی قوت
لی برباد دیکے اسقدر محتاج ہو جاوے کہ نوبت بھیکھ مانگنے کی
پہنچے اس طور پر خرچ کرنا ہرگز روا نہین ہی کیونکہ اس وضع سے

طمع کی علاج کرنے مین صریح نا مشروع کام کرنا لازم آتا ہی
اور نا مشروع کام سے پرہیز کرنا واجب ہی سو اس طور
سے ہرگز خرچ نکرے مگر جو شخص کہ ایسا ہمت کا دہنی ہو کہ
باوجود خرچنے اپنی ساری پونجی قوت معاش کے لاچار ہو کر
سوال نکرے اور شرع شریف کے حکم پر ٹھیک اور
مضبوط رہے اوسکو اپنے تمام سرمایہ کا خرچنا روا ہی اور
اوسکی بلند ہمتی کے لایق ہی * ساتواں * علاج اوس بخل کا
جو دل کی تہہ مین پوشیدہ ہو اگرچہ اوسکے آثار ظاہر مین دریافت
نہون یہہ ہی کہ جود اور سخاوت کے بڑے مرتبے کو ہر حال مین
اپنے اوپر لازم کرے اور ہمیشہ اون جوادون کے وتیرہ
پر جو سخاوت پسند اور اپنی جان پر غیر کو اختیار کرنیوالے ہین
چلا کرے تاکہ بخل کا وسوسہ اوسکے دل مین کسی وقت آنے
نپاوے * فایدہ * طمع اور بخل کی علاج مین یہہ فرق ہی کہ
طمع کے دفع ہونیکے واسطے جو کچھ کہ حاجت ضروریہ کے سوا
موجود ہو اوسکو اللہ کی راہ مین خرچ کرے اور بخل کے
دفع ہونیکے واسطے جس چیز پر خیال گذرے چاہئے کہ اوسکو
اللہ کی راہ مین خرچے اگر بخیل اپنے سارے اسباب کو خرچ

کر کے فقیر بے مایہ ہو جاوے تب بھی رذیلہ بخل کا اوس
سے دفع نہوگا بلکہ بخالت کے دفع ہونیکی راہ یہہ ہی کہ جسوقت
کپڑے کا دینا دشوار معلوم ہو کپڑا دے اور اگر کھانیکا دینا
بھاری معلوم ہو اور اوس کھانے کے دینے سے نفس ارتے
اوسی کھانیکو فقیر کے حوالہ کرے اسطرح سے اپنے ملک کی
ساری چیزون مین سے خرچے یہانتک کہ جب وہ چیزین اوسکی
ملک کی تمام ہونے کے قریب پہنچین اوسوقت مال خرچنے
سے اپنا ہاتھہ روکے اور کسب حلال کرکے دوسرا مال
پیدا کرے پھر اوس حال کے کمائے ہوئے مال کو اوسی
وضع سے خرچے اور اسی طرح اس رذیلہ کے دفع
ہونیکی تدبیر کرتا رہے تاکہ اوس سے نفس پاک ہو جاوے
جب اوس وضع سے دن رات نفس کا مقابلہ کریگا امید ہی کہ رذیلہ بخل
بفضلہ تعالی دفع ہو جاویگا ✻ ۱۰ افادہ ✻ علاج حرام کی یہہ ہی
کہ جسوقت نفس حرام کی خواہش کرے تو جو حلال کہ
اوس حرام کے جنس کا ہو اوسکو بھی اپنی خواہش نفسانی
مین نہ لگاوے بلکہ اوس حلال کو جان کی محافظت کیواسطے
یا عبادت اور احکام شرعیہ کے اداکرنے کے واسطے

یا کسی حق والے کے حق ادا کرنے کے واسطے عمل مین لاوے مثلاً
نفس چاہے کہ غیر کا کھانا غصب یا چوری سے لیکے کھانا چاہئے
تو حلال کھانا بھی اوسکی خواہش کے وقت نہ دیوے اور
جس وقت نفس چاہے کہ اس وقت کھانا کھا کے آرام
کرنا چاہئے اوس وقت کھانا نکھاوے بلکہ جس وقت کہ
وقت بدلنے کے سبب کھانیکی خواہش اور بھوکھ
دب جاوے تب اس نیت سے کہ کمزوری اور ناتوانی
کے سبب سے حقدارون کا حق ادا نہو سکیگا اور مشکل
عبادت مثل جہاد کے یا سہل عبادت مثل نماز اور غیرہ
کے نہو سکے گی تب اوس وقت بقدر حاجت کے کھاوے
اسی طرح سے کھانیکی جنس مین کرے مثلاً نفس چاہے
کہ فلانے قسم کا کھانا کھاوین تو دوسری قسم کا کھانا
حاجت دفع کرنے کے لئے کھالیوے اور علی ہذا القیاس
کھانیکے سوا دوسری قسم کے حرام کی خواہش کیوقت
بھی جیسا کہ مذکور ہوا عمل مین لاوے مثلاً اگر نفس خواہش
زنا کی کرے تو حلال جماع سے بھی موافق ارادے نفس کے
پرہیز کرے اور وقت اور حالت کو بدل کے زوجہ کے

حق ادا کرنے کے واسطے مباشرت کرے * فائدہ *
حدیث شریف مین موجود ہی کہ کسی اجنبی عورت کو دیکھ
کے جب اوس کی طرف طبیعت خواہش کرے تب
اپنی حلال عورت سے حاجت دفع کرے جیسا کہ مشکوۃ
مین ہی کہ * ان المرءۃ تقبل فی صورۃ شیطان وتدبر فی
صورۃ شیطان اذا احدکم اعجبتہ المرءۃ فوقعت فی قلبہ
فلیعمد علی امرءتہ فلیواقعہا فان ذلک یرد ما فی نفسہ *
یعنے بیشک عورت آگے آتی ہی شیطان کی صورت
مین اور پیٹھ پھیر کر جاتی ہی شیطان کی صورت مین
جس وقت تم مین سے کسیکو لبھالے کوئی عورت اور
گر جاے دل مین اوسکے تو چاہئیے کہ قصد کرے اپنی عورت
کے طرف اور جماع کرے اوس سے پھر بیشک یہہ جماع
کرنا دور کریگا اوس چیز کو جو اوسکے دل مین ہی یعنے اوسکے دل کی
خواہش کو اوس عورت کی طرف سے دور کریگا اور دوسری
حدیث مین ایا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
عورت کو دیکھا اور وہ عورت آنجناب کو خوش معلوم
ہوئی آنجناب حضرت سودہ کے پاس تشریف لاے

اور سے خوشبو بناتی تھین اور انکے پاس دوسری
عورتین تھین تب وہ سب وہان سے ٹل گئین تاکہ مکان خالی
ہوجاوے تب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حاجت
دفع کیا بعد اوسکے فرمایا کہ * ایما رجل رءی امرأۃ تعجبہ فلیقم
الی اھلہ فان معھا مثل الذی معھا * یعنے جو مرد کہ دیکھے
کسی عورت کو کہ لوبھالے اوسکو تو چاہئے کہ اوٹھے اپنی
بی بی کے طرف یعنے اوسکے پاس جاوے پھر بیشک
اوس کے پاس ہی مثل اوس چیز کے جو اوس غیر عورت
کے پاس ہی یعنے حاجت روائی مین دونو برابر ہین یہہ
حدیث قولی اور فعلی علاج نفس کے بیان مذکور کے مخالف نہین
ہی کیونکہ حدیث شریف پرہیزگار پاک کے حال کا بیان ہی اور
نفس کے علاج کا بیان بدکار حرام مین گرفتار کیواسطے ہی
کہ اوسکا نفس حرام کاری سے ہرگز باز نہین اتا سو اوس کی
دوا نہین ہی مگر یہی کہ اپنے نفس کی خواہش کا اُلٹا کرے
فرمایا اللہ صاحب نے سورہ والنازعات مین * واما من خاف
مقام ربہ ونھی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماوی *
اور لیکن جو ڈرا اپنے رب کے پاس کھڑا ہونے سے

اور رو کا اوسنے جی کو پچھاوے سو بہشت ہی اوسکا
ٹھکانا اور اس مقام مین بھید یہہ ہی کہ جماع کی خواہش
دو قسم ہی قسم اول انہماک یعنے غرق رہنا نفس کا ہی
جماع کی لذت مین اور حرام کی طرف مایل رہنا اور حرام
سے باز نرہنا اور حلال سے موںہہ موڑنا اسی قسم اول کی
نشانی ہی خصوصا جس وقت کہ لذت نفسانی اور
شیطانی حلال مین کمتر ہو اور حرام مین زیادہ مثلا ایک
شخص کی منکوحہ حسینہ خوش تراش اور خوش لباس ہو اور
دوسری عورت ایسی نہو بلکہ کندہ ناتراش ہو لیکن جماع
کے وقت اوائین اور صدائین شہوت انگیز اس ڈھب سے
کرتی ہی کہ بے حیائی کی داد دیتی ہی تو وہ نابکار نفس
اور شیطان کے دام کا گرفتار اس کندہ ناتراش کے طرف
مایل زیادہ رہیگا اور یہہ نہین ہی مگر جماع کی لذت مین
ڈوبنے کے سبب سے اور بھی آثار سے اوسکے ہی
شہوت انگیزی مین تکلف کرنا باوجود ناتوانی اور قلت
منی کے اور ایسے ہی شخص کے حال مین شیخ سعدی علیہ
الرحمت فرماتے ہین * بیت * بے رغبتی شہوت انگیختن

برغبت بو وخون خود ریختن * بے رغبتی سے یار و شہوت
کا اوٹھانا * بیشک ہو خون اپنا رغبت سے بہانا * قسم
دوم * وہ جماع ہی کہ انسان کی طبیعت بسبب پر ہونے
باسن منی کے جماع کیطرف مایل ہوتی ہی اور اوس
خواہش مین کسی عورت کی خصوصیت کہ فلانی ہی
عورت ہو یا جماع کے طریق کی خصوصیت کہ حلال ہی طریق
سے ہو یا حرام ہی طریق سے ہو دخل نہین رکھتا ہی بیان
اوسکا یہہ ہی کہ جیسا کہ مثانے مین پیشاب پر ہونے کے
وقت انسان کی طبیعت مین ایک بے آرامی اور بے
چینی پیدا ہوتی ہی اور اوسی بے چینی کے سبب سے
گھبرا کر اپنی حاجت دفع کرنیکے واسطے ایک جگہہ تلاش
کرتا ہی اور جب کوئی جگہہ مناسب پاتا ہی اور اوس
مقام مین پیشاب کرنے سے کوئی روک شرعی یا عقلی
نہین رہتی ہی تب اوس شخص کی طبیعت اوس مقام
کے طرف متوجہ ہوتی ہی اور جب تک کہ اوس حاجت
سے فراغت نہین کرتا تب تلک اوسکا خیال اوسی مکان
مین لگا رہتا ہی اور اگر اوس مکان مین پیشاب کرنے سے

کوئی مانع شرعی اور عقلی ہوتا ہی مثلا وہان پیشاب
کرنے سے مالک ناخوش ہوتا ہی یا مانند اوسکے دوسرا مانع
ہوتا ہی مثلا بے پردگی ہوتی ہی تو اوس صورت مین
اوس مکان مین اوسکا خیال لگا رہیگا لیکن بڑے زور کا پیشاب
لگنے کے سبب سے جو بے ارامی پیدا ہوئی تھی سو اپنے
زور پر رہیگی یہان تک کہ پیشاب کرے تو اوس شخص
کی طبیعت کے متوجہ ہونے مین اوس مکان کی خصوصیت
کہ وہی مکان ہو یا اوس مکان کے ہاتھہ لگنے کی خصوصیت کہ
غصب یا بیع یا ہبہ ہی سے حاصل ہو دخل نہین رکھتی اسی
طرح جس وقت منی کا باسن بھر جاتا ہی اوس وقت
انسان کی طبیعت مین جماع کی آرزو اور شوق کا جوش
ظاہر ہوتا ہی پھر جس وقت کہ کسی ایسی عورت
کو جو اوسکی حاجت روائی کے لایق ہوتی ہی دیکھتا ہی
تب وہ جوش اور شوق دوبالا ہوتا ہی اور جب تک
کہ وہ حاجت روا نہین ہوتی ہی تب تلک اوسکا خیال
اپنی حاجت روائی کی فکر مین لگا رہتا ہی سو اس خواہش
مین اس کی خصوصیت کا اور مدت کے ملنے کی طریق کی

خصوصیت کا کہ نکاح سے ملے یا زنا سے دخل نہیں رکھتا ہی
بلکہ پرہیزگار آدمی اوس عورت سے اور حرام کام سے بالکل
کنارہ کش ہوتا ہی لیکن اوس عورت کے دیکھنے کے
سبب سے جو جماع کا اشتیاق پیدا ہو اسو دل مین رہتا
ہی یہان تک کہ عورت حلال سے اپنی حاجت رفع
کرے پس دونون حدیث شریف مین اسی دوسرے
قسم کے علاج کا بیان ہی چنانچہ دونون حدیث کے لفظ
سے صاف ظاہر ہوتا ہی پہلی حدیث مین فرمایا * فَاِنَّ ذَالِكَ
يَرُدُّ مَا فِي نَفْسِهِ * سو بیشک یہہ صحبت کرنا دور کردیگا
اوس چیز کو جو اوسکے دل مین ہی اور دوسری حدیث
مین ایا ہی * فَاِنَّ مَعَهَا مِثْلُ الَّذِي مَعَهَا * پھر بیشک
اوسکے پاس ہی مثل اوس چیز کے جو اوس بیگانی عورت
کے پاس ہی اس مقام مین مماثلت سے یعنی ایک کی
مثل دوسری چیز کو فرمانے سے یہی مقصد ہی کہ حاجت روائی
کے معاملہ مین دونو برابر ہین اور دوسری باتون مین
برابر نہیین ہین مثل صورت اور شکل اور چال اور
سیرت کے اور اسی بیان سے معلوم ہوا کہ جناب امام المعصومین

کو اجنبی عورت کی خواہش کا خیال بھی دل مبارک
مین نگذرتا تھا بلکہ اپنی بی بی سے حاجت روائی کی خواہش
جو نفس کے اندر پوشیدہ تھی سو ظاہر ہو گئی تھی * ف *
جس طرح سے ایک شخص اہل مقدور کے گھر کھانا
طیار ہی اوسکے بھوکھ کا وقت بھی آپہونچا پھر اوسوقت
کسی کے دسترخان پر کھانا آیا تو اوسکو دیکھکر البتہ
اوس شخص کو اپنا کھانا یاد پڑیگا اور کھانیکی خواہش
جاگ اوٹھیگی اگرچہ اوس اہل مقدور کو دوسرے
کے کھانیکا مطلق خیال نہوگا مگر جب تک کہ کھانا نکھاوے
گا تب تک اوسکے دل مین کھانے کا خیال رہےگا اور اوس
خیال کا آنا خلاف تقوی نہین ہی انتہی اور جماع کے
پہلے قسم کی خواہش سے نفس کی مخالفت کرنا
جو آیۃ کریمہ کے مضمون سے سمجھا جاتا ہی اور نفس کی
مخالفت مین ریاضت اور مشقت کرنا اہل شرع
اور عقل والے دونو کے نزدیک ثابت اور پسند ہی
* شعر * وَالنَّفْسُ کَالطِّفْلِ اِنْ تُھْمِلْهُ عَلٰی * حُبِّ
الرِّضَاعِ اِنْ تَفْطِمْهُ یَنْفَطِمُ * اور نفس مانند چھوٹے بچے کے

ہی اگر مہلت دیوے اور دودھ نہ چھڑاوے تو
جوان ہو جاوے دودھ کی چاٹ پر * ف * یعنے جوان
ہو جاوے پر دودھ لی حاجت نجاوے اور اگر پاوے تو
پیا کرے انتہی اور اگر اوسکو دودھ سے روکے اور
اوسکا دودھ چھڑاوے تو دودھ چھوڑ دے * خلاصہ
کلام کا یہہ ہی کہ حدیث شریف نفس کے حق کے ادا
کرنیکے بیان مین ہی اور معالجہ مذکور نفس کے پاک کرنے
کیواسطے ہی لذتون اور خواہشون کی تابعداری سے
* افادہ * علاج غیبت کی یہہ ہی کہ اگر غیبت کا طرف
خیال دل مین گذرے تو چاہئے کہ اللہ کے سوا سبکا علاقہ
دل سے نکال کے جسطرح اپنی بہتری چاہتا ہی اوسیطرح
اپنے دل کی ساری ہمت سے جس شخص کی غیبت
کا خیال دل مین گذرا تھا اوسکی بہتری اور خوبی کے واسطے
بڑی التجا کے ساتھہ دعا کرے اور دعا بھی اس طور سے
کرے کہ جیسے اپنی سخت ضرورت کے واسطے کرتا ہی
اور اگر نفس اسکام مین سستی کرے تو نفس کو ملامت
کرکے اور اوسکے پیچھے پڑکے خواہ نخواہ یہہ دعا کرے

اور نفس کو اس دعا کرنے مین ہرگز سستی کرنے نه دے
بلکه ایک روز یا دو روز یا تین روز نفس کے پیچھے پڑا رہے
اور لگا رہے اور اگر غیبت ظاہر ہو پڑے تو اوس شخص
سے کہے که مین نے تیری غیبت کی ہی معاف کر اس ظاہر
کرنیکا فایدہ یہہ ہی که نفس اپنے عیب کرنے سے بھاگتا ہی
اور اپنے عیب کا ہرگز اقرار نہین کرتا سو عیب کے ظاہر
کرنے مین نفس کو کمال شکستگی ہوگی اور اکیلے مکان مین
کہنے کا یہہ فایدہ ہی که الله تعالی کی نافرمانی کے کام کا ظاہر کرنا
شرع مین منع ہی اور خلاف شرع کام کرنا برا ہی اور
اوسکا فاش کرنا زیادہ تر برا ہی اسواسطے تنہائی مین
کہے اور اوسکو بھی اس بات کے ظاہر کرنے سے منع کرے

۶ افادہ علاج جھوٹھ کی یہہ ہی که اگر جھوٹھ صرف زبان
کی لذت کیواسطے بولتا ہی کسیکے نفع اور نقصان کا اوسمین
دخل نہین تو اوس جھوٹھ کی دوا چپکی اور خاموشی
ہی مجلسون مین بات چیت کرنے سے پرہیز کرے یہان تک
که گفتگو کی لذت دل سے اوسکے دور ہو جاوے لیکن
مجالس مین بیٹھنے سے احتراز نکرے بلکه مجلسون مین بیٹھا

کرے اور سکوت اور چپکی اختیار کرے کیونکہ یہہ بات
نفس پر نہایت بھاری ہی * اور اگر جھوتھہ لوگون کے
درمیان فساد برپا کرنے اور دو شخص کے درمیان مین
فتنہ انگیزی کے واسطے ہی تو اس جھوتھہ کی علاج غیبت
کے علاج کے طور پر ہی دونونکو جمع کر کے خلوت مین
دونون کو آگاہ کر دے کہ میرے نفس نے مجھکو بہکایا
تھا کہ تم دونون کے درمیان فساد اور خرابی ڈال
دون اور دونون سے اپنی تقصیر معاف کروالے
اور دونون کو اپنی طرف سے راضی اور خوش کرے
اور ہمیشہ اصلاح اور ملاپ مین دونونکے کوشش کرے
اور جس کام کے سبب سے اون دونون کے درمیان
مین زیادہ ملاپ اور محبت ہو اوسمین بڑی کوشش کرتا
رہی اور اگر دو شخص سے زیادہ ہون تو اون سب
کو جمع کرے اور بطور سابق کے غیبرون سے احتراز کرنا
اور اظہار سے اوسکے منع کرنا لازم سمجھے اور دونون
صورت مین یعنی غیبت اور جھوتھہ مین معافی مانگ لینے
سے پہلے حضرت حق تعالی کے حضور مین توبہ نصوح بجالاوے

کیونکہ اوس سبحانہ کا حق سارے حق سے برا ہی اور سارے حقوق کی جر تہی تب بعد اوسکے ان حق والون سے معاف کرواوے * ۷ افادہ * علاج حسد کی وہ ہی کہ اگر حسد دل مین ہی تو صرف محسود کی کمالات کے زیادہ ہونیکی دعامین اور اوسکی عزت اور جاہ کی دعامین خصوصا جس چیز مین حسد کیا ہی اوسکی زیادتی کی دعامین کوشش کرے اور جس طور سے کہ غیبت مین لکھ چکے ہین اوسی طور سے التجا کے ساتھ دعا کرے اور ظاہر مین بھی اپنے مقدور کے موافق ہاتھ اور زبان سے بڑی کوشش کے ساتھ محسود کی ترقی مین سعی کرے * ف * حسد کرنے ہین ہوسنے کو اور محسود اوسکو بولتے ہین جسکے ساتھ حسد کرتے ہین انتہی تاکہ نفس کے ساتھ مقابلہ اور مخالفت کرنیکے سبب سے حسد کا وسوسہ اوسکے دل سے نیست اور نابود ہوجاوے اور کسی وقت وہ وسوسہ نا وے اور اوس محسود کو فایدہ حاصل ہو اور اگر حسد کے آثار مین سے کوئی اثر ظاہر ہوا ہی مثلا محسود کا جو کمال کہ حسد کا باعث ہوا ہی اوسر کمال مین محسود کی بے لیاقتی اسکی زبان سے

نکلی ہو تو اوس محسود کو بھی اوسکی خبر کرے اور جس
شخص سے اوس محسود کی بے لیاقتی کا بیان کیا ہو اوسکو
بھی اپنی خطا اور غلطی پر آگاہ کرکے اپنی قصور کا اقرار اور
اوس محسود کی جو لیاقت کہ اسکو معلوم ہو اوس لیاقت کو
کمال خوبی کے ساتھہ اور ایسی تقریر سے کہ دل نشین
ہو جاوے اظہار کرے مثلا ایک شخص کے آقا کے
حضور مین حسد کے سبب کہا ہو کہ وہ شخص لایق
رفاقت کے اور لایق اعتماد کے نہین ہی تو اوس
محسود کو بھی مطلع کرنے اور اپنا قصور معاف کرواوے
اور آقا کو بھی اپنی غلطی پر آگاہ کرکے اوس شخص کی بے
لیاقتی کے بجاے اوس شخص کی کمال لیاقت اوس آقا کے
ذہن نشین کر دے اور اوس شخص سے خبر کرنے مین یہہ
فایدہ ہی کہ وہ بھی اپنے کام کے خلل سے ہوشیار ہو کے
اپنے کام کو درست اور شایستہ کرے اور اوس
شخص کی لیاقت اوسکے آقا کے پاس خواہنخواہ خلاف
نہ بیان کرے بلکہ اگر فی الحقیقت اوس شخص مین لیاقت
بھی تو اوسکو ظاہر کرے اور نہین تو اوس محسود کی ترقی

کے واسطے بغیر بیان کرنے لیاقت کے فقط ہاتھہ اور زبان
سے کوشش کرے ٭ ۸ افادہ ٭ علاج تکبر کی یہہ ہی کہ
اگر کسی شخص سے اوسنے تکبر کیا ہی تو اوس شخص
کے روبرو حد سے زیادہ عاجزی اور انکساری کرے اور
اپنی ذلت ظاہر کرے گو کہ اپنی نہایت عاجزی اور ذلت
ظاہر کرنے اور اوس شخص کو نہایت تعظیم کرنے مین اسکی
حرکتونکو لوگ مجلسون مین نقل کرین اور اسکے ہم چشم
یعنے برابر والے یار آشنا ہنسین لیکن اگر حق کی رضا کا
طالب ہی اور اپنے تئین اللہ کے طالبون کے زمرہ مین
داخل کیا ہی تو مجلسون مین نقل کرنے اور ہم چشمون
کے ہنسنے کی پروا نکرے کیا دیکھتے نہین یہی لوگ بڑی
عزت اور وقر والے ہوتے ہیئن جب اپنے تئین آزادون کے
زمرہ مین داخل کرتے ہیئن تب آزادون کی وضع اور
طور کے قبول کرنے مین جو سراسر عقل اور مروت کے
خلاف ہی ہرگز باک نہین کرتے بلکہ اپنی عزت اور
افتخار جانتے ہیئن اور کوئی امیر زادہ بڑی عزت والا ہوتا
ہی کہ جب اوسکو مخنثون کی محبت شکار کرتی ہی تب

جو باتین کہ کسی مرد سلیم الطبع کو پسند نہین آتی اون سب باتونکو دل
وجان سے برملا لوگون کے روبرو کوچہ اور بازار مین مخنثونکی طرح
ناچتا تالی بجاتا اور خوشی کرتا پھرتا ہی جو شخص کہ طالب خدا
کا فی الواقع ہوگا سوا ان کامون سے جو بالکل موافق عقل اور
شرع کے ہی گو کہ اللہ تعالی کی مرضی سے غافل لوگون کی
عقل ناقص کے مخالف ہوا نکار نکریگا اور اس مقام مین
عاجزی اور انکساری سے یہہ عاجزی اور انکساری جعلی یعنی
بناوٹ کی کہ سر خم کرنا یا زمین بوس ہونا ہی مطلوب
نہین ہی بلکہ حقیقت عاجزی اور انکساری کی ہر مقام مین
اور ہر جگہہ مین جدا اور علاحدہ ہی مثلا جو شخص کہ مشایخ
وضع ہی اوسکو کسی مشایخ کے ساتھہ تکبر پیدا ہو
تو چاہیئے کہ اوسکے ساتھہ ایسا معاملہ کرے کہ لوگون کے
ذہن مین یقین ہو کہ یہہ شخص اوس شخص سے فایدہ پانے
والا ہی اور طریقت کا فایدہ اوسی شخص سے اسنے حاصل
کیا ہی اور جو کچھہ اس شخص مین نقصان تھا سو اوسیکی صحبت
سے پورا ہو گیا ❁ ۹ افادہ ❁ علاج ریا کی بطریق تمثیل
کے یہہ ہی کہ مثلا ایک ریا نماز مین آپڑا تو اوس خیال کو

حتی المقدور اپنے دفع کرے اگر باوجود کوشش کے دفع نہوا
تو کیا کرے کہ ریا کے لمحہ کو گن رکھے مثلاً ایک گھڑی یا
دو گھڑی یا پاو گھڑی ریا تھا تب وقت تنہائی مین مثلاً رات کو
کہ نری تنہائی ہوتی ہی اور کسی آدمی کو اطلاع نہین ہولی
نماز شروع کرے اس طرح سے کہ اگر دوگانی نماز مین ریا
آیا تھا تو دو رکعت اور اگر چہارگانی مین آیا تھا تو چار رکعت
اوتنے لمحہ تک جتنے لمحہ تک ریا رہا تھا حضور دل اور خلوص
تمام کے ساتھہ ادا کرے اور اگر اوس وقت بھی خلل
ہو تو جس نماز مین کہ خلل ہوا اوس نماز کو حساب مین
نہ لاوے پھر دوسری نماز اوتنے لمحہ تک پڑھے یہان تک
کہ اون لمحون کے شمار کے موافق خلوص کے ساتھہ ریا سے
صاف نماز ادا ہو اور جبتک اوتنی گھڑی تک ایسی نماز
ادا نہو تب تک نفس کو ہرگز نچھوڑے اور اسیطرح سے اگر اللہ
دینے مین ریا در پیش آوے تو اپنے نفس کو دہمکاوے
کہ خبردار جو مال کہ تجھکو بہت پیارا ہی اوسمین سے اسکا دہ گونہ
خرچ کرونگا اور اللہ دونگا اگر نفس دھمکانے سے باز نہ
آوے تو ویسا ہی کرے بلکہ نفس کی کمال سرہنگی اور

شرارت کے وقت اپنے نفس سے کہے کہ تو جسقدر
چاہے پیٹ بھر کے اپنا کام کر لے انشاء اللہ تعالی اسکی
سزا قرر واقعی پاویگا پھر نفس کی سرہنگی کے موافق اوسکو
سزا دے جیسا کہ مذکور ہوا اور فرض کے ادا کرنے مین ریا
نہین ہی ریا سنن اور نوافل مین ہی لیکن سنتون اور
نفلون کو بھی اس خیال سے کہ ریا در پیش ہوا ہی یا ہوگا
ترک نکرے بلکہ سنتون اور نفلون کو پڑہے اور ریا کی
دوا جیسی مذکور ہوئی عمل مین لاوے * ۱۰ افادہ * علاج
کینہ کی یہہ ہی اگر کینہ دل سے تجاوز نکیا ہو یعنی کوئی بات یا
حرکت کینہ کی ظاہر نہوئی ہو تو اوسکی علاج یہہ ہی کہ جس
شخص سے کینہ آیا ہو اوسکے ساتھہ وہ معاملہ کرے کہ اوسکے
دل مین اخلاص پیدا ہو اور صرف ظاہری اخلاص کا اعتبار
نہین ہی جب تک کہ اخلاص دل سے نہو اور اگر کوئی بات
یا حرکت کینہ کی جہت سے ظاہر ہوئی ہو تو اوسکی علاج
یہہ ہی کہ اوس شخص سے معافی مانگے اور اپنی قصور کا
اقرار کرے اور دوستی اور اخلاص مین جیسا کہ غیبت اور
حسد کے علاج مین کہو لکر بیان ہو چکا ہی کوشش کرے

٭ افادہ ٭ جب بطور یادداشت کے کہ سابق مذکور ہوا
اُن باتون کا ملاحظہ ہمیشہ کریگا تو امید قوی ہی کہ تصفیہ حاصل
ہوگا لیکن بمجرد اس بات کے کہ دل مین اوسکے تصفیہ
اور تجلیہ کا گمان ہووے اوس پر اعتماد نکرے بلکہ اوسکا
امتحان یعنی ازمایش کرے اور امتحان کی طریق کو بخوبی سمجھہ
کے اپنے تئین اوس طریق سے آزماوے مثلا ایک درویش
خانقاہ نشین نے ایک امیر کو کمال حشمت اور شوکت
اور بڑے طمطراق کے ساتھہ دیکھا اور کچھہ رشک اور
حسد اپنے دل مین نپایا تو نجانے کہ مین حسد سے پاک ہون
بلکہ اس خصلت رذیلہ سے اوسکا پاک ہونا اوس
وقت ظاہر ہوگا کہ ہم پیر یعنے پیر بھائی اور ہم خانقاہ اور ہم
نسبت اور ہم پیشہ اوسکا اوسی اشغال اور اعمال
مین مشغول ہو جسمین یہہ مشغول ہی اور اوسکو تھوڑے
ہی دن مین فایدہ بے شمار حاصل ہوجاوے اور جس
کام کے واسطے اسنے مدت دراز تک محنتین اوٹھایا ہی
اوسی کام مین اوسکے پیر بھائی نے تھوڑے دنون مین بغیر محنت
کے نام نکلا اور اوسکے روبرو اوسکی سبقت ظاہر ہوگئی اور

اوس کام کے داناؤن اور خانقاہ نشینون اور اوسکے مرشد کی زبان سے جو اوس خانقاہ کا سردار ہی اوس پیر بھائی کی چالاکی اوس کام مین مشہور اور معروف ہووے اور اس سبب سے اوسکی تعظیم اور توقیر بڑے بڑے مشایخ کرنے لگین تو باوجود اسکے اس شخص کو اس لحاظ سے کہ وہ شخص اسکا ہم پیر ہی اور ایک خانقاہ کا بیٹھنے والا اور ہم نسبت اور ہم پیشہ ہی ایک بشاشت اور فرحت حاصل ہووے اور کسی طرح سے سوزش اور قلق اوسکے دل مین نگذرے تب اسوقت البتہ اوس شخص کا دل حسد کے رذیلہ سے پاک ہوا وعلی ہذا القیاس عالم اور سپاہی اور اشراف اور اہل حرفہ کا حال جدا جدا سمجھا چاہئے

فصل تیسری ذکر مین اون چیزون کے جو عبادت مین خلل ڈالتی ہین ٭ اور اوسمین دو ہدایت ہی

ہدایت اولی ذکر مین مخلات عبادات کے اجمال کے ساتھہ ٭ ——— ٭ اور اوسمین دو افادہ ہی ٭ افادہ ٭ عبادتون کے مخلات مین سے عمدہ

تمثل اللہ تعالی کے نام کی محبت اور تعظیم کا کم ہونا ہی
ہر چند ہر شخص کو اللہ تعالی کے نام کی محبت اور تعظیم ہوتی ہی
لیکن اوس حد کے ساتھہ کہ موجب کامیابی کا ہو اور جس وضع
کے ساتھہ بزرگان دین کو محبت تھی نہین ہوتی اس بات کی
تفصیل یہہ ہی کہ محبت اور تعظیم کیواسطے ایک طور کی
غایتین اور غرضین ہوتی ہیئن سو انہین غایتون اور غرضون
کے موافق محبت اور تعظیم مختلف ہوتی ہیئن مثلا ایک
شخص اللہ کے نام کے ذکر کو قیدون اور شرطون
اور بڑے اہتمام کے ساتھہ ہمیشہ کیا کرتا ہی اس
غرض سے کہ اسی نام پاک کے برکت سے مجھکو
نوکری چند روپئے کی حاصل ہو یا کسی سردار یا امیر کے
روبرو معزز ہوون پس جس قدر وہ غرض عزیز تر ہوگی اُتنا ہی
تعظیم اور محبت بھی زیادہ تر ہوگی دنیا کی غرضون مین سے
بڑی غرض سلطنت اور بادشاہی ہی اگرچہ اس عمدہ
غرض کے واسطے جو شخص کہ اللہ تعالی کا نام یاد کرے گا
اوس سبحانہ کے نام پاک کی محبت اور تعظیم اوس شخص
کے دل مین بیان سے زیادہ ہوگی لیکن بموجب مضمون اس

ایت کے * قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ * نو کہہ فایدہ دنیا کا
تھوڑا ہی اور بموجب مضمون اس حدیث کے *
لَوْ کَانَتِ الدُّنْیَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوضَۃٍ مَا سَقٰی کَافِرًا مِنْہَا
شَرْبَۃَ مَاءٍ * اگر ہوتی دنیا اللہ کے نزدیک برابر ایک مچھر
کے پر کے تو نہ پلاتا کسی کافر کو اوس دنیا سے ایک گھونٹ
پانی کا دنیا ایک چیز فانی قابل اور ذلیل ہی سو جس شخص
نے اللہ کے نام کو اوس کے حاصل ہونیکا واسطہ ٹھہرایا
اوسنے اس بلند نام کی قدر اور مرتبہ نجانا اور ایسا بہت
ہوتا ہی کہ یہی حقیقت دنیاکی دینداری کے لباس مین ظاہر
ہوتی ہی اور اپنےتئین دینداری کی وضع مین چھپ کر ظاہر
کرتے ہیئن مثلا اللہ تعالی کا ذکر ہمیشہ برابر کرنا اس نیت پر کہ
کچھ کمال حاصل کرون اور اوس کمال کے وسیلہ سے بادشاہ
اور امیر لوگ اور بڑے بڑے عزت اور اعتبار والے
میرے آگے سر جھکاوین اور میرے پاس التجا لاوین اور
میرا نام و نشان اور میری کمالات کا شہرہ مدت دراز
تک باقی رہے اور دور دراز شہرون اور ملکون مین
میری ولایت کا اوازہ پھیل جاوے اور حقیقت مین

اوسکے حق مین سورہ زخرف کی اس آیت کا مضمون ٹھیک
آتا ہی * وَاِنْ کُلُّ ذٰلِکَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا
وَالْاٰخِرَۃُ عِنْدَ رَبِّکَ لِلْمُتَّقِیْنَ * اور یہہ سب کچھ نہین مگر
برتنا دنیا کے جینے کا اور بھلائی عاقبت کی تیرے رب کے
نزدیک درنے والون کو ہی اس بات کا بیان حدیث شریف
مین جو مشکوۃ مصابیح مین کتاب العلم کی پہلی فصل مین ابو
ہریرہ رض اللہ عنہ سے روایت ہی صاف موجود ہی
اسکا خلاصہ یہہ ہی کہ ایک شہید اور ایک قاری اور
ایک سخی کو حساب کے روز حاضر کرینگے اور یہہ
سب حق تعالی کی رضاجوئی مین اپنے کمال کوشش کرنیکا بیان
کرینگے وہ ظاہر اور باطن کا جاننے والا جو دل کے بھید سے
خبردار ہی ہر ایک کو اون کی نیت پر کہ اون کو اپنا شہرہ
منظور تھا خبردار فرماکے دوزخ مین ڈالنیکا حکم فرماویگا
اس بیان سے کوئی یہہ گمان نکرے کہ اللہ کا ذکر روزی یا
دنیاوی کامون کے طلب کرنے کے لئے حرام و منع ہی
کیونکہ یہہ بات صریح خلاف ہی اون آیتون اور حدیثون
کے جس مین اللہ کا ذکر کرکے دنیا کے طلب کرنے کا

بیان ہی بلکہ اس مقام مین غرض ہی اللہ تعالی کے
نام کی محبت اور تعظیم کے درجون کے تفاوت
کا بیان کرنا کہ اللہ تعالی کے نام ذکر کرنیوالے اون درجون
مین مختلف ہوتے ہین اور حدیث مذکور مین جو تینون فرقے
کے آگ مین ڈالنے کا بیان فرمایا سو اسکی شرح یہہ ہی کہ جو
کام ایسے ہین کہ اونسے رضامندی حق کی بھی طلب کر سکتے
ہین اور دنیا بھی اونسے حاصل کر سکتے ہین سو انکا ادا کرنا
دو وجہہ پر ہوتا ہی ایک وجہہ یہہ ہی کہ اون کامون کو ادا
کرے اور ظاہر کرے کہ مین ان کامون کو محض للہ بجالایا ہون
اور حالانکہ اپنے دل مین اللہ تعالی کی رضامندی کے سیوا
دوسری چیز کے حاصل کرنے کی نیت کیا ہو تو اوس کام کا
کرنیوالا بارگاہ الہی سے البتہ راندہ ہوا ہی اور آگ مین
ڈالنے کرنے کے قابل ہی اور حدیث شریف مین ایسے ہی
شخص کے حال کا بیان فرمایا ہی اور دوسری وجہہ یہہ ہی
کہ اونہین کامونکو بجالاوے اور اپنے دل کی نیت کے موافق
کہ غیر خدا کی طلب کے واسطے اون کامون کو بجالایا ہی
ظاہر کر دیوے تو یہہ شخص اگرچہ بارگاہ الہی مین حقیر ہی لیکن

استعداد نہین کہ اوسکے حق مین آگ کے اندر داخل کرنیکا
حکم صادر ہو اور یھی جاننا چاہئے کہ یہی کاروبار دنیا کے ہین
کہ صحیح نیت کے سبب سے عمدہ عبادت ہو جاتے ہین
مثلاً نیند ہی کہ اوس مین سراسر غفلت اور پردہ معلوم
ہوتا ہی سو ہی نیند صحیح ارادہ اور درست نیت کے سبب
سے اہل ریا کی عبادتون سے بہتر ہو جاتی ہی جو شخص کہ
خالص اللہ کے واسطے بندگی کرتا ہی اوسکی حواس
جاگنے کے سبب سے جو وقت پریشان ہوئے اور
مناجات کی لذت اور عبادت کی کیفیت مین خلل
پڑجاوے اور وہ مخلص بے ریا اوس لذت اور
کیفیت کے حاصل ہونے کو سونے مین موقوف سمجھکر
اسی ارادہ اور نیت پر سورہے تو اوسکا سورہنا بیکرون
ریاکار اور غافل کے نماز سے بہتر ہوگا بلکہ اوس مخلص کے
سونے کو اوس ریاکار کے نماز سے کچھ نسبت ہی نہین ہی
کہ اوسکی نماز کو بہتر کہا جاوے بلکہ نماز اوسکی موجب دوری
اور نارضامندی حق کی ہی اور ملکوت سے اوسپر
نفرین برستی ہی اور اوس سونے والے پر صدہا رحمت

الہی اور رضامندی اور خوشنودی حق کی پہنچتی ہی
دونون مرتبون کے درمیان بہت تفاوت ہی اور
جب تفاوت دنیا کی غرضون مین معلوم ہوا تب اسیطرح
سے آخرت کی غرضون کو بھی سمجھا چاہئے ہر چند آخرت کی
غرض سب ہی بہتر ہی لیکن اونمین بھی مرتبے اور درجے کا
تفاوت بیشمار ہی اہل جنت کے مرتبے اور درجے
کے تفاوت سے آخرت کی غرضون کے تفاوت کو معلوم
کرنا چاہیے مثلا کوئی جنت کے اوپر کے بالاخانہ مین رہینگے کوئی
نیچے کے محل مین کسیکو اللہ تعالی کی دیدار ہر روز نصیب
ہوگی کسیکو جمعہ کے روز اور کسیکو عید کے دن اسی
تفاوت سے اہل جنت کی نیت کا تفاوت معلوم ہوتا
ہی جسکی جسقدر نیت صاف اور خالص ہوگی اوسکو
اُسیقدر درجہ اور مرتبہ ملیگا دیکھو یہی خصال فطرت
یعنے خصلتین اسلام کی ہیئن کہ اللہ تعالی نے انہین خصلتون
کے بجالانے کو حکم فرما کے ابراہیم خلیل اللہ صلی اللہ علی
نبینا و علیہ کو آزمایا جب اون خصلتون کو حضرت ابراہیم
بجالائے اور آزمایش مین پورے ٹھہرے تب اللہ تعالی

نے اونکو امامت کبری کے مرتبے مین پہنچایا فطرت اسلام
کی یہہ ہین مسواک کرنا اور مضمضہ اور استنشاق
اور فرق یعنے سر کے بال کا چیرنا جسے مانگ اور سیتی
بولتے ہین اور مونچھہ کو کم کرنا اور استنجی اور
پاکی لینا اور ختنہ کرنا اور بغل کے بالون کو اُکھاڑنا
اور ناخن ترشوانا دیکھو یہی کام تو سب مسلمان کرتے ہین
پھر سبکو درجہ امامت کبری کا کیون نہین ملتا اخرنیت کے
تفاوت کا باعث ہی اور یہی نماز اور روزہ اور تلاوت
اور ذکر کرنا اور جہاد اور حج ہی کہ اسکے ادا کرنے مین
صدیق اکبر اور فاروق اور مثل انکے اور صحابے کے مراتب
مین بسبب تفاوت نیت اور قصد کے فرق ہوا تو بس
سب سے بہتر نیت اور غرض اوس سبحانہ کے نام پاک
کی محبت اور تعظیم مین اوسکی رضا جوئی ہی اوس نام
پاک سے اوسکی رضا اور خوشنودی کے سوا کچھ نچاہے
اور دنیا اور اخرت کے مطلب کو اپنی اجرت نجانے
بلکہ پرلے درجہ کا انعام جلیل القدر کہ جسکے برابر کوی
نعمت دنیا اور اخرت کی نہین ہوسکتی یہی ہی کہ توفیق

اور قوت اوسکے نام پاک کے ذکر کا پایا اسی انعام کو کہ صرف
اوس سبحانہ کی توفیق اور قوت سے ہی خوب شرح
اور بسط کے ساتھہ سمجھہ کے اور دل مین جگہہ دے کے
تہ دل سے خوش اور اوس سبحانہ تعالی کے احسان کا
ممنون ہووے اور شرح و بسط اوس انعام کی یہہ ہی
کہ ذکر شروع کرے اور اوسکے اسباب کو ملاحظہ کرے
کہ یہہ سب اللہ تعالی کیطرف سے ہی تمام جوارح اور اعضا
اور حواس ظاہری اور باطنی ہر ایک کو ذکر کی توفیق کہ وہ
خاص لوگون پہ انعام خاص ہی وہ بھی اوسیکی طرفسے ہی
کیونکہ بہت شخص کہ اونکے سب اعضا اور قوا اور دل
اور زبان اور فہم اور دانش درست ہین اور ہزارون
تقریرین اور فکرین دنیا کے کاروبار کی اونکی زبان اور دل
پر گذرتی ہین اور جس وقت ارادہ زبان کے ذکر یا دلکے
فکر کا کرکے اللہ تعالی کیطرف متوجہ ہوتے ہین اوسوقت
اونکی زبان مین ایک ایسا بوجہ اور دل مین ایک ایسا
وہم ظاہر ہوتا ہی کہ ہرگز ذکر اور فکر نہین ہوسکتا ہی حاصل
کلام کا یہہ ہی کہ صرف جاری ہونا اللہ کے نام کا انسان

کی زبان پر بہت بڑی نعمت ہی اس انعام کو تمام
نعمتون سے بہترجان کے اپنے ذکر کی مزدوری مین دوسرے
ثواب کے طلب کرنے سے چشم پوشی کرے پس
اس وضع کی تعظیم اور محبت اللہ تعالی کے نام کی اصل
اور بنیاد سارے کمالات کی ہی ٭ ١٢ افادہ ٭ عبادتون
کے مخالفات مین سے عمدہ مخل شریعت کے احکام اور
عبادات کا اہتمام نکرنا ہی اور اس اہتمام نکرنے کی
اصل بنیاد یہی ہی کہ حق تعالی کی رضاجوئی کی راہ اون
لوگون کے ہاتھ سے گم ہوجاتی ہی اوسکی دو صورت
ہین ایک صورت یہہ ہی کہ حق تعالی کی رضاجوئی کا خیال
دل مین نہین گذرتا ہی بلکہ انکی نظر کے سامنے اپنا کمال
جو فی الحقیقت نقصان ہی رہتا ہی دوسری صورت
یہہ ہی کہ اوس سبحانہ کی رضاجوئی کا قصد ہوتا ہی لیکن
رضاجوئی کی راہ پہنچاننے مین اوسے خطا واقع ہوتی ہی
اون کے خیال ناقص مین جو کچھ کہ اللہ تعالی کی رضا کا موجب
معلوم ہوتا ہی اوسیکو اللہ تعالی کی رضا کا وسیلہ بنا لیتے ہین
یعنے بعضے لوگ چوک کے خلاف شرع کام کو اپنی عقل

ناقص کے موافق اللہ تعالی کی رضا کا وسیلہ ٹھہرا لیتے ہیں
مثلا بعضے وسواسی سوا دتھکے یا جا ضرور سے آکے غسل
کرنیکو موجب رضا کا سمجھتے ہیں اسمین نماز مین خلل ہوتا ہی
یا بعضے اپنے وہم کی بنائی قیدونکے ساتھہ اپنے خانقاہ یا دائرے
مین بیٹھہ رہنے کو موجب رضا کا سمجھتے ہین اسمین جمعہ اور
عیدین اور جنازونمین حاضر ہونے مین خلل ہوتا ہی و
علی ہذا القیاس انتہی اور حقیقت یہہ ہی کہ اپنے تئین
اللہ تعالی کی رضاجوئی کی راہ سے محض بھولا ہوا معلوم
کرکے اندھے کے مانند یا بصیر افند بیدی کو ہمیشہ اپنی زبان
حال کا ورد کرے یعنے زبان حال سے ہمیشہ پکارا کرے
کہ ای آنکھہ والے مجھہ اندھے کا ہاتھہ پکڑ اور حضرت
حق کے کلام ازلی کو جو نبیون مین سے اپنے کامل نبی کے حق مین
فرمایا * وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَى * اور پایا تجھکو بھٹکتا پھر راہ
سمجھائی اور حدیث قدسی کو کہ زبان صادق البیان سے
سرور عالم کے کہ * كُلُّكُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ * یعنے تم
سب راہ بھولے ہو مگر جسکو مین نے راہ سمجھائی خوب
سمجھکے حق تعالی کی رضا کی راہ کو حق تعالی کے خبردار کرنے

موقوف اور منحصر جانے اور شرع شریف کو جو بڑی
مضبوط رسی اور بڑا مضبوط ہاتھہ کا سہارا ہی اپنی اندھے
کی لاٹھی سمجھکے اوسکے خلاف طریق کو اپنی بھلائی کا موجب
کبھی نجانے اگرچہ اوسکو شرع شریف کی مخالف راہ
چلنے مین کسی کمال کا شبہہ ہو مثل کشف اور کرامت اور
خرق عادت اور انوار اور تجلیات کے ظاہر ہونے اور
ارواح اور آسمان کے لوگون کی مصاحبت کے * ن *
سالک نامقبول مین اس محال بے کے موجود ہونے کی نشانی
یہہ ہی کہ جیسا اہتمام اوراد مشائخ یعنے مشائخونکا وظیفہ
مین کرتے ہین اوسکا دسوان حصہ اہتمام فرض کے اداکرنے
مین نہین کرتے بلکہ جس وقت شیطان لعین اس جماعت پر
غلبہ پاتا ہی اس آیت کے مضمون کے موافق جو نوین پارے
سورہ اعراف مین ہی * وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّونَهُمْ فِي الْغَيِّ
ثُمَّ لَا يُقْصِرُونَ * اور جو شیطان کے بھائی ہین وہی شیطان
اونکو کھینچتے ہین غلطی مین پھر وے کمی نہین کرتے اون
لوگونکو راہ حق سے بہت دور لیجاتا ہی تب نماز کو مثل
بیگار سر بار سا کم وقت کے جانتے ہین اور اسقدر وقت

جو نماز اور وضو مین گذرتا ہی بیفائدہ معلوم کرتے ہین اور
اپنا کار آمد نی نہین جانتے ہین معاذ اللہ من ذلک اور یہہ حال
اون لوگونکا ہی جن پر اسلام کا نام پکارا جاتا ہی
اور جو لوگ کہ دائرۂ اسلام سے خارج ہین اسمقام
مین اونکے حال کی گفتگو نہین ہی * دوسری ہدایت *
مخلات عبادات یعنے عبادتو نمین خلل ڈالنے والی چیزونکی
تفصیل کے ساتھہ اور اونکی علاجون کے ذکر مین اور اسمین
تین افادے ہین * افادۂ * مخل نماز کا نفس اور شیطان
دونو ہوتا ہی نفس اسطور سے کہ کسالت یعنے ڈھیل
اور اسکت کرتا ہی اور اپنا آرام چاہتا ہی اور ارکان
کے اداکرنے مین جلدی کرتا ہی تاکہ جلد تر فارغ ہوکے
سورہے یا آرام کرے اور اپنی خواہش کی چیزون مین
مشغول ہووے اور نماز پڑھنے مین قیام اور رکوع اور
سجود اور قعود بطور مسنون کے اوا نہین کرتا بلکہ مثل دبلے
پتلے کمزورون کے اور فالج والونکے اوسکے اعضا مین ایک
اسکت اور سستی اور ڈھیلا پیدا ہوتی ہی اور نماز
کے ارکان کی پروا نرکھنے کے سبب سے جسطرح اتفاق

موقوف اور منحصر جانے اور شرع شریف کو جو بڑی
مضبوط رسی اور بڑا مضبوط ہاتھہ کا سہارا ہی اپنی اندھے
کی لاٹھی سمجھکے اوسکے خلاف طریق کو اپنی بھلائی کا موجب
کبھی نجانے اگرچہ اوسکو شرع شریف کی مخالف راہ
چلنے مین کسی کمال کا شبہہ ہو مثل کشف اور کرامت اور
خرق عادت اور انوار اور تجلیات کے ظاہر ہونے اور
ارواح اور آسمان کے لوگون کی مصاحبت کے * ن *
سالک نامقبول مین اس محل کے موجود ہونے کی نشانی
یہہ ہی کہ جیسا اہتمام اوراد مشائخ یعنے مشائخونکا وظیفہ
مین کرتے ہین اوسکا دسوان حصہ اہتمام فرض کے اداکرنے
مین نہین کرتے بلکہ جسوقت شیطان لعین اس جماعت پر
غلبہ پاتا ہی اس آیت کے مضمون کے موافق جو نوین پارے
سورہ اعراف مین ہی * وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ
ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ * اور جو شیطان کے بھائی ہین وہی شیطان
اونکو کھینچتے ہین غلطی مین پھر وے کمی نہین کرتے اون
لوگونکو راہ حق سے بہت دور لیجاتا ہی تب نماز کو مثل
بیگار سرکار یا کم وقت کے جانتے ہین اور اسقدر رونق

جو نماز اور وضو مین گذرتا ہی بیفائدہ معلوم کرتے ہین اور
اپنا کار آمدنی نہین جانتے ہین معاذ اللہ من ذلک اور یہہ حال
اون لوگونکا ہی جن پر اسلام کا نام پکارا جاتا ہی
اور جو لوگ کہ دائرۂ اسلام سے خارج ہین اسمقام
مین اونکے حال کی گفتگو نہین ہی * دوسری ہدایت *
مخلات عبادات یعنے عبادتونمین خلل ڈالنے والی چیزونکی
تفصیل کے ساتھہ اور اونکی علاجون کے ذکر مین اور اسمین
تین افادے ہین * افادہ * مخل نماز کا نفس اور شیطان
دونو ہوتا ہی نفس اسطور سے کہ کسالت یعنے ڈھیل
اور اسکات کرتا ہی اور اپنا آرام چاہتا ہی اور ارکان
کے ادا کرنے مین جلدی کرتا ہی تاکہ جلدتر فارغ ہو کے
سورہے یا آرام کرے اور اپنی خواہش کی چیزون مین
مشغول ہووے اور نماز پڑھنے مین قیام اور رکوع اور
سجود اور قعود بطور مسنون کے ادا نہین کرتا بلکہ مثل دبلے
پتلے کمزورون کے اور فالج والونکے اوسکے اعضا مین ایک
اسکت اور سستی اور ڈھیلا ہی پیدا ہوتی ہی اور نماز
کے ارکان کی پروا نرکھنے کے سبب سے جسطرح اتفاق

پڑ جاوے اوسیطرح سے یا جس وضع سے بدن کو آرام
ملتا ہی اوس وضع سے اپنے ہاتھہ پاؤن اور غیرہ
اعضا کو رکھتا ہی اور اسیطرح تپ والونکی طرح
حواس باطنہ کی پراگندگی اور وہم اور خیال کی پریشانی
اوسکے حال پر عارض ہوکے نماز کی طرف متوجہ ہونے
مین قواے ظاہرہ اور اعضاے باطنہ کو خلل عظیم مین ڈالتی
ہی نفس تو اس طور پر محل ہوتا ہی اور لیکن شیطان
سے وسوسہ ڈالتا ہی اور بدترین وسوسہ شیطانی یہہ ہی
کہ نماز کی شان کو ہلکی معلوم کرنا اور نماز کی پروا نرکھنا اور
نماز کو چندان بکار آمد نہ جاننا اور یہہ وسوسہ بہت جلد
کفر تک پہچا دیتا ہی کیونکہ اس صورت مین نماز کی فرضیت کا
انکار کرنا اور حقیر جاننا لازم آتا ہی اور آدمی کافر ہو جاتا ہی
اور ادنا وسوسہ شیطان کا یہہ ہی کہ رب العزت کے
حضور مین کھڑے ہوکے اوسکو حاضر سمجھ کے عرض کرنے
اور کلام کرنے اور کلام سننے اور مناجات کی لذت پانے سے
غافل کرے اسطریق سے کہ رکعات یا تسبیحات کو نماز کے بخوبی
یاد رکھنا چاہئے مبادا کوئی سہو یا غلطی واقع ہو یا حافظ قران

کو قران کی متشابہات مین ڈالنا ہی کہ اوسکو خیال مین رکھے
غلطی سے بچنے کے لئے باوجودیکہ اوسی نمازی نے ایکبار یا دوبار
یا سو بار آزمایا ہی کہ حضوری کے باقی رہنے مین بھی نہ رکعات
اور تسبیحات کے گنتی مین کچھ خلل پڑتا ہی اور نہ قرآن
پڑھنے مین متشابہہ لگتا ہی یہہ مکر شیطان کا ہی اور اوسکی
غرض رکعات اور تسبیحات اور متشابہات کا یاد دلانا
نہین ہی بلکہ اوسکی غرض یہہ کہ نمازی کو اعلی مرتبہ سے
ادنی مرتبہ مین اُتارے تاکہ ایسا کرتے کرتے مقصود اصلی
مین پہنچاوے اور مقصود اصلی اس رجیم کا وہی انکار
اور کفر ہی اگر اللہ تعالی کے فضل سے اوسکا یہہ مقصد
حاصل نہ ہوا تو لاچار ہو کے موافق مضمون اس مثال کے
* اِذَا فَاتَكَ اللَّحْمُ فَاشْرَبِ الْمَرْقَة * یعنے جب تجھکو
گوشت نہ ملے تو شوربا ہی پی لے آہستہ آہستہ گاؤخر کے
خیال مین پہنچاتا ہی تاکہ نمازی کی یہہ صورت ہو جاتی ہی
کہ بر زبان تسبیح و دردل گاؤخر * جو کچھ کہ حق تعالی کی حضوری
کے سوا ہی سب گاؤخر کی تمثیل مین داخل ہی گاؤ ہو یا
خر ہاتھی ہو یا اُونٹ اب طالب علم لوگ یہہ نجانین کہ ہمارا

غور کرنا صیغہ اور ترکیب مین اسمین داخل نہین ہی
ہیہات ہیہات ایسا نہین ہی جو وے خیال کرتے ہین بلکہ
یہہ مضمون گاؤخر کے خیال سے زیادہ نماز کا مخل ہی اور
عالم فقہہ دان لوگ یہہ معلوم نہ کرین کہ عربی کے قاعدہ
بموجب قرآن شریف سے مسئلہ نکالنے کا غور کرنا نماز
کو کامل کرتا ہی بلکہ نماز کو ناقص کرتا ہی اور مکاشفہ والے
لوگ یہہ معلوم نہ کرین کہ نماز مین اپنی ہمتون اور قصدون
کو متوجہ کرنا مرشد کے برزخ یعنے صورت کا خیال کرکے با
ارواح اور فرشتون کی ملاقات کی تلاش نماز کے اندر
کرنا بھی نماز ہی کا حاصل کرنا ہی کیونکہ نماز مومنون کی معراج
ہی سو ایسا ہرگز نہین ہی یہہ متوجہ کرنا ہمتون کا ایک شاخ
ہی شرک کی گو کہ شرک خفی بلکہ اخفی یعنی بڑی چھپی
ہوئی ہو اور کوئی یہہ بھی نجانے کہ نماز مین عجیب اور غریب
مسئلون کا ظاہر ہو جانا اور ارواح اور فرشتون کا ظاہر
ہونا نماز مین برا ہی بلکہ ہمت اور قصد کا متوجہ کرنا اس کام
مین اور اس مدعا کو نیت مین ملانا مخلصون کے خلوص کا مخالف
ہی اور لیکن ظاہر ہو جانا مذکور چیزون کا سوا غرہ خاصتو نکی

قسم سے ہی دریاے حضور مین حق تعالی کے جو مخلصین
کہ دوبے رہتے ہین زیادتی عنایت کے سبب سے اونکو
اون خلعتون سے سرفراز کرتے ہین تو ان چیزون کا
کھل جانا انکے حق مین ایک کمال ہی کہ اوسنے عالم مثال
مین صورت پکڑا ہی * ف * خواب یا نفی کی حالت
مین جو ارواح ملاقات اور سیر کرتی ہین سو عالم مثال ہی
انتہی اور نماز انکی ایسی عبادت ہی کہ اوسکا پھل دیکھنے
مین آتا ہی ہان مصلی باکمال سے عین نماز کے اندر جو وعائین
حاجات کی صادر ہوتی ہین سو نماز کا کمال ہی اگرچہ وہ حاجت
معاش کی قبیل ہی ہو سبب اسکا یہہ ہی کہ وہ مصلی
باکمال جانتا ہی اور اعتقاد کامل رکھتا ہی کہ حاجت
روائی صمد مطلق ہی کے ذات مین منحصر ہی اور نفس کے
ساتھہ حاجتون مین مشورت کرنا برے وسوسے کے قسم
سے نقصان نماز کا ہی اور جو حضرت عمر رض عنہ سے منقول
ہی کہ لشکر کے سامان کی تدبیر نماز کے اندر فرماتے تھے
سو اس قصہ پر مغرور ہونا اور اپنی نماز کو تباہ کرنا نچاہئیے * بیت *
کار پاکان را قیاس از خود مگیر * گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر *

پاک لوگونکے کام کو اپنے پر قیاس نکرنا چاہئے اگرچہ
لکھنے مین شیر اور سیر کی صورت ایک ہی معلوم ہو
خضر علیہ السلام کو کشتی توڑنے اور بچہ بیگناہ کے
مارنے مین ثواب عظیم تھا اور دوسرون کو گناہ برا جناب
فاروق کو وہ مرتبہ تھا کہ طیاری لشکر کی نماز کے اندر مخل
نہین ہوتی تھی بلکہ وہ بھی نماز کی کمالات مین سے گنی جاتی تھی
کیونکہ اوس تدبیر کا الہام بھی خدا کی طرف سے آپ کے
دل مین ہوتا تھا بخلاف اوس شخص کے کہ کسی دنیاوے یا
دینی کام کی تدبیر مین خود متوجہ ہووے جسپر وہ مقام
کھلتا ہی سوجانتا ہی ہان اس آیت کے مضمون کے
موافق یعنی * ظُلُمَاتٌ بعضہا فوقَ بعضٍ * اندھیریان ہین
بعض اوسکی بعض پر * زنا کے وسوسہ سے اپنی بی بی
کے ساتھہ مجامعت کا خیال بہتر ہی اور اپنے مرشد کے
طرف یا کسی دوسرے بزرگوار کے طرف گو کہ جناب
رسالتماب ہی ہون ہمت اور ارادے کو مصروف
کرنا نہایت مرتبے مین برا ہی اپنے گاؤ خر کی صورت مین
ڈوبنے سے کیونکہ خیال مرشد کا تعظیم اور اجلال کے ساتھہ

یہہ دل مین انسان کے جمتا ہی بخلاف گاؤخر کے خیال
کے کہ نہ اوسقدر چسپیدگی ہوتی ہی اور نہ تعظیم بلکہ
ذلیل اور حقیر رہتا ہی اور یہہ تعظیم اور بزرگی غیر کی کہ
نماز مین منصود ہوتی ہی شرک کے طرف کھینچتی ہی
حاصل کلام وسوسے کے مرتبون کے تفاوت کا بیان منظور
ہی انسان کو چاہیئے کہ خبردار ہوکے کسی مانع اور روک کے
سبب سے حق کی حضوری کے قصد سے روکا نجاوے اور
پس پا نہووے غرض اس مقام مین علاج اس محل کی ہی اس
وضع پر کہ ہر کس اور ناکس کی فہم مین آوے سو اگر وسوسہ
برے قسم کا ہو تو خود التجا کے ساتھہ دعا کرے ہر چند ہر چیز
فضل الہی پر موقوف ہی لیکن بعضے چیزون مین اسباب
ظاہری چندان دخل نہین رکھتا ہی بلکہ اوسکا حاصل ہونا
فضل خدا ہی پر موقوف اور مربوط ہی اور بس اس
وسواس کا دور ہونا بھی اسی قسم سے ہی یعنے فضل
خدا ہی پر منحصر ہی اور اپنے مرشد کی خدمت مین عرض
کرے کیونکہ مرشد اوسکا اوس سے واقف کار زیادہ ہی
شاید کہ کوئی تدبیر ایسی جو مفید تر ہو بتا دیگا اور دعا کریگا

اور اگر اس وسوسہ مذکور کے سوا کوئی دوسرا وسوسہ نفس یا شیطان کے طرف سے ہو تو علاج اوسکی یہہ ہی کہ اگر مثلا وہ وسوسہ ظہر کے فرض مین پیش آیا تو فرض اور سنت سے فراغت کرنے کے بعد اس کوشش کے ساتھہ کہ وسوسہ نگذرے تنہائی مین سولہ رکعت پڑھے اگر چار رکعت مین وسوسہ برابر رہا تھا اور اگر تمام رکعتون مین خیالات نرہے تھے بلکہ بعضے رکعت کو حضور کے ساتھہ اور بعضے کو خیالات کے آلودگی کے ساتھہ ادا کیا تھا تب مقابلہ مین ہر رکعتون کے جس مین وسوسہ گذرا تھا چار رکعت تھراکر حساب سے اوسکے ادا کرے اور عصر کی نماز کی تدارک اور علاج مغرب کے بعد کرے اور تدارک مغرب کی بعد اوسکے اور علی ہذا القیاس اور عشا اور فجر کی تدارک بعد طلوع آفتاب کے کرے تاکہ نفل ناشروع نہووے اور جب یہہ کام نفس پر گران اور دشوار ہی البتہ اوس سے باز آویگا اور اپنے کو باز رکھیگا اور جب کہ نفس کسی کام مین قابو مین آوے خدا کا شکر بجالاوے اور بدلے مین اسکے نفس کو رفاہیت اور ارام

پہنچاوے اور اسکی خواہش کے چیز شرع کے بموجب
اوسکو دیوے اور جس نے تہجد کا التزام کیا ہی اگر
اوس سے تہجد کی نماز نفس اور شیطان کے مکر کے سبب سے
قضا ہو جاوے تو صبح کو روزہ رکھے اور اگر روزہ مین کوئی
خلل نفس اور شیطان ڈال دین تو اوس رات کو جس
رات سے روزہ لگا ہوا اور ملا ہوا ہی تمام شب کی
بیداری اختیار کرے اور شیطان جب مایوس اور ناامید
ہوتا ہی تب نفس کو اپنا شریک کرتا ہی تاکہ مدعا اوسکا
برآوے طرف اپنے نفس کی تنبیہہ اور تادیب مین نفس
اور شیطان دونو شرارت سے باز رہتے ہیئن بلکہ نفس
حکم الٰہی کا فرمان بردار ہوتا ہی اور شیطان کی حکومت
اور فرمان روائی انسان پر نہین چلتی ✿ ۲ افادہ ✿ اگر زکواۃ
کے ادا کرنے مین نفس تعلل پیش کرے یعنے حیلہ حوالہ
کرے اور اوسکو گران سمجھے اور حکم خدا پر راضی اور
شاکر نہ ہووے تب زکواۃ سے چارگونہ اپنا مال حسبۃً للہ
خرچ کرے تاکہ نفس بار دیگر تعلل نہ پیش کرے اور نفس
کو سمجھا دے کہ جتنا تو آڑے گا اوتنا ہی مال صرف کرونگا

* ۳ افادہ * حج اور جہاد جس وقت فرض ہووے اور
اوسکے ادا کرنے مین نفس کو چست اور چالاک نہ دیکھے
تو غور کرے کہ کون سی چیز باعث ہی کہ نفس اوسکے سبب
سے حج اور جہاد کے ادا کرنے مین سستی کرتا ہی اوس
چیز کو چھوڑ دے مثلا اگر ریاست اور حکومت مانع ہی
اور سیکڑون آدمی پر جو حکومت رکھتا ہی وہی سرداری
روکتی ہی کہ حج اور جہاد پر چستی اور چالاکی کے ساتھہ عزم
نہین کرتا ہی پس وضع اور لباس اور خوراک اور پوشاک
اور نشست اور برخاست کو اپنے بطور غربا اور رذیلاون
کے کرے ہر چند حج اور جہاد بلکہ جمیع عبادات
باوجود جنگ اور مقابلہ نفس کے ادا ہو جاتا ہی لیکن جو رونق
اور برکت کہ فرصت اور اطمینان مین حاصل ہوتی ہی
وہ برکتین نفس کے کشاکشی مین اصلا ظاہر نہین ہوتین اور
جب کہ نفس فرمابردار ہوا اور خوشی سے عبادت مین قدم
رکھا تب موجب برکتون کا اور رونق عبادتون کا ہوتا ہی
اگر باوجود ورآنے کے کاروبار مین جہاد کے نفس اوسکے
حق کو بخوبی ادا نہین کرتا ہی اور اپنی جان بچاتا ہی تو جو کام

کہ مشکل تر ہو جسطرح کسی رئیس کافر کو چھپکر خلوت
مین مارنا ہی اوسی مشکل کام کو اپنے اوپر لازم اور ضروری
جان کے بجالاوے اور نفس کو سمجھاوے کہ اگر تو نامردی
کریگا تو اسی طور سے تجھکو ہلاکت مین ڈالونگا یہان تک
کہ باز آوے اور کوشش جہاد کے کاروبار مین اس زمانہ مین
امر مہم بلکہ اہم بہت عمدہ کام کرنے کے قابل ہی *

چوتھی فصل طاعتون کے اداکرنے کی طریق کے بیان مین

اور اس مین ایک تمہید اور پانچ افادہ ہی * تمہید * اخلاق
کے آراستہ کرنے سے اصل مقصود اور طاعتون کے
اداکرنے سے غایت مطلوب اصلاح نفس کی ہی تاکہ
چین پکڑے اور رذایل یعنے بری خصلتون سے پاک ہو اور
رذایل سے پاک ہوناعین متصف ہونا ہی نفس کا فضایل یعنے
اچھی خصلتون سے اور نفس کشی جو عوام اہل سلوک
مین مشہور ہی سو محض خطا ہی کیونکہ نفس کو مارنا نہ خدا کی
طرف سے حکم ہی اور نہ حیات رہتے ہوے ممکن ہی اور
جو کچھ ممکن ہی یعنے ہوسکتا ہی اوسیکا حکم ہی یعنے نفس کی
اصلاح کرکے احکام شرعی کارام کرے مثال اسکے کہ

انسان جاہل کو عالم بناوے پس مارنا غلط ہی اور جو کچھ
مارنے مین نفس کے محنت اور مشقت اور کھانے اور
پینے کی قلت معمول رکھتے ہین یہہ بھی خطا ہی کیونکہ ان
ریاضتون سے نفس مارا نہین جاتا ہی بلکہ بنیاد انسان
کی مضمحل اور بے طاقت ہوتی ہی اور مشکل عبادتون
کے قابل نہین رہتا ہی اور ایسا بہت ہوتا ہی کہ نفس چستی
اور چالاکی پر رہتا ہی جو اوس مین شکستگی ظاہر ہووے تو
ایک وجہہ سے شکستہ ہوگا اور بہتیری وجھون سے تازہ
ہوگا * افادہ * اسلام کے ارکان کے اصلاح کی بہتر طریق
یہہ ہی کہ اس ارکان کی عظمت اور برائی کو بخوبی سمجھے
جب کہ فایدہ اور عزت اس مین بہت سمجھیگا وسکے اصلاح
کی تدبیر اور اوسکا اہتمام بہت کریگا پس اسلام کے
ارکان کی عظمت کی حقیقت کو دریافت کرنا خصوصا نماز
کی عظمت کی حقیقت کو بوجھنا نہایت دشوار ہی لیکن
بحکم * مَا لَا یُدْرَكُ کُلُّهٗ لَا یُتْرَكُ کُلُّهٗ * کے یعنے جو بالکل سمجھا
نہین جاتا ہی تو وہ بالکل چھوڑا بھی نہین جاتا ہی نماز کی
عظمت کا تھوڑا سا شمہ لکھا جاتا ہی من بعد دوسرے

ارکان کا بھی حال بطور نمونہ کے کہنا چاہیے سو پہلے ایک
تمثیل سننا چاہیئے مثلاً ایک بادشاہ ایسا ہی کہ جسکا
ملک نہایت لنبا چوڑا اور رعتین اور فوج اور سپاہ
ہزاران ہزار بلکہ اوسکے کارخانے بے نہایت اور بیشمار
جابجا اور ملک ملک مین قایم ہیئن اور ہر کارخانون پر قسم
قسم کے لوگ مقرر ہیئن اور نوع بنوع کی چیزون کو
ہر ایک کارخانہ مین مداخلت اور علاقہ ہی مثلا چاہیے
لوگ باوجود مراتب کے تفاوت کے اپنے کام مین مشغول
ہیئن اور بیل گوروبیشمار بہتیرے کامون مین لگے ہوے
فرمان بردار ہیئن اور علی ہذا القیاس سپاہیئن ایک کام مین ہیئن
اور اہل قلم اور منشی دوسرے کام مین اور ہر ایک کو
اوسکے کام کے موافق مزدوری معین ہی اور جاہ اور عزت
مقرر ہی اور ہر ایک بسبب اوسی کام کے بادشاہ کی
جناب مین ایک علاقہ ایسا رکھتا ہی کہ اوس علاقہ کے
دریافت کرنے سے پھولتا ہی اور اپنی سعی اور کام پر
نازان ہوتا ہی اور چونکہ جانتا ہی کہ بادشاہ بے پرواہ کسی
کا محتاج نہین ہی جو علاقہ کہ اوسکے ساتھہ مجھکو ہی اوسکی

عنایت سے ہی اور میرے عزت اور اعتبار کی پونجی ہی لیکن کارخانون کے سارے لوگون کو باوجود تفاوت درجے اور مرتبے کے اور ترقی کرنے بعضون کے اعلی درجے مین ایک کام اور عہدہ معین ہی کہ اوس سے تجاوز ممکن نہین اور اسیو اسطے اجرت اور عزت مین انہون کے زیادت اور نقصانکے روسے تفاوت نہین ہی بعد اوسکے ایک چیلہ خاص کو کہ اوسکو نایب اور خلیفہ بنا ئے ہیئن تصور کیا چاہئیے کہ اوسکو سارے کارخانون کے قایم رہنیکا واسطہ ٹھراکے اوسکی حضوری کے لیئے کئی وقت مقرر کیئے ہیئن تاکہ اوسی وقتون کے موافق حاضر ہوکے اپنی حاجتون کو عرض کرکے اور حضور سلطانی کے حکمون کو سنکے کارخانون کے قایم ہونے کا مصدر ہووے اور چونکہ اوسکے لئے درباداری کے اوقات ہمیشہ معین ہیئن اور دربار مین حاضر ہونے کے لئے اوسی وقت مقرر مین اوسپر تاکید شدید ہی سارے کارخانہ والے اوسکے حال کو دیکھتے اور اوسکے مقام کے مشتاق رہتے ہیئن اور ہردربار مین نئی چیز کے ظاہر ہونے کا اور مرتبے کے بلند ہونے کا احتمال رہتا ہی اور وقتون کے تعین مین اور حضوری

کی تاکید مین ایک عنایت خاص بادشاہ کی طرف سے اوسکے
حال پر سارے کارخانہ والون کی عقل پر ظاہر ہوتی ہی اور
کھلتی ہی اور اسی سبب سے وہ چیلہ خاص سارے
رعیتون اور سپاہیون اور منشیون مین ممتاز اور معزز
رہتا ہی اسیطور سے ساری مخلوقات کو پتھر سے لیکر
فرشتے تک سمجھا چاہئیے کہ احکام الہی مین لگے ہوئے سرگرم
ہیَن ہرچند فرشتے مقربین کو بڑی بڑی منصبین اور عمدہ عمدہ کام
مقرر ہیَن لیکن اپنے کام سے تجاوز نہین کرسکتے ہیَن حضرت
جبرئیل علیہ السلام کو کارخانہ مین حضرت اسرافیل علیہ السلام
کے دخل نہین اور ایسے ہی حضرت اسرافیل کو جبرئیل کا مون
مین دخل نہین اور علی ہذ القیاس جو حضوری اور منصب کہ
حضرت جبرئیل کو ہی اونکو نہ اوس سے کھٹنا ہی اور نہ
بڑھنا لیکن کھٹنا سو بسبب اُسکے نہین ہی کہ معصوم ہیَن اور
نہ بڑھنے کے لئے قصہ معراج کا گواہ ہی * بیت * اگر یک سر
موے برتر پرم * فروغ تجلی بسوزد پرم * اگر برابر ایک بال
کے زیادہ اوڑون تو روشنی خدا کی جلا دے میرے پر
کو حضرت آدم صفی اللہ کو اللہ تعالی نے خلافت کے واسطے

پیدا کیا اور بے نہایت کمالون کی استعداد دیا اور بہتیرے
کارخانون کا مظہر کیا اور چڑھنا اور اترنا یعنے مرتبہ بلند پر چڑھنا
اور نیچے درجے مین پہنچنا حقیقت انسانی کے لیئے مقرر فرمایا
اور انسان کے فرد اول کو کہ حضرت آدم ہین ایسے وجہ
سے مظہر پورا بنایا کہ سارے افراد مین اس حقیقت کے
جو بھید کہ وہ اوسکا حامل ہی تاثیر کرے اور اسیواسطے
جیسا کہ چیلہ خاص بادشاہی کا سلطنت کے کامون مین سے
جو سارے بادشاہی نوکرون پو بٹنے ہوے ہین ہر کام
کو کرسکتا ہی مثلا جو کام کہ خدمتگارون اور خواصون سے علاقہ
رکھتا ہی مثل جوتہ برداری اور مکھی اوڑانے اور غیرہ
کے اس چیلہ خاص سے بھی حاجت کے وقت تنہائی
مین متحقق ہوتے ہین اور ایسا ہی جو کام کہ نقیبون اور
چوبدارون سے علاقہ رکھتا ہی مثل پیغام پہچانے کے
کسیکو یا بلا لانے کے کسیکو اوس چیلہ خاص سے بھی حاجت
کے وقت ظاہر ہوتا ہی اور ایسا ہی جو کام کہ منشیون
اور متصدیون سے علاقہ رکھتا ہی جیسا فرمان نویسی اور
حساب نویسی اور جمع اور خرچ کا ضبط کرنا ہی اوسے

چیلہ سے بھی عند الحاجت طلب کرتے ہین اور عمدہ کام
سب مثل ایلچی گری اور صوبہ داری اور لشکر کی سرداری
کے اور جو کام کہ وزارت سے علاقہ رکھتے ہین اوسکو
بھی اوسی پر قیاس چاہئے کرنے اور اسی طرح جو کام کہ فرشتے
مدبرات امر سے علاقہ رکھتا ہی وہ کام بھی انسان فرد
کامل سے صادر ہوتا ہی مثلا جہاد یا کفارون کو ہلاک کرنے
مین ساتھہ دعا اور ہمت کے جو کام کہ غضب کے
فرشتون سے علاقہ رکھتا ہی اوس چیلہ خاص سے بھی ظاہر
ہوتا ہی اور نفع پہنچانے مین جو کام کہ رحمت کے فرشتون
سے علاقہ رکھتا ہی اوس سے بھی صادر ہوتا ہی اور
تسبیح اور اذکار مین اور بجالانے مین عبادات کے جو
خدمت فرشتے تسبیحین سے علاقہ رکھتی ہی اوس سے
بھی ہوسکتی ہی اور سکھلانے اور سیکھنے اور راہ
بتانے اور تلقین کرنے مین جو خدمت اور کام کہ ملایکہ خدام
وحی سے علاقہ رکھتا ہی اوس کے ہاتھہ سے بھی درست
ہوتا ہی اور قایم کرنے مین سلطنت عادلہ اور خلافت
کبری کے اور برپا کرنے مین رسالت اور نبوت اور

امامت باطنہ کی منصبون کے اور الوالعزمی اور خاتمیت
کے مرتبون کے جو خدمتین کہ ملاء اعلی سے علاقہ رکھتی ہی اوس
چیلہ خاص سے بھی صورت بندھتی ہی اور ساری خدمتون
کو اسی پر قیاس کرنا چاہئیے القصہ حضرت حق جل وعلی نے
اپنے خلیفہ کے دربار داری کے لئے وقتون کو معین فرمایا اور
بطور ارث کے سارے بنی آدم مین اس استعداد اور
لیاقت کو چھپا رکھا اور اوس استعداد کے ظاہر کرنے کو
اوسکے اختیار پر موقوف رکھا اور کمال مہربانی کی راہ سے
رسولون کو بھیجا اور کتابون کو اوتارا اور طرح طرح کی
ہدایت عالمون اور نبی کے نایبون سے کروایا اور اسطرح
کی چیزون سے جو اوس چھپی استعداد کے ظہور کی باعث
ہون مدد فرمایا سو اوقات پانچ گانہ نماز کا کہ انسان کے کمال قرب
اور حضوری کا وقت ہی اور اسیواسطے اس امت پر
فرض ہوا ہی اوقات دربار داری کے ہیئن اور خلافت
کا شعبہ یعنی شاخ ہر شخص مین موجود ہی جو چاہے اوسکو
ظاہر کرے اور جو چاہے اوسکو برباد دے اور یہہ آیۃ کریمہ
٭ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا ٭ بیشک مراد

کو پہنچا جسنے اوسکو سوار اور تحقیق ناامید ہوا جسنے
اوسکو خاک مین ملایا اسے مضمون کو اداکرتی ہی * اور
نماز پانچ گانہ کے اوقات جو بندون پر فرض ہوئے وہی گواہی
دیتے ہین کہ انسان کی حقیقت ساری مخلوقات کی
حقیقتون پر شرف اور فوقیت رکھتی ہی اور یہہ گواہ
مقبول الشہادت ہی گواوسکے افراد مین تفاوت اور
نقصان ہوتا ہی بلکہ تنزل کرکے اسفل السافلین مین پہچتے
ہین اور حقیقت مین اوسی تفوق کا باعث ہی کہ اسفل
السافلین مین گرتا ہی کیونکہ برّے برّے بلاون اور برے برے
نوع بنوع کے عذابون مین مبتلا ہونا ملازمان حضور بادشاہی
کے نصیب ہوتا ہی * ع * ہم بیشتر عنایت وہم بیشتر
عنا * بھی زیادہ عنایت اور بھی زیادہ دوکھہ پس مومن
طالب کامل الایمان کو چاہئے کہ نماز کی حقیقت کو یون سمجھے کہ
حضرت رب العزت کہ اوسکی سلطنت اور سارے
اوصاف کی عظمت کو پایان نہین ہی تمام مخلوقات سے
مجھکو قبول کرکے برّے تاکید سے پانچ وقت دربارداری
کے واسطے اذن مطلق دے کے بروانگی اور اذن لینے

پر محتاج نرکھا اور دربان اور نقیب کی منت سے
سبکدوش کیا اور درصورت غیر حاضری کے وعید شدید فرمایا
بس اپنے کو اس نعمت عظمی سے کہ سارے جہان کا
رشک افزا ہی محروم کرکے وعید شدید کے مستحق ہونا
کس درجے کی جہالت اور نادانی ہی اسیطرح نماز
کی عظمت اور برائی کو سمجھکر نماز کی حرکتون کو کمال آداب
اور خشوع سے کہ لایق قبول درگاہ بادشاہ حقیقی کے ہو
عمل مین لاوے اور اپنے کو ہمیشہ کاروبار مین خدا کے رکھے
کے نماز کے وقتون کو بلاشبہ وقت دربار اور حضوری کا
معلوم کرے اور تلاوت اور تسبیحون کو اور دعاؤن کو
اپنی مناجات اور بھید کہنا اور کلام کرنا اور حاجتون کو پیش
کرنا سمجھے یہہ نماز کی حقیقت اجمالی ہی اور لیکن حقیقت
نماز کے ارکان کی تفصیلی سو اوسکے سمجھانے کے لئے ایک
تمثیل سے اوسکی تصویر بنا کے کھڑی کر دیا چاہئے اوسکا
بیان وہ ہی کہ جس وقت چیلہ خاص بادشاہی مناجات کا
ارادہ اور حاجتون کے عرض کرنے کا قصد دل مین اپنے
مصمم کرکے اپنے آقا کے دربار مین حاضر ہوکے کمال خضوع اور

تعظیم سے کھڑا ہوتا ہی اور ماسوی اللہ سے اعراض کرکے
اوسکی ہیبت اور سلطنت کو اپنی انکھون مین چوبھا کے
دیدہ امید مناجات کو اوسکے طرف لگاتا ہی پس لابد
بمجرد اس بات کے وہ بادشاہ عالی جاہ اوسکی مناجات
کے عزم پر مطلع ہوتا ہی اور اوسکی عرض حاجات کے امید
کو دیکھتا ہی عنایت خاصہ حق مین اوسکے مبذول فرماتا ہی
اور دیدہ قبول اور محبت کی انکھہ سے اوسکو ملاحظہ فرماتا
ہی اور جس قدر کہ اقوال اور افعال تعظیم کے اوس
حیلہ فرمان بردار سے صادر ہوتے ہین عنایات شاہی اوسکے
حق مین دوبالا ہوتی ہی پس جس وقت کہ وہ بندہ تابعدار
اپنے اقا کی عنایتون کو زیادہ سے زیادہ اپنے طرف دیکھتا
ہی واسطے بجالانے تخت بوسی کے یا اوسکے مانند کے
اون تعظیمون سے جو مناجات کی پروانگی اور عرض حاجات
کی تمہید پر مقدم رہتی ہی جھکتا ہی اور بسبب صادر ہونے
اس تعظیم کے عنائتین بے نہایت بادشاہ کی اوسکے طرف
متوجہ ہوکے مناجات کی اذن اور عرض حاجات کی پروانگی
اوسکے ساتھہ ارزانی رکھتے ہین پھر وہ بندہ منتاد مناجات

کی پروانگی حاصل ہونے کے شکر مین زبان کو اپنے اوس
ثنا اور مدح کے ساتھہ کہ لایق اوسکے مولا کے ہی کھول کر
اور اُس افعال کو کہ اوسکے اقا کی تعظیم کے قابل ہی. بجا لا کر
مناجات اور عرض حاجات مین مشغول ہوتا ہی اور
چونکہ یہہ وقت نہایت کمال کا اس بندہ منقاد کے اور غایت
قرب اور نزدیکی کا اوس بادشاہ عالی جاہ کے اور شدت
ظہور کا ہیبت سلطنت کے اور نہایت وضوح کا دبدبے
مملکت کے ہی مناجات کے بعضے مضامین کو سہو ہو جانے
کا گمان اور بعضے حاجتون کے بھول جانے کا مقام تھا اسس
واسطے اوسکو حکم فرماتے ہین کہ ایک لمحہ مناجات سے
جدا ہو کے عقل اور خیال کو اپنے درست کر کے پھر قرب
کے محل مین داخل ہوئے تا کہ مافات کی تدارک بخوبی
حاصل کرے اور جسوقت اسیطرح قرب کی حالتونکو
اور اتصال کے مقامون کو اوس بندہ فرمابردار پرچند بار
بسبیل تکرار کے وارد کرتے ہین حسن معاملہ اور قدردانی
کی قانون اور زیادتی قبولیت کی آئین یون تقاضا کرتی
اور چاہتی ہی کہ اوس بندہ کو واسطے اعزاز اور اکرام کے

پانچھنے کا اذن دیتے ہیں لیکن چونکہ بادشاہی دربار مین پانچھنا
کمال بے ادبی ہی اسواسطے حکمت سلطنت کی یون
تقاضا کرتی ہی کہ اوس بندہ کو اوس خدمت کے ساتھہ جو
پانچھنے کے مناسب ہو حکم فرماتے ہین مثلا اوسکے طرف پانون
اپنا لنبا کر دیتے ہین تاکہ پانون چھپی کی تقریب سے پانچھے
ایسا ہی جب مومن پاک شر کون سے مبرا عقیدہ کا ٹھیک
نیت کا خالص بدعت سے کنارہ کش رذایل سے خالی
فضایل سے بھرا ہوا اپنی جان کو چار پاؤن کی خصلت
اور اندر کی خباثت سے صاف کر کے اور اپنے تن کو
نجاست حقیقی اور حدث حکمی سے پاک کر کے اور تختہ
دل کو اپنے التفات ماسوی اللہ کے نقشون سے مصفا کر کے اور
دل کو اپنے غیر اللہ کے علاقون سے معرا کر کے قالب اور قالب
سے اپنے اللہ کے طرف متوجہ ہو کے کمال محبت اور نہایت
رغبت سے اِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ
وَالْأَرْضَ * کے مضمون کو یعنے بیشک متوجہ کیا ہمنے
اپنے موہنہ کو اوس شخص کے طرف جسنے بنایا
آسمانون کو اور زمین کو اپنے تہہ دل مین جما کے تحریمہ باندھتا

ہی بمجرد باندھنے کے رحمت خدا کی جوش مین آتی ہی اور
عنایت خاصہ اوسکی طرف متوجہ ہوتی ہی کیونکہ *
اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلَا یَتَنَخَّمَنَّ قِبَلَ وَجْهِہٖ فَاِنَّ اللّٰہَ بَیْنَہٗ
وَبَیْنَ الْقِبْلَةِ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَاِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُہٗ * ایک
اشارہ ہی اسی معاملہ کے طرف یعنی جب نماز پڑھے
کوئی تم مین سے تو چاہئیے کہ نہ تھوکے اپنے سامھنے کیونکہ
اللہ تعالی اوس مصلی کے اور قبلہ کے درمیان مین ہی او
ایک روایت مین سو بیشک رحمت متوجہہ ہوتی ہی
اسکی طرف * اور جس قدر اقوال تعظیمی تلاوت قرآن
اور دعائین اوس سے ظاہر ہوتی ہین اوسیقدر عنایت
رحمانی اور فیض یزدانی حق مین مصلی کے مبذول ہوتی ہی
یہان تک کہ رکوع کو جو تمہید ہی نہایت مرتبہ کی تعظیم اور
پرلے درجے کی نزدیکی کی کہ مراد سجود سے ہی بجا
لاتا ہی اور جس وقت اپنی خالص عقل سے ملاحظہ کرتا
ہی کہ ایسے مقام بلند کا کہ مراد سجدہ سے ہی مجھکو اذن
مطابق فرماے ہین اور کسی طرح کا روک توک نہ رکھے
ہین اس نعمت کبری اور بخشش عظمی کے شکر کے ادا

کرنے مین سید ھا کھڑا ہو کے اور مدح اور ثنا ایسی کہ
لایق اوسکے ہی بجا لا کے اپنی پیشانی کو عجز کے خاک پر
گھسکے مناجات اور عرض حاجات مین مشغول ہوتا ہی
اور چونکہ سجود نہایت قرب کا مقام اور جمال کی تجلیات
کے ظاہر ہونے کا اور جلال کے پردون کے ظہور کا محل ہی
اسواسطے بعضے حاجات کے مضمون کے سہو ہونے کا
گمان ہوا اسلئے ایسا حکم ہوا کہ اپنے کو ایک دم اوس
مقام برتر سے نیچے اوترکر پھر اوسی مقام پرترمین واسطے
تدارک اوس چیز کے کہ عرض حاجات مین سے فوت
ہوگئی ہی پھر دہرا کر عود کرے اور جب وہ مومن پاک
اس پسندیدہ حالتون مین بار بار متنابس ہوتا ہی کہ ادنا
تکرار دو رکعت مین ثابت ہوتا ہی بیٹھنے کی پروانگی
کی لیاقت پیدا کرتا ہی کیونکہ تکرار یعنے بار بار کرنا ایک
چیز کا دلالت کرتا ہی بڑی زور کی تابعداری پر بخلاف
اوسکے کہ تعظیم کا فعل اوس سے ایک بار صادر ہووے
کیونکہ احتمال ہی کہ وہ فعل تعظیمی اتفاقا اوس سے ظاہر ہوا
ہو لیکن عظمت کی قانون کی محافظت کے لئے نماز کے

قعود یعنے بیٹھنے کو عبادت سے خالی نچھوڑ نے کے واسطے
تشہد یعنے * التحیات * پڑھنیکے کہ بڑی تعظیم کے قول
پر مشتمل ہی حکم فرمایا اور قومہ مین بھی ایک بھید دو میری
رکھے ہیٔن بیان اوسکا وہ ہی کہ ہر رکن نماز کا مشتمل
ہی نئی لذت اور تازی حلاوت پر سو ضرور ہی کہ رکوع
اور سجود کو ایک فعل اجنبی سے الگ کیا چاہئے تاکہ لذت
ہر رکن کی براسہ مصلی کے نصیب ہو اور ایسا ہی درمیان
دو سجدہ کے جسے جاسہ بولتے ہیٔن ایک اسرار بہت
باریک ہی اوسکا بیان یون ہی کہ جس وقت ایک ادنی
شخص کوئی بڑے مرتبہ مین یکا ایک پہنچ جاتا ہی مثلا ہاتھہ
اوسکا پایہ تخت شاہی مین یا سر پر بندھی ہوئی پگڑی پر
پہنچ جاے تو اوسکے سے لوگون کو البتہ گمان اور خیال
ہوتا ہی کہ یہہ امر اتفاقی ہوگا اور جب وہی کام تکرار کے
ساتھہ بار بار متحقق اور ثابت ہوتا ہی تب خیال باطل
مضمحل اور نیست و نابود ہو جاتا ہی جسوقت اس مشت
خاک کو اعلی درجے کے منصب پر کہ سجدہ مین حاصل ہوتا ہی
نوازتے ہیٔن البتہ دلون مین سارے عالم کے بلکہ دل مین

خود اس مصلی کے بھی اس امر کے اتفاقی ہونیکا گمان
پیدا ہونے کا مقام ہی پس واسطے دور کرنے اس
ظن اور خیال کے ہر رکعت مین اس مومن پاک کو اس
خلعت فاخرہ کے ساتھہ دوبار انوازتے ہین یہہ اشارہ
نماز کے ارکان کے اسرار کے طرف اجمالی ہی اور
لیکن تفصیل اوسکی سوتنگی مقام کے سبب عقل اور
فطانت والون کے ذکا پر حوالہ کیا گیا جب اس معنی پر آگاہ
ہوکے ہمیشگی کریگا خدا کے فضل سے امید ہی کہ اپنی استعداد
کے موافق سچے الہامون کا مورد ہوگا اور اسی جگہہ سے
حضرت فاروق کے اسرار کو سمجھیگا کہ * اُجَہِّزُ جَيْشِيْ وَ
اَنَا فِی الصَّلٰوۃِ * یعنے مین تیاری کرتا ہون اپنے لشکر کی
حالانکہ نماز کے اندر رہتا ہون دربار مین اپنے مسلمانون
کے لشکر کی تدبیر کہ موجب زیادتی قوت اور شوکت
دین کا ہو فرماتے تھے اور اسیواسطے جسقدر فتح اور
ترقی اسلام کی اونکے وقت مین ہوئی اور کسی عہد مین
معلوم نہین ہوتی القصہ ایمان کے معنے انسان کے دل مین
بمنزلہ اوس تخم کے ہی کہ زمین کے اندر مخفی کیا گیا ہی

اتنے ہی مین کہ کلمہ شہادت کو بولا اور بندگی اوسکی عالم
الہی مین مشہور ہوئی اور اوسکی عبودیت اور قبولیت
کی مبارکبادی کی اواز زبان حال سے ملأ اعلی نے ظاہر ہوکے
اہل عالم کے کان کو زینت بخشا اور بمجرد نکلنے اور صادر
ہونے کلمہ شہادت کے پانچون وقت دربار مین حاضر
ہونیکا اوسپر حکم ہوا اور بہتیرے احکام طہارت کے جو
دربار کے قصد سے مقدم ہی سکہلایا اور آداب قولی
اور فعلی اور عرضداشت جہری اور سری کو تعلیم فرماکے
سرفراز اور ممتاز کیا * ۳ افادہ * چونکہ خالی ہونیکا بالکل
مال سے حکم نہین ہی کیونکہ مال بموجب مضمون * جَعَلَ اللّٰهُ
لَكُمْ قِيَامًا * کے یعنے کیا اللہ نے واسطے تمہارے گذران
کی وجہہ اس جہان کے زندگانی کا ستون ہی اور ایسا بہت
ہوتا ہی کہ انسان جسوقت مسلمان ہوتا ہی اوسیوقت
مالدار ہوتا ہی اور ایسا بھی ہوتا ہی کہ سابق سے مالدار
رہتا ہی اسواسطے زکواۃ کو نماز کا ضمیمہ فرمایا یعنے نماز کے
ساتھہ ہی زکواۃ کا ذکر فرمایا تاکہ مال کہ اکثر موجب غفلت اور
پردہ کا ہوتا ہی اور اوسکی محبت آینہ دل کے زنگ کا

سبب پرتا ہی زکواۃ دینے سے مرد مسلمان کے حق مین
ایک طرح کی حضوری ہمیشگی کی بخشی بیان اوسکا یہہ
ہی کہ جسوقت آدمی نے اسلام لایا اور معلوم کیا کہ
سارے اسلام کے رکنون کے بجالانے کا مجھہ پر حکم
ہی اور عمدہ ارکان کے بجالانے کا اہتمام کہ منجملہ اوسکے
زکواۃ بھی ہی دل مین اوسکے قرار پکڑا اوسی وقت مال
کے اجناس کی تلاش مین درپے ہوا کہ کون مال زکواۃ
کے قسم سے ہی اور کون نہین ہی اور جو زکواۃ کے
قسم سے ہی وہ کتنا ہی اور اوتنے مین کتنا زکواۃ لگتا
ہی اور سال کا گذرنا جو شرط زکواۃ کا ہی کون وقت
سے شروع ہی سو یہہ اہتمام جب تک اوسکے دلمین
لگا رہیگا گو عین تدبیر مین افزونی مال ہی کے رہے تمامی اوقات
مین ایک نوع کی حضوری حق کی اوسکے نصیبہ مین رہیگی اور
جب کہ فرضیت کے معنے کو بخوبی سمجھیگا یعنے ایک حکم ہی
احکام الٰہی سے بنابر حکم کے ادا کرنا اوسکا مجھہ پر لازم
ہی دوسری نیتین ثواب کی یا رفع کرنی حاجت فقیر کی یا
صلہ رحم کی یا شہرت اپنے کرم اور سخاوت کی امر الٰہی

کے ادا کرنے کی نیت کے مقابلہ مین پژمردہ یا نیست و
نابود ہو جائنگی اور اوس صمد مطلق کی بے پروائی کا معتقد
ہوگا اور جانیگا کہ اتنا مال کہ مجھہ پر ہرسال مین بطور نذرانہ
کے مقرر فرمایا ہی سو اپنے انعام جلیل القدر کی مجھہ پر
بڑھانے کی حکمت محض کیا ہی اسیواسطے زکواۃ کے
لینے کا حق اصالتہ امام اور خلیفہ کا ہی اور گویا کہ ہاتھہ مین خدا
کے حوالہ کرتا ہی چنانچہ قرآن اور حدیث سے یہی معلوم
ہوتا ہی پس حال مسلمان کا ہرسال زکواۃ ادا کرنے مین
مانند اوس شخص کے ہی کہ بادشاہ غالیجاہ بے پروا کے
حضور سے اوسپر تاکید اوس حکم صادر ہوا ہو کہ اپنی ملک
کی چیزون مین سے اسقدر ہرسال بطور عید یا جشن کی
نذر کے حضور مین ہمارے لاتے رہے کہ مین دست عنایت سے
اپنے اسکو قبول کرکے بہت سی عنایات اور تفضلات
کرونگا سو دوسرے کارخانون کے لوگ جنکو عید اور جشن
کی نذر گذراننے کا حکم نہین ہی بلکہ نہین گذراننے سکتے ہین
اوس شخص کی منصب اور کمال عزت اور محبت کو
کہ بارگاہ شاہی مین حاصل ہی حسرت سے دیکھتے ہین

اور وہ شخص ہمیشہ ترقی مین رہتا ہی اور اوسکو عین
مان کے اشتغال مین غفلت رو نہین دیتی ہی * فایدہ *
جیسا کہ سلاطین صاحب اقتدار جوانمردی کے شمار نذر
اور نیاز کے مالون کو خاص خرچ مین اپنی ذات کے صرف
نہین کرتے ہین بلکہ اخراجات مین سارے عزیزون کے مثل
شاہزادون اور امیرون کے بھی جایز نہین رکھتے بلکہ اونکے
نزدیک ایسے مالون کے مصارف یعنے خرچنے کی جگاہہ
صاحب حاجات اور انعامات یعنے محتاج اور پونٹے ہین اور
بس اسیواسطے خداوند تعالی نے زکواۃ کے مال کو پیغمبر
خدا صلعم پر کہ خرچ اوس جناب کا حقیقت مین خرچ ذات
خداوند تعالی کا ہی اور سارے بنی ہاشم پر جو انجناب کے
عزیز ونہین سے ہین حرام فرمایا اور محتاجون کو اوس مال کا مصارف
ٹھہرایا سو جن لوگون پر زکواۃ کو حرام کیا اون کو عزت اور
افتخار ایسی حاصل ہوئی کہ اوسکا شکر کسی زبان سے ادا
نہین کرسکتے اگر فقط بمقابلہ مین اسی نعمت کے نوع بنوع
کی عبادتین اور ہزارون قسم کی طاعتین بجالاوین تو انکو
سزاوار ہی اور اس نعمت عظمی کے مقابلہ مین ناشکری

کرنے کے سبب سے اور نافرمانی کرنے کے باعث سے
کس پایہ کو پہنچتا ہی ٭ ۳ افادہ ٭ ماہ رمضان کے روزہ
کے فرض ہونے مین ایک طرح کی توجہہ اور التفات مرد
مومن کو حکم الہی کے طرف تمام سال رہتی ہی اور انتظاری
کھینچتا ہی اور مستعد رہتا ہی کہ جب رمضان کا مہینہ پہنچیگا
ایسا اور ویسا یعنی روزہ اور نماز تراویح اور قرآن
ادا کرونگا اور انتظاری کھینچنے اور مستعد رہنے اور
خلوص نیت مین لوگ مختلف الحال رہتے ہین اور اوسی
اختلاف کے موافق اون کی مقبولیت کے درجون مین
بھی اختلاف ہوتا ہی اور تمام سال کی انتظار کی جہت
سے ایک مشابہت زکواۃ کے ساتھہ رکھتا ہی جیسا
کہ سابق زکواۃ مین لکھا گیا اور ہرچند روزہ ہر امت پر معین
تھا لیکن خدا کی عنایات بے غایات کی جہت سے جو اس
امت مرحومہ پر فایض ہی رمضان کے مہینے کی تخصیص
ہوئی اور کم زوری اور کم عمری اور کم ہمتی اور
اعمال شاقہ کی ہمیشگی کی بے توفیقی پر نظر کرکے رمضان
کا مہینہ اور شب قدر کی رات مقرر ہوئی تا کہ بدون کرنے

دشوار عملون کے اور مشکل کامون کے ماہ رمضان اور
شب قدر کی برکتون کے واسطہ سے مثل اگلون کے بلکہ
اونسے بڑھ چڑھ کر اعلی درجہ مین پہنچے اور فایز ہووے اور
ہر سال مین ایک بار لات جو تی نفس پر ایسی پڑتی ہی
کہ اثر اوسکا تمام سال رہتا ہی اور اوسکی شہوت
اور غضب اور حرص کی اصلاح بخوبی ہو جاتی ہی گوہر انسان
کو اوس پر آگاہی نہووے * ۴ افادہ * لیکن حج سو بمنزلہ
اوسکے ہی کہ کوئی بادشاہ ایک مقام کو معین کرے اور
اوسکو اپنی عنایات بے غایات کا محل ٹھہراوے اور
جسکو اوس مکان مین طلب کرے اوسکو بہت نوازے
اور اوسکے ہم جنسون مین اوسکو معظم اور معزز کرے یہان
تک کہ اگر کوئی بغیر بلاے بھی اوس مکان مین جاوے اوسکو
بھی اون عنایتون کے ساتھ کہ جسکی لیاقت رکھتا ہی
نوازے کہ کسی وجہ سے ایک عزت اور عظمت
اوسکو بھی اپنے ہم جنسون مین حاصل ہووے اور اعزاز
اور عنایات سے خالی نرکھے القصہ اوس مکان کو خان یغما
کیا ہو پھر جو بلانے سے حاضر ہوا ہووے اوسکو بھی برطبق

اوسکے معزز کرے اور نعمت دے اور جو بے بولائے
آیا ہو اوسکو بھی حسب حال اوسکے کسی وجہہ کی
عزت اور نعمت سے نوازے ایسا ہی بادشاہ علی الا
طلاق گھر کعبہ اور حرم کو ساری زمین سے ممتاز کر کے
اپنے فیض کا محل قرار دیا ہی اور ہر کس اور ناکس
کے لئے بطور خان یغمان کے کر رکھا ہی سو جو شخص بمو
جب طلب کے وہان جاتا ہی سو بنی آدم ہین پس خدا کی
انواع قسم کی نعمتون کے ساتھہ نوازا جاتا ہی منجملہ
اوسکے مغفرت عام کہ تمام گناہون کو اوسکے بخش دیتا ہی اور
باعتبار دور ہونے گناہون کے ایسا ہو جاتا ہی جیسا ما کے
پیٹ سے لڑکا پیدا ہوتا ہی کہ کوئی گناہ اوس پر نہین ہی
اور آیندہ کے لئے بھی خدا کی عنایت اور کفالت مین رہتا
ہی اور جو بے بلائے وہان جاتا ہی سو حیوانات اور
نباتات ہین سو یہہ لوگ بھی حرم کی حرمت کے ساتھہ
معزز ہو کے اپنے سے لوگون مین سرفرازی اور ممتازی حاصل
کرتے ہین سو مومن پاک کو مناسب ہی کہ اوس امر عظیم
کو یعنے پروردگار کے طلب کرنیکو ایسے مقام مین اسطرح

کے عاجز کو محض عزت اور اکرام کے لئے تصور کر کے حج کی عظمت اپنے دل مین جماوے اور مضبوط کرے *

* افادہ * جانا چاہئے کہ جہاد بہت منافع اور فایدہ کا کام ہی کہ اوسکی منفعت کتنی وجہون سے سارے خلایق کو پہنچتی ہی جیسا مینہہ کہ منفعت اوسکی درخت اور حیوان اور انسان کو گھیر رکھی ہی اس امر عظیم کی منفعت دو قسم ہی ایک تو منفعت عام ہی کہ سارے تابعدار مسلمانون اور سرکش کافرون اور فاسقون اور منافقون کو بلکہ جن اور انسان اور درخت اور حیوان کو اوس منفعت مین شریک رکھتے ہیں اور دوسری منفعت مخصوصہ ہی ایک جماعت خاص پر یعنے بعضے شخص کو ایک منفعت حاصل ہوتی ہی اور بعضے دوسرے کو دوسری منفعت ہوتی ہی لیکن منفعت عام سو بیان اوسکا یہہ ہی کہ جیسا کہ تجربہ سے معلوم ہوا کہ حکام کی عدالت اور معاملے والون کی دیانت اور مال والون کی سخاوت اور جمہور خلایق کی نیک نیتی کے سبب سے آسمانی برکتین جیسا مینہہ کا بروقت برسنا اور گھاس دانے کا کثرت

سے اوگنا اور حال اور روزگار مین کشایش ہونا اور بلاؤن اور آفتون کا دفع ہونا اور مالون کا بڑھنا اور ہنرمندون اور کاملون کا ظہور کرنا ہی زیادہ سے زیادہ متحقق ہوتی ہین ویسا ہی اتنا بلکہ سوا اتنا زیادہ اوس سے دین حق کی شوکت اور دیندار بادشاہون کے عروج اور ملکون مین ان کی حکومت کے ظاہر ہونے اور لشکر ملت حقہ کی قوت اور احکام شرع کے پھیلنے کے سبب سے ظاہر ہوتی ہی چنانچہ آسمانی برکتونکے اوترنے مین ہندوستان کے حال کو روم اور توران کے حال کے ساتھہ تولا چاہئے بلکہ ہندوستان ہی کے حال کو اس جزو زمان مین کہ سنہ بارہ سی تین تیس سال ہی اور اکثر اسکا دار الحرب ہو گیا ہی اسی حال کو دو تین سو برس کے آگے کے حال کے ساتھہ وزن کیا چاہئے یعنے غور اور تامل کیا چاہئے کہ اب کتنی برکتین اترتی ہین اور اولیاے عظام اور علماے کبار باعمال ظاہر ہوتے ہین اور آگے اسکے کتنی برکتین اوترتی تھین اور ایسے بزرگوار کتنے ظاہر ہوتے تھے اور لیکن منافع خاص سو حاصل ہونا اوسکا شہیدون اور غازیون اور اقتدار والے

بادشاہون اور کارزار کے جوان مردون کی نسبت
کر کے ظاہر ہی. بیان کا محتاج نہین اور لیکن نسبت کر کے
اون لوگون کے جنکے باطن صاف ہیْن سو حاصل ہونا بڑی
ترقیونکا تھوڑے وقتون میْن اور پہنچنا ولایت اور وجاہت
کے مرتبون پر تھوڑی محنتون مین ہی اور بہ نسبت علما کے
سو علوم حقہ یعنے قرآن حدیث تفسیر فقہہ کا پھیلانا اور تعلیم
کرنے والے اور سیکھنیوالے کی کثرت اور احتساب اور
قضا اور اجتہاد اور افتا کے مرتبون پر علما کا پہنچنا اور امامت
باطنہ کے منصب پر قایم ہونا یعنے دعوت عام ظاہرہ ملت
حقہ کی طرف اور انبیا کی نیابت کا حاصل ہونا بسبب
پھیلانے حق عقیدون کے اور احکام مرضیہ کے اور ظاہر ہونے
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے یعنے اچھی کام کا
حکم کرنا اور برے کام سے باز رکھنا ہی اور لیکن بہ نسبت
عوام صلحا کے سو ان کی رغبت کا زیادہ ہونا صلاح اور
تقوی مین ہی بسبب عزت اہل صلاح کے اور اہانت
فاسقون کے اور بسبب مشہور ہونے نیک کام شرعی
کے اور گم جانے برے کام اور خلاف شرعی کام کے

اور بھی دو چند ہونا اجر کا ان کی طاعتون کے ہی مسلمان
بادشاہون کی تابعداری کے سبب سے اور حرمت
والے عالمون اور عظمت والے اولیاون کی تعظیم اور
اکرام کی جہت سے اور مسلمانون کی بڑی جماعتون
مین داخل ہونے کے سبب سے لیکن نفع عوام مومنون کو
سو پیدا ہونا صحیح نیت کا معاملون مین اور رغبت پیدا
ہونا انکے دلون مین عبادتون کا دین حق کے پھیلانے کے سبب
سے اور جواد مطلق کے الطاف کے باعث سے اور
رسوم شرعی کے مان لینے کی جہت سے بسبب شہرت
کے اگرچہ تقلید ہی کی راہ سے ہو اور رفاہیت معاش
کی بھی ہوتی ہی بسبب اوترنے برکات آسمانی کے
اور عدالت سلاطینون کے اور بخشش سخیون کے اور
بند و بست انکے دنیا اور آخرت کے کامون کے قانون شرعی پر
چلنے کے سبب سے اور لیکن نفع فاسقون اور فاجرون کو
سو حاصل ہونا توبہ کا ہی یعنے اونکے دلون مین فسق اور
فجور سے نفرت پیدا ہوتی ہی حق کے نور کی تاثیر سے اور
برے فعلون کی برائی سے جو سارے خلایق کے عقل مین

جسم جاتی ہی مذہب حق کے مشہور ہونے کے سبب
سے اور بری باتون اور بدعتون کے اظہار سے بھی ہاتھ
کھینچ لیتے ہیں حد اور تعزیر کے قایم ہونے کے خوف سے یا بھائی
بندون کے طعن اور لعن کے عار لاحق ہونے کے ڈر سے
سبب مشہور ہونے برائی منکرات اور بدعات کے
لیکن نفع منافقون کو سو دین حق پر ظاہر مین قایم ہونا ہی اور
کھلے کافرون کی جماعت مین داخل نہونا اونکا ہی قتل سے
ڈر کر یا ایمان والون کی عزت اور بے ایمانون کی ذلت کو
دیکھکر اور یہہ بھی امید ہی کہ بات حقہ کا نور تہ دل مین
منافقون کے تاثیر کرے مذہب حق کے مشہور ہونے اور
برکات سماوی کے اوترنے اور اہل اسلام کی شوکت
دیکھنے اور اولیا اور علما کے ساتھہ خلط اور ملط ہونے اور
ان بزرگوارون کے پند اور وعظ کا منافقون کے دل مین
عکس پڑنے کے سبب سے اور لیکن نفع ذمی کافر کو سو
معیشت کی رفاہیت یعنے من مانتی گذران ہی بسبب
نازل ہونے آسمانی برکات کے اور کھلنے حال اور
روزگار کے اور عدالت بادشاہون کے اور اطمینان

حاصل ہونیکے چور اور راہزن سے اور اسلام کی طرف
رغبت پیدا ہونے کی امید ہی اہل حق کے ساتھ رل مل
کر رہنے کے سبب اور شریعت والون کے دنیا اور
آخرت کے کامون کی بند وبست کو دیکھنے کے سبب
سے لیکن نفع کافر حربی کو سو حق مین اون کافرون کے کہ جہاد
مین مسلمانونکے ہاتھ سے مارے گئے باوجود اسکے کہ یہہ
لوگ بہت کم ہوتے ہین کیونکہ اکثر لڑائیون مین جو لوگ
مارے جاتے ہین بہ نسبت بھاگنے والون کے بہت کم
ہوتے ہین خصوصا صاحب شوکت اسلام کی ظاہر ہوتی ہی
الغرض حق مین انکے مارا جانا عذاب کی تخفیف کا باعث ہی
کیونکہ اگر مارے نجاتے البتہ اپنے کفر پر کوئی مدت تک باقی
رہتے پس ضرور کفر انکا بڑھہ جاتا اور جتنا کفر بڑھتا پھر
اوسمین عذاب بھی بڑھتا اور لیکن حق مین انکے لڑکے
بچون کے سو انکو سبب لونڈی غلام ہونے کے اہل
حق کے ساتھہ رل ملکر رہنا ہاتھہ لگتا ہی البتہ گمان قوی ہی
کہ اہل حق کی صحبت کا نفع اونکے حق مین حاصل ہووے یہہ
جو مذکور ہوا جہاد کے منافع کا ایک ٹکڑا ہی لیکن تفصیل

کے ساتھ جہاد کی منفعت کو لکھنا سو احاطہ کرنا اوسکا
اس مقام مین نہین ہو سکتا ہی القصہ ایمان والون پر جہاد کا
واجب ہونا اور قیامت تک جہاد کو قائم رکھنے کا حکم ہونا
شریعت کے کارخانے مین مثل برسنے مینہ کے اور جاری کرنے
نہرون کے ہی لیکن برباد ہو جانا چند شخصون کا جو برے
استعداد کے ہین جیسا کہ انسانون مین سے بعضے ایسے ہین
کہ جہاد سے روکتے ہین اور بسبب بدی باطن کے اور
حسد کے اور کافرون کی محبت کے غازیون اور مجاہدون
کی مخالفت کی راہ چلتے ہین اور اپنے کو ہمیشگی کی ہلاکت
مین ڈالتے ہین اور برے خبیث منافقون کے زمرے مین
داخل ہوتے ہین سو جہاد کے عام منافع مین خلل انداز نہین
ہو سکتا ہی کیونکہ یہی مینہ ہی کہ نفع عام اوسکا ساری
خلائق کے حق مین ظاہر ہی گو کہ بعضے شخص عمارتون کے
گر پڑنے کے سبب سے یا ندیون کے طغیان کے سبب سے
برباد ہوتے ہین *

خاتمہ فائدہ متفرقہ مین * اور اوسمین پانچ افادہ ہی
افادہ * جاننا چاہئے کہ بنا راگ کا بغیر باجے کے اوپر

اختلاط لونڈو نکا بدون شہوت کے اگرچہ شرع مین ممنوع
نہین ہی لیکن اسطرحکے کامون کو حق مین راہ حق کے سالکونکے
خصوصا راہ نبوت کے طالبونکے خلل سے بھی خالی سمجھا
نچاہئے اوسکا بیان یہہ ہی کہ اسطرح کے کام جو ہیئن سو مبتدیونکے
حق مین بھی برا ہی اور منتہیون کے حق مین بھی لیکن حق مین
مبتدیونکے سو تفصیل اوسکی یہہ ہی کہ سارے روحانی
طبیبون نے اتفاق کیا ہی اسبات پر کہ راہ حق کے سالکونکو
حقوق نفس کو وفا کرنا ضرور ہی اور حظوظ نفس کی اتباع
مضر پرہیز کرنا اوس سے پر ضرور ہی خصوصا جو حظوظ کہ
لذت اوسکی صلب نفس مین حاصل ہو اور حلاوت اوسکی
تہ دل مین مستحکم ہوکر داخل ہو اور نفس اوسکے تلاش مین
حیران و پریشان ہو اور پر ظاہر ہی کہ اسطرحکے کام حقوق نفس کے
قسم سے نہین ہی کیونکہ اوسکے چھوٹنے کے سبب سے
کبھی ضعف اور ناتوانی بدن مین ظاہر نہین ہوتی ہی جیسا
کھانے پینے کے چھوڑنے سے اور ایسا ہی اوسکے
چھوڑنے کے سبب سے پریشانی حواس مین اور
پراگندگی عقل مین اور بی چینی طبیعت مین کبھی پیدا نہین

ہوتی ہی جیسا بید اور استراحت چھوڑ دینے سے اور
ایسا ہی اوسکے چھوڑ دینے کے سبب سے ممنوعات
شرعی مین پڑ جانے کا مظنہ خیال مین نہین آتا ہی جیسا جماع
کے چھوڑ دینے سے الغرض اس طرح کے کامون کو کوئی عاقل
حقوق نفس کی قسم سے نہین سمجھتا ہی سو اس طرح کا کام
نہین ہی مگر حظوظ نفس سے بلکہ اوس قسم کے حظوظ
سے ہی کہ طالب کو اوس سے بچنا بہت ضرور ہی
کیونکہ آواز خوش اور صورت دلکش اوسی قسم سے
ہی کہ لذت اوسکی تہ دل مین گھستی ہی اور اثر اوسکی
مدتون نفس کے دامن مین برقرار رہتی ہی اور نفس کو
اوسکی طلب مین حیرانی اور پریشانی ہوتی ہی علاوہ اسپر
یہہ ہی کہ اس طرح کے کام اوس مباحات کی جنس سے
ہین کہ بعض وجہ سے حرام کامون کے ساتھہ ملے ہوئے ہین اور
بعضے وقتون مین بعضے شخصون کو گناہون کی طرف کشان کشان
لیجاتے ہین مثلا زور سے علاقہ پکڑنا دل کا راگ سننے
پر باجا سننے کی طرف منجر ہوتا ہی اور کثرت سے اختلاط
کرنا لوندون کے ساتھہ تنہائی مین شہوت کے پیدا ہونے

کی طرف کھینچتا ہی چنانچہ تجربہ والون اور عقل والونپر
پوشیدہ نہین ہی اور پرہیز کرنا اس طرح کے کامون سے
متقی اور صالح لوگون کی نشانی ہی چنانچہ بہتیری حدیثون مین
مصرح آیا ہی اور کوئی شخص اپنے تقوی اور صلاح پر
اعتماد کرکے ایسے کامون کو کر نہین سکتا ہی کیونکہ کلام
ہدایت التیام * اِنَّ الشَّیطَانَ تجرِی مِنَ الاِنسَانِ مَجرَی الدَّمِ *
یعنے شیطان بہتا ہی انسان کی رگون مین * ایسے گمانون
کے دور کرنیکے لئے کافی اور شافی ہی اور لیکن منتہی لوگون کو جو
مضرت ہی سو راگ سننے کی عادت کرنے مین دوسری
مضرت ہوتی ہی اور دل لگانا اوندون کے ساتھ
دوسری مضرت پہنچاتی ہی لیکن مضرت راگ سے
کی عادت کرنے مین سو تفصیل اوسکی ایک مقدمہ کی
تمہید پر موقوف ہی بیان اوسکا یہہ ہی کہ ہر انسان
سلیم القلب باطن مین اپنے دریافت کرتا ہی کہ کیفیت
غصے کی ایک چیز دوسری ہی اور ملکہ شجاعت کا کچھ
اور ہی اگرچہ آثار اور احکام اون دونو کے ایک ہی
طور کے ہوتے ہین مثلا مارنا اور قتل کرنا غصے کے عارض

ہونے سے بھی ظاہر ہوتا ہی اور شجاعت کے سبب
سے بھی صادر ہوتا ہی لیکن غصہ جو ہی سو عارضہ کے قسم
سے ہی جلدی جاتا رہتا ہی اور جو فعل کہ غصے کے سبب
سے صادر ہوتا ہی سو بے انتظام ہوتا ہی اور شجاعت
جو ہی وہ ملکہ کی قسم سے ہی سو پایدار ہی اور جو فعل کہ
شجاعت کے سبب سے صادر ہوتا ہی سو انتظام
اور استحکام کے ساتھہ ہی یعنے بندوبست کے ساتھہ پایدار
ہی اور غصہ بری کیفیت ہی اور شجاعت بھلی خصلت
ہی سو نمودار ہونا غصہ کا اور صادر ہونا اوسکے اثار کا اگرچہ
شجاعت کے آثار کے ظاہر ہونے کو خلل نہین کرتا بلکہ
تائید کرتا ہی لیکن غلبہ کرنا اوس کیفیت کا نفس پر اور تابعداری
کرنا اوسکے مقتضا کا اس طور پر کہ جو کچھ غصہ چاہے وہی عمل
مین لاوے خواہ عقل اور عرف کے موافق ہو خواہ نہو
شجاعت کے ملکہ کو بے رونق کرتا ہی اور جس طرح
شجاع بھاری بھرکم باوقار رہتا ہی اوسی طرح غصہ ور
ہلکا بے وقار ہوتا ہی جب یہہ مقدمہ ذہن نشین ہوا تو
اصل مقصود مین کمال غور اور تامل سے نظر کیا چاہئے کہ

پراگندگی اور جوش کی آواز خوشی کے سبب سے
انسان کے باطن میں ظاہر ہوتا ہی گو حقیقت مین خدا کے
امور قدسیہ یعنے پاک کامون سے نہین ہی کیونکہ یہی حال
فاسق اور فاجر اور بدعتی اور کافر بلکہ سارے حیوانات
کے نفس پر وارد ہوتا ہی لیکن عبادت اور طاعت کی
روشنی کے ساتھہ ملنے اور راسمان اور زمین کے خالق کی
محبت کے ساتھہ بھرنے کے سبب سے ایک گونہ تائید
سالک کی ظاہر مین کرتا ہی اور بالعرض اچھی حالتون مین
گنا جاتا ہی لیکن حب ایمانی کے اثار اور مقامات کے مقابلہ
مین مانند اوس غصہ کی کیفیت کے ہی مقابلہ مین شجاعت
کے اور جیسا سونے روپے کے ٹکڑے کے نیچے جس وقت
آگ جلاتے ہین اور آگ کی تیزی کے سبب سے اوس سونے
روپے کے ٹکڑے مین تلغلل اور جوش پیدا ہوتا ہی یہان تک
کہ مثل پانی کے ہو کے پھیلن اور کف اوس کا ظاہر ہوتا ہی
اور خالص اوس کا تہہ مین بیٹھتا ہی سو پسندیدہ چیز حقیقت
مین وہی ہی کہ تہہ مین بیٹھی ہی اور یہہ کف جو ظاہر ہوا ہی
کچھہ کار آمدنی نہین ہی * فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَاَمَّا

مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ * یعنے بہرصورت
پہین سوخشک ہوجاتا ہی اور لیکن جو نفع دیتا ہی لوگون
کو سو بیٹھہ جاتا ہی زمین مین ایسا ہی راگ کے سننے کے
سبب سے جو تغلغل اور جوش کہ ظاہر ہوکے سارے
باطن کو سننے والے کے گھیر لیتا ہی وہ ایک چیز مرغوبات
نفسانی اور احکام بہیمی سے ہی کہ انوار قدسی کے ساتھہ
ملکر سر بفلک کھینچا ہی اور آثار حب ایمانی کا تہہ مین اوسکے
چھپ رہا ہی اور یہہ ہیجان اور جوش اصلا امر معتدبہہ
اور کار آمدنی نہین ہی ہان مثل ایک طلسم کے ہی
کہ عالم ملکوت کے تماشا دیکھنے والون کی نظر مین
ظاہر ہوا ہی سوا ایسے کامون کی تابعداری کرنا اور اوسکے
حاصل کرنے کے اسباب پر خوگر ہونا اور عادت کرنا حب
ایمانی کے مقامات کی رونق کو زایل کرتا اور کھو دیتا ہی
کیونکہ کام حب ایمانی والے کا سراسر اطمینان اور تسکین
اور وقار ہی اور کام وجد والونکا سراسر اضطراب
اور بیچینی اور پیچ وتاب ہی لیکن لونڈون سے دل لگانا سو
بیان اوسکا یہہ ہی کہ اگرچہ حظ نفس کو اوتھانا انکے حق مین

ضرر نہین پہنچاتی ہی لیکن گز جانا ایک چیز کا تہہ دل مین انکی
نسبت کر زہر قاتل ہی اور لونڈون کے ساتھہ دل لگی
جو ہی سو اسی قسم کی ہوتی ہی آخر کو سم قاتل ہی ہو جاتی
ہی چنانچہ جو لوگ سلیم الوجدان ہین اونپر پوشیدہ نہین
ہی اور اسی مذکور کامون کے سبب سے انبیا اور صحابہ
جو راہ حق کے سالکون کی جڑ ہین مانند اس امور کے کچھ منقول
نہین ہی بلکہ جو کچھ کلام ہدایت التیام سے ان بزرگوارون
کے اہل فطانت کے ذکا پر ظاہر ہوتا ہی سو ایک نوع کا
پرہیز اور اجتناب ہی اس امور سے اور کراہیت پر
ان کامون کے خبر دیتا ہی چنانچہ حدیث کے واقف کارون پر
پوشیدہ نہین ہی اور لیکن کھولکر نہ بولنا اوس جناب کا
ان کامونکی حرمت کو سواو سمین ایک چھپی حکمت ہی
بیان اوسکا یہہ ہی کہ یہہ امور مذکور بالفعل کسی مفسدہ
شرعی پر مشتمل نہین ہی باوجودیکہ بسبب کمال رغبت
نفس کے ان چیزون کے طرف اور بہت مشہور ہو جانے
ان کامون کے گروہ خلق اللہ مین اوس سے بچنا ساری
خلایق سے دشوار معلوم ہوتا تھا سو اگر صریح منع ان کامون

سے شرع مین قطع نظر اوسکی مضرت اور فساد کے
ظاہر ہونے سے آتا تو بمجرد اس کام کے کرتے ہی ایک گناہ
شرعی کا کرنا لازم ہوتا اور اکثر امت مرحومہ اس گناہ کی
شقاوت مین گرفتار ہوتے اسواسطے ایسے کامون کی
کراہیت کے اشعار پر اکتفا کیا گیا سو طالب حق کو مناسب
ہی کہ ایسے کامونکی عادت نکرے اور تہہ دل مین اپنے جگہہ
ندے اور اوسکی تلاش مین حیران اور پریشان نہووے
اور تہہ دل سے اوسکی طرف التفات نکرے ہان اگر
اتفاقا ایسے کام پیش اوین تو اون کامون کے انکار کا اظہار
ضرور نہین ہی اور اوسکے کرنیوالے کے حال پر تعرض جایز
نہین ہی تا دین مین سخت گیری اور حلال کو حرام سارے
جاننا لازم نہ آوے اور اگر اپنے مخلصون پر بلکہ راہ حق کے سارے
طالبون پر جنہون نے حضرت حق کی رضاجوئی مین کمر ہمت
کی چست باندھے ہین اس امر کی کراہیت کو اظہار کرے
اور منع کرے تو بہت اچھا اور اولی ہی اور لیکن جو
لوگ کہ ایسے کامون کو قرب الہی کا وسیلہ جانکر عبادات
شرعیہ مین داخل کرتے ہین سو وے بلاشبہے بدعتی ہین

۲ افادہ اس کتاب مین تحلیہ اور تخلیہ مین سے یہی رذایل سے پاک ہونا اور فضایل سے آراستہ ہونا جو کچھ لکھا گیا دو وجہہ سے ثابت ہوتا ہی وجہہ اول اصحاب الیمین کا طریقہ ہی اوسکا بیان یہہ ہی کہ مرد مسلمان اپنے قول اور فعل کو شرع کی ترازو مین تول کر تحلیہ اور تخلیہ مین سے بقدر ضرورت کے ہاتھہ مین لاکر امیدوار اجر جزیل کا اپنی سعی جمیل پر رہے اور حظوظ نفسانی اور لذات جسمانی مین سے جو چیزین مباح اور جایز ہین اوس سے بہرہ اوٹھاوے اور فایدہ لیوے مثلاً مال اور متاع کے جمع کرنے مین سعی زیادہ سے زیادہ بجالاوے اور کوشش بڑھہ چڑھہ کر کرے بشرطیکہ نفقات واجبہ کے ادا کرنے مین تساہل اور سستی روا نہ رکھے جیسا زکواۃ اور صدقہ فطر کا دینا اور اپنے اقارب کو نفقہ کا پہنچانا اور علی ہذ القیاس سو سعی اس شخص کی مشکور ہوگی اور بقدر اعمال اپنے ماجور ہوگا اور ثواب پاوے گا جنت کے درجون پر اپنی طاعت اور عبادت کے موافق پہنچے گا وجہ دوسری اوسکا بیان یون ہی کہ یہہ لوگ تحلیہ اور تخلیہ مین سے قدر ضرورت پر

اکتفا نہین کرتے بلکہ علو ہمتی سے عزایم کو اخذ کرتے ہیں
اور ما سوی اللہ کے علاقے کو قطع کرتے ہیں یہان تک کہ مال
اور عیال اور ہاتھہ اور پانون اور دوسرے اعضا اور
اعمال اور مساعی سے اپنے بھی علاقہ توڑ ڈالتے ہیں اور
سبکو ازان منعم حقیقی اور مولاے تحقیقی کا اپنے سمجھتے ہیں
مثلاً اپنے ہاتھہ کو اپنا ہاتھہ نہین جانتے اور اپنے سر کو اپنا سر
نہین سمجھتے اور تمامی حشمت اور شوکت اور مال اور منال
اور سارے اسباب دنیاوی کو ازان حضرت حق
جلشانہ کا سمجھہ کر ہرگز اعتماد اوس پر نہین کرتے اور اوسکے
خرچنے مین خدا کی مرضیات مین دریغ اور قصور نہین کرتے
ہیں اور دوسرے اسباب کا کہ میری زندگی کیونکر کتنے گی
اور گذران کسطرح ہوگی ہرگز خیال مین انکے نہین گذرتا ہی
مثلاً اگر اونکو احتیاج کھانے کی شدت سے ہو اور اوسکا
صرف کرنا اپنے مولا کی مرضیات مین سے سمجھین تو اوسکے
صرف کرنے اور خرچنے مین کچھہ صرفہ نکرین یہان تک کہ
مشقت اور کوشش اپنے مولا کی رضامندی حاصل کرنے
مین بجالاے ہیں اوسکو بھی ازان اپنا ہرگز تصور نہین کرتے

ہیں مثلا اگر ان کے سارے اعمال کو خداوند تعالیٰ کسی
کافر سرکش کو عطا فرماوے یا بالسبب حبط کر ڈالے
ہرگز گلہ اور شکایت ان کے وہم اور خیال مین نہین گذریگا
کہ یہہ اعمال ہمارا مفت برباد گیا اور ایک چیز از ان ہماری
تھی کہ ہاتھہ سے ہمارے گئی بلکہ جانتے ہیں کہ مالک
حقیقی نے اپنے ملک خاص مین تصرف کیا ہی مجھکو
اوس امور مین کسی طرح کا علاقہ نہین ہی بلکہ
اوس اعمال کا صادر ہونا میرے ہاتھہ سے مانند
اوس چیز کے ہی کہ اوس چیز کو اوسکے مالک نے ایک
صندوق مین کہ محض مملوک اوسکی ہی رکھا ہو سو اوس
صندوق کو اوس چیز سے اصلا علاقہ نہین ہی مثلا اگر مالک
اوسکا صندوق کی ساری چیز کو برباد کرے تو صندوق کو
ہرگز محل اعتراض کا نہین بلکہ بعضے ان بزرگون کو ایسا مقام عطا
فرماتے ہیں کہ جو شخص اوس مقام مین پہنچے اوسکے لوازمہ
سے یہہ ہی کہ دل سے اوس مقام والے کے رحمت ربانی
اور ساری خلایق کی خیرخواہی فوارہ صفت جوش مارتی ہی
یہانتک کہ اگر یہہ لوگ اسپر مطلع ہون کہ ان کے

اعمال کو بعضے گناہ گارون کو عطا فرماے ہین اور ہمارے ہی
اعمال کے سبب سے کار و بار انکا درست ہوا اور
حال بد مال انکا بھلا ہوا البتہ ادن بزرگون کو سبب نجات
حاصل ہونے عاصیون کے مہلکہ سے انہین بزرگون کے اعمال
کے سبب سے بڑی مسرت اور فرحت حاصل ہوتی ہی
اسواسطے کہ ایک بندہ خدا کے بندون مین سے ہمارے اعمال
کے سبب سے مہلکہ سے نجات پایا اور ہلاکت سے بچا چنانچہ
شیخ سعدی شیرازی نے شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی
قدس اللہ سرہ العزیز کے حال کو نقل کیا کہ وہ بزرگ ایک
رات مناجات مین اسی بیت کے مضمون کو ادا فرمایا *
چہ بودی کہ دوزخ ز من پر شدے * مگر دیگران را رہای شدی
یعنے کیا ہوتا جو دوزخ مجھی سے پر ہو جاتا مگر دوسرون کو رہائی
ہوتی القصہ جب یہہ نبری یعنے بیزار ہونا بعضے امور دنیا اور
عقبی سے اوسکے دل کے اندر جگہہ پکڑتا ہی اور اوسکی
طبیعت مین مستحکم ہوتا ہی اور فنا کے ارادے کا بالکل
وست دیتا ہی تب عنایت غیبی اوسکو چنکر مانند چیلہ خاص
کے کہ بادشاہ لوگ بعضے فرمان بردار کو ساری رعیتون سے

پہچانت کر چیلہ خاص کر کے ملقب فرماتے ہین برگزیدہ کرتی ہی
پس جیسا چیلہ خاص اپنے مولا کے مال اور متاع کے تصرف کرنے
مین ماذون مطلق ہوتا ہی اور اوسکی ساری سلطنت کو
اپنے طرف نسبت کرتا ہی یعنے اوسکو پروانگی ملتی ہی
مثلاً ہندوستان کے پادشاہ کے چیلہ خاص کو پہنچتا ہی کہ یون کہے کہ
ہماری سلطنت کابل سے لیکر شور دریا کے کنارے تک
ہی اسیطرح یہہ منصب والے عالم مثال اور شہادت
کے تصرف مین ماذون مطلق ہوتے ہین یعنے انکو تصرف
کی پروانگی ملتی ہی ان بزرگوار کبار اولوالایدی والابصار
کو پہنچتا ہی کہ ساری کائنات کو اپنی طرف نسبت کرین
مثلاً اون کو پہنچتا ہی کہ یو بولین کہ عرش سے لے فرش تک
سلطنت ہماری ہی اور معنے اس کلام کا یہہ ہی کہ عرش سے
لے فرش تک ہمارے مولا کی سلطنت ہی اور مجھکو
ساری چیزون کے ساتھہ نسبت متساوی ہی کسی چیز
کے ساتھہ خصوصیت نہین ہی تاکہ وہ چیز ہماری طرف
منسوب ہو اور دوسری چیز ہماری طرف منسوب نہو
واللہ اعلم بالصواب *

تیسرا باب راہ ولایت کے سلوک کی طریق کے بیان مین ❋ اور اوسمین چار فصل اور ایک تتمہ ہی

پہلی فصل طریقہ قادریہ کے شغلون کے بیان مین

اور اوسمین ایک تمہید اور دو ہدایت ہی ❋ تمہید ❋ خلاصہ طریقہ قادریہ کے شغلون کا تھوڑی سی تغیر اور تبدیل کے ساتھہ جس مین سلوک کی سہولت اور جلد مطلب یابی کی صورت ہو اور منتہی ہونے کی نشانی ابتدا ہی مین ظاہر ہو لکھا گیا اور چونکہ سارے اشغال ذکر اور فکر مین منحصر ہین اسواسطے یہہ فصل دو ہدایت پر منقسم ہوئی

❋ پہلی ہدایت بیان مین ذکر کی طریقون کے ❋

اور اوسمین چار افادہ ہی ❋ افادہ ❋ پہلے ایک ضربی ذکر کرنا چاہیئے اور طریق اوسکی وہ ہی کہ بطور نماز کے دو زانو بیٹھکر لفظ مبارک اللہ کو سینہ کے درمیان سے بزور چلاکر نکالے اور اپنے مونہہ کے سامھنے ضرب کرے اور جب یہہ لفظ نکلے تو یون خیال کرے کہ ایک نور اس لفظ مبارک کے ہمراہ مونہہ سے اوسکے نکلا اور جب کہ ضرب تمام ہوے ایک آواز دراز بطور آواز گھریال

کے خیال مین گونجتی رہیگی اور بیان اوسکا یہہ ہی کہ جب
انسان زور سے چلا کر آواز نکالنے کا قصد کرتا ہی تو آگے
اوس سے کہ آواز مسموع یعنے جو آواز کہ سنی ہمارے ظاہر
ہووے ایک جنبش یعنے حرکت پیدا ہوتی ہی اور اوس
جنبش کو آواز خیالی کہہ سکتے ہین اور جب آواز جہر اور
شدت کے ساتھہ تمام ہوتی ہی اور بعد تمام ہونے اوسکے
اور اوس سے پہلے کہ دم اپنے ٹھکانے پر آوے اور دہن
اور لب اور زبان کی شکل اور صورت پہلی حالت
پر آجاوے تب امتداد صوتی یعنے درازی آواز کی خیال
مین رہتی ہی یعنے گونجتی ہی مگر کان کو ادراک سے اوسکے
نصیب نہین ہی یعنے اوسکو کان سن نہین سکتا ہی ہان
آواز کرنے والا جانتا ہی سو اسی آواز پچھلی خیالی کو زیادہ تر
کھینچے اور ہمراہ کھینچے اوس آواز کے نور خیالی کو لنبا اور
چوڑا زیادہ مثل چادر نورانی کے کر کے اپنے موںہہ کے
سامنے سے سر پر لا کے سارے بدن کو سر سے پانون تک
احاطہ کرے پھر اوس آواز خیالی سے بھی سکوت اور خاموشی
اختیار کر کے ایسا معلوم کرے کہ وہ نورانی چادر بان مین اوسکے

گھس کر ہر طرف سے آ کے سینہ کے بیچ مین مجتمع ہوئی اور بعد
چند بار کے بسبب تکرار کے یعنے بار بار ذکر کرنے کے وہ نور
تو بتو ہو کے بجاے تمام جسم کے وہی نور قرار پکڑتا ہی
اور اس خاموشی مین اپنے لحاظ کو ذات بحت یعنے خدا کی
ذات کی طرف متوجہہ کرے اور بعد جمنے اوس لحاظ کے
اور مجتمع ہونے نور کے سینہ کے اندر پھر اوسی طور
سے ذکر کرے اور کثرت سے ہمیشہ برابر ذکر کرتا رہے
یہان تک کہ قابو مین آ جاے * ۲ افادہ * بعد مضبوط ہونے
اور قابو مین اجانے ذکر ایک ضربی کے طریق مذکور کے ساتھہ
ذکر دو ضربی کو شروع کرے اوسکی طریق یہہ ہی کہ دوزانو
مثل بیٹھک نماز کے بیٹھے اور لفظ مبارک اللہ کو سینہ کے
درمیان سے نکال کر زور سے چلا کر داہنے زانو مین ضرب
کرے پھر امتداد صوت متخیال یعنے درازی آواز خیالی کو
آہستگی کے ساتھہ دہنے شانہ تک کھینچ کر سینہ کے بیچ
مین جیسے دھکدھکی بولتے ہین پہنچادے اور ایسا
خیال کرے کہ نور ہمراہ اس لفظ کے نکل کر بجاے
زانو اور پہلو اور شانہ اور دہنے ہاتھہ کے تمام وہ نور ہوگیا

یعنے یہہ سب اعضا باطل ہو گئے بجاے اونکے یہی نور بیٹھا
ہی پھر تھوڑا سا خاموش رہے اور اوس سکوت مین
اس نور کے بیٹھنے کو بجاے اعضاے مذکور کے ملاحظہ کرے
تاکہ ذہن مین اوسکے اوسی نور کی صورت بجاے اوس
اعضا کے خوب بیٹھے بعد اوسکے اسی لفظ کو اوس نور کے
ساتھ سینہ کے اندر سے دہنے شانہ تک کھینچکر زور سے
چلا کر دل پر ضرب کرے اور ایسا خیال کرے کہ وہی نور جو
داہنے طرف محیط ہوا تھا سو ضرب کے ساتھ قلب مین گھس
گیا ہی پھر تھوڑا سا چپ رہے اور اُس چپ رہنے مین
ایسا ملاحظہ کرے کہ وہی نور جو قلب مین گھس گیا تھا سو
اِس شخص کے تمام بدن کے اندر پھیل گیا اسیطرح سے
اس ذکر کو کثرت کے ساتھ ہمیشہ کیا کرے یہان تک کہ
قابو مین اوے * فادہ * دو ضربی ذکر کے خوب قابو مین
آنے کے بعد سہ ضربی ذکر کرے سہ ضربی ذکر کا
طریق یہہ ہی کہ چار زانو بیٹھے اور بطریق مذکور کے
ایک ضرب داہنے زانو مین مارے اور دوسرا ضرب
بائین بازو مین اوسی طریق سے مارے اور تیسرا ضرب

قلب مین اوسی طریق سے مارے اور بطریق مذکور کے
داہنے بائین عضو کا مٹنا اور اونکے بجاے نور کا بیٹھنا اور
قلب مین نور کا گھسنا اور تمام بدن کے اندر پھیلجانا ملاحظہ ے
* فایدہ * سہ ضربی ذکر کے قابو مین آنے کے بعد چار ضربی
ذکر کرے اوسکی طریق یہہ ہی کہ چار زانو بیٹھہ کے
بطریق مذکور کے ایک ضرب داہنے زانو مین مارے اور
دوسرا ضرب بائین زانو مین اور تیسرا ضرب قلب مین
اور چوتھا ضرب اپنے سامنے کی طرف مارے تینون
ضرب مین بطریق مذکور کے نور کا ملاحظہ کرے اور چوتھے مین
اس وضع سے ملاحظہ کرے کہ اوس لفظ مبارک کے ساتھہ
جو نور نکلا سو اس شخص کے نیچے سے احاطہ کرتا ہی
یہان تک کہ اس شخص کے تمام بدن کو گھیر لیا ہی اور یہہ
شخص تمام اوس نور مین غرق ہو گیا بلکہ اس شخص کے بدن
کے بجاے اوسی نور نے قرار پکڑا * فایدہ * اس طریق
مذکور کے ساتھہ اس ذکر کی غایت اور انتہا یہہ ہی کہ اسم
ذات کے ذکر کا اثر تمام بدن پر اجمالا اور زانو اور پہلو اور
شانہ اور ہاتھہ پر تفصیلا احاطہ کرے اور بشریت کی تاریکی تمام

بدن سے عموما اور اعضاے مذکورہ سے خصوصا نکل جاوے اور تمہید فناے جسمانی کی ہووے یہہ یعنے جسم کے فنا ہونیکا نقشہ بندھے اور ذکر فکر کے ساتھہ مل جاوے اور ذکر سے مراقبہ کی طرف جانا یعنے جس نام پاک کا ذکر کرتا ہی اوسکے مفہوم کی طرف اپنے لحاظ کو متوجہ کرنا اور عقل کی آنکھہ سے اوس ذات کی طرف ٹکی لگانا آسان ہو حاصل کلام جب ایک ضربی سے لیکے چار ضربی تک چار دو ذکرون کے آثار ظاہر ہون تب فکر مین مشغول ہونا چاہیے فکر کہتے ہین مراقبہ کو

دوسری ہدایت بیان مین اقسام فکر کے

اور اوس مین سات افادہ ہی

* افادہ * مراقبہ پہلا مراقبہ وحدانیت کا ہی اور اوسکی طریق یہہ ہی کہ وحدانیت حق تبارک و تعالی کو جولاشریک لہ کے مضمون سے صاف ظاہر ہی ہر جگہہ لحاظ کرے کہ ہر وقت مین اور ہر مکان مین وہی ایک ذات پاک یگانہ اور اکیلا موجود ہی اور اس لحاظ کرنے مین تین صورت خیال مین گذرتی ہی پہلی صورت یہہ کہ ہر چیز کو نفی کرکے اوسکی جگہہ پر حق تعالی کا وجود سمجھے دوسری صورت یہہ کہ حق تعالی

کے وجود کو ان چیزون کا عین خیال کرے سواس مراقبہ مین یہہ دونون صورت مراد نہین ہی بلکہ ان دونون صورت سے پرہیز کرنا اور بچنا لازم ہی اور تیسری صورت جو اس مراقبہ مین مراد ہی سو یہہ ہی کہ اوس سبحانہ کے وجود کو یگانہ اور اکیلا سارے اشیا کا غیر ہر جگہہ مین تصور کرے نہ تو اون چیزون کو نفی اور نیست کرے اور نہ اون چیزون کو عین حق جانے کہ یہہ چیزین عین اللہ ہین اسکی مثال یہہ ہی کہ ہر شخص جانتا ہی کہ فارسی مین ہست کی لفظ کے ساتھہ اور ہندی مین ہی کے لفظ کے ساتھہ جس معنے کو بیان کرتے ہین سو وہ معنے ہر جگہہ پر موجود ہی اور وہ معنے کسی چیز کا عین نہین ہی بلکہ ہر چیز کا غیر ہی باوجودیکہ کوئی چیز اوس معنے سے خالی نہین ہی بلکہ جو چیز موجود ہی اوسکے ساتھہ وہ معنے موجود ہین * ۴ افادہ * وحدانیت کے مراقبہ کے خوب مضبوط ہونیکے بعد مراقبہ صمدیت کا کرے صمدیت کے مراقبہ کا دو مرتبہ ہی ابتدا اور انتہا سو ابتدا سے یہہ مراد ہی کہ ہر چیز کی احتیاج کو اوس سبحانہ تعالی کی طرف اجمالا خیال کرنا کہ سب اوسی کے محتاج ہین اور

وہ سب چیز سے بے پرواہی پھر جب یہہ مراقبہ خوب
مضبوط ہو تب اوسکے انتہا کے حاصل ہونے کی طلب
کرے اور انتہا سے یہہ مراد ہی کہ نہایت محبت اور
الفت اور نہایت تضرع اور عاجزی کے ساتھہ دنیا اور
آخرت کے کام مین تفصیل کے ساتھہ اپنی احتیاج کو اوس
سبحانہ تعالی کی طرف خیال کرے یعنے ایسا خیال کرے کہ
ہر چیز مین مجھکو اوسی کی طرف احتیاج ہی اور کوئی کام
بدون اوسکی عنایت کے سر انجام نہین ہو سکتا عمدہ
کام ہو یا سہل دنیا کا ہو یا آخرت کا اور اس مراقبہ مین اوسکو
ایسی الفت اور محبت اور اللہ سے ایک ایسا علاقہ پیدا
ہوا ہو کہ اوسکی مرضی مین اپنے جان اور مال اور اپنی
عزت اور آبرو کا فدا کرنا بلکہ اوسکے نام پر فدا کرنا اوس
شخص پر سہل اور آسان معلوم ہو بلکہ اوس فدا کرنے
کو اپنی بزرگی اور اعتبار اور اپنی عزت اور مرتبہ کی زیادتی
کا سبب معلوم کرے اور یہہ مضمون اوسکے اعتقاد مین
جیسا کہ چاہئیے مضبوط ہووے اور قرار پکڑے اوسکی
مثال یہہ ہی کہ ایک شخص ایک بادشاہ کیطرف سے

اوسمیں اور جاگیرین موروثی ہمیشہ کے واسطے نسلا بعد نسل دادے باپ کے وقت سے پاتا آیا ہی اور اوسکا تمام کاروبار اور اوسکی گذران اور عزت اور اعتبار کا اوسی بادشاہ کے وسیلہ سے ہوتا چلا آیا ہی سو اوس شخص کو اوسی بادشاہ کی طرف سے اگر کوئی کام کرنے کا حکم ہوگا تو وہ شخص بے شبہہ اس کام کے سرانجام دینے کیواسطے اپنی جان فدا کرنے مین بھی دریغ نکریگا بلکہ اوسمین اپنا فخر جانیگا اور اس مراقبہ سے معنے ❀ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ❀ کے یعنی تجھی کو ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے بخوبی ثابت اور تحقیق ہو جاتے ہیں اور اس مراقبہ کا پھل یہہ ہی کہ اللہ تعالی کی توحید کھل جاویگی کہ باوجود بہت ہونے فعلون اور فاعلون کے اس مراقبہ والے کو ایک ہی فاعل اور ایک ہی موثر یعنے اثر ظاہر کرنے والا کہ وہ فاعل اور موثر حقیقی کی ذات پاک ہی ہر فعل اور جنبش اور ہر سکون مین ظاہر ہوتی ہی ❀ ف ❀ یہہ بھی ایک قسم کا مشاہدہ ہی اور مشاہدہ انتہا مین ہوتا ہی سو اس طریقہ کے ساتھہ سلوک کرنے مین مشاہدہ کا اثر ابتدا مین معلوم

ہوتا ہی اور ابھی انتہا باقی ہی پس اسیطرح اسی
مراقبہ کو انوار کے طی کرنے مین برابر کرتا رہی اب مراقبہ
کے لفظی معنے بھی سنو مراقبہ معنی دونون طرف سے نگاہ
رکھنا یعنے اُسطرف سے تو بندہ پر نگاہ پرورشس اور
رحم کی ہوتی ہی یہہ بندہ غافل بھی اُسکی طرف نگاہ رکھے
اور حقیقت یہہ ہی کہ کسی کا تصور کرنا اسیکو عرف شرع
مین تفکر کہتے ہین اور اہل سلوک کی اصطلاح مین مراقبہ اور نگرانی
بولتے ہین یعنے کسی طرف تکی لگانا * ۳ افادہ * بعد اوس
مراقبہ کے شغل دورہ کرے اور ارکان اوسکا اسماے
حسنی مین سے چار اسم پر مشتمل ہین یعنے سمیع اور
بصیر اور قدیر اور علیم پس ہر ایک کو اسم ذات کے
ساتھہ یعنے اللہ کے ساتھہ ضم کرے پھر بطور مراقبہ کے
بیٹھہ کرکے اور دل کو جمع کرکے اور حاضر کرکے اپنے خیال
مین کہے کہ اللہ سمیع اور اوس کو ناف سے کہ لطیفہ نفس کا
مقام ہی کھینچ سینہ مین کہ مقام لطیفہ سر کا ہی نکالے
اور ایسا جانے کہ اوسکی روح کہ دریافت کرنیوالی ہر
چیز کی ہی جمع ہوکے ذکر مذکور کے ساتھہ ناف سے سینہ

کے بیچ بیچ مین پہنچی ہی اور اگر روح کا ناف سے سینہ
کے وسط مین جانا اور نقل کرنا دشوار ہووے تو اسا
خیال کرے کہ روح ان دونون اسم یعنے اللہ اور سمیع
کے بیچ مین ایسی وجہہ سے ہی کہ اللہ کا لفظ اوپر اور سمیع
کا لفظ نیچے اوسکے ہی پس اس تدبیر کے ساتھہ روح کا
نقل کرنا ان دونو اسم کے انتقال کے ساتھہ آسان ہوگا
پھر اللہ بصیر کے ساتھہ بطور سابق کے لطیفہ اخفی مین کہ مقام
اوسکا ہیر مین محاذی تالو کے ہی جس جگہہ پر لڑکون کے
سر مین حرکت معلوم ہوتی ہی پہنچاوے اور اللہ قدیر کو اخفی سے
چوتھے آسمان مین پہنچاوے اور اپنی روح کو اوسکے تابع اور
ہمراہ کرے پھر اللہ علیم کو وہان سے عرش معلی مین پہنچاوے
اور اوسی ذکر کی استعانت سے روح کو چہارم آسمان
سے عرش مجید پر چڑھاوے اور چاہئیے کہ تیسری اور چوتھی
منزل مین یعنی چوتھے آسمان اور عرش مجید پر دیر تک
روح کو ٹھہراکھے آدھی گھڑی یا ایک گھڑی جتنا ہوسکے
اور اوس جگہہ روح کو بائین اور داہنے پھراوے اور سیر
کراوے اور کبھی روح کو ٹھہرنا اور توقف کرنا اون مقامون

مین دشوار پڑتا ہی بلکہ وزنی چیز کے طرح خود بخود نیچے گر پڑتی
ہی اوسکے تدبیر یہہ ہی کہ چڑھنے کے وقت ایک راہ بطور
روزن اور سوراخ کے آسمانون مین متخیل ہو گی اون
سوراخون کو اور راہون کو روح کے ٹھہرانے کے لئے خیال
کی سعی سے بند کرے تا کہ روح وہان توقف کرے پھر
اونہین بدرقون اور ہمراہیون کے ساتھہ عرش مجید سے
لطیفہ نفس تک اوسی وضع اور ترتیب کے ساتھہ نزول
کرے یعنے نیچے اوترے اعنی اللہ علیم کے ذکر کے ساتھہ
عرش سے چوتھے آسمان تک اور اللہ قدیر کے ذکر کے
ہمراہ چوتھے آسمان سے لطیفہ اخفی تک اور اللہ بصیر کے
ذکر کے ساتھہ اخفی سے سر تک اور اللہ سمیع کے ذکر
کے ساتھہ سر سے لطیفہ نفس تک آوے آہستہ آہستہ
اس ذکر کو بڑھاتا جاوے تاکہ آثار اوسکا نمودار ہوے
اوسکی آثارون مین سے ذاکر کے روح کی نورانیت
ہی اور انبیا اور اولیا کی ارواح سے اور فرشتون
سے ملاقات ہوتا ہی اور بہشت اور دوزخ کی
اور آسمان کے مکانون کی مثل سدرالمنتہی اور بیت المعمور

اور لوح محفوظ کے سیر کرنا ہی اور وہان کے وقایع اور
رویداد کا کشف ہونا ہی اور انہین کامون کے لئے روح
کو آسمانون مین ٹھہرانا اور دور اور سیر کروانا لگتا ہی
اور وہان کے عجایب کو دیکھنا مختلف ہوتا ہی ہر شخص
بموجب قوت ادراک اور استعداد کے مناسب حال
اپنے دیکھتا ہی اور ارواح اور ملایکہ کی ملاقات کے ضمن
مین اون لوگون کے ساتھہ بات چیت ہوتی ہی اور
کبھی کبھی نیک صلاح پر بھی جو سالک راہ کے حق مین
مفید ہو یا اوسکا غیر ہو اوسکو آگاہی بخشتے ہین اور روح
کو لطافت اور نزدیکی اور اُنس خدا کی ذات پاک کے
ساتھہ حاصل ہوتی ہی اور بیگانگی جسم سے حاصل ہوتی
ہی اور وہ نورانیت کہ شغل نفی مین اعانت اور مدد
کرتی ہی اور اوسکو آسان تر کرتی ہی بہم پہنچتی ہی
اور ہر چند روح بشری عالم پاک اور سموات کے پڑھنے
کے قابل نہین ہی لیکن ذکر الہی اوسکے ہمراہ ہو کے سو
جہان طاقت پہنچنے کی نہین رکھتی تھی اب بدرفہ مذکور
کے ساتھہ پہنچ سکتی ہی * افادہ * پھر شغل نفی

کرے بیان اوسکا یہہ ہی فرمایا اللہ صاحب نے اٹھارویں
سپارہ سورہ نور میں * اللہ نور السموات والارض *
اللہ روشنی ہی آسمانوں اور زمین کی سو اسی اشارہ کے
موافق انوار الہی ہر مکان میں موجود ہی جس طرح جیسے
اللہ کا موجود ہونا اور اوس کی ہستی ہر جگہہ میں ثابت ہی
کیونکہ انوار اُس کی ذات پاک سے لگا ہی اور اوس کے
وجود کو لازم ہی تو جہان اوس کی ذات پاک موجود ہی
وہان سب کہین اسکا انوار بھی موجود ہی اور جس طرح
اوسکی ذات نے سب کو گھیر لیا ہی اوسی طرح اوسکے
انوار نے بھی سب کو گھیر لیا ہی اور باوجودیکہ انوار سب
کہین موجود ہی لیکن قوت دراکہ انسان کی جس قوت
سے انسان سب چیز کو دریافت کرسکتا ہی اس سبب
سے کہ کثیف اور تاریک چیزین کہ آسمانی اور زمینی
اجسام ہیئن اون کا خیال اوس میئن بھرا ہی اوس انوار
کے دریافت کرنے سے محروم ہی اور وہی خیال آڑے پڑتے
ہیئن اور یہہ نہین ہی کہ اوس کا انوار غایب اور دور
ہی اور اوس کی ذات پاک کے ماننے کے واسطے انوار

کے پردون کا طی کرنا ضرور جب وہ انوار کے پردے
کھل گئے ذات پاک ملی اور اون پردون کا طی کرنا بغیر
اون کے دریافت کرنے کے بہت لوگون سے ہو نہین
سکتا اور بڑے عالی فطرت لوگون کو جو بغیر انوار کے
کھل جانیکے وصول ذات بحت کا یعنے اللہ تعالی کی ذات پاک
کا ملنا حاصل ہوتا ہی سو اس بات سے بہت سے
لوگون کو انوار کے پردون کے طی کرنے اور انوار کے کھل
جانیکی جو احتیاج ہی سو وہ نہین ہو سکتی بلکہ اُون لوگون
کو اُن پردون کے طی کرنے کی احتیاج باقی ہی اور پردون کا
طی کرنا بغیر اون کے دریافت کرنیکے ہو نہین سکتا اسی
واسطے اوس کے دریافت ہونے کے لئے اپنی قوت
دراکہ کو خیالات مذکورہ سے پاک اور صاف کرنا چاہئے
تاکہ انوار الہی دریافت مین آوین تو جب اوسکی قوت
دراکہ کا آینہ خیالات مذکورہ کے زنگ سے صاف
ہوگیا پس انوار تو ہر جگہہ موجود ہی ہین بغیر رنج اور تکلیف
کے دریافت ہوجاوینگے اور قوت دراکہ کے پاک کرنے
کی طریق یہہ ہی کہ شغل نفی کا کرے اور خلاصہ شغل نفی کا

نیست کرنا سب چیزون کا ہی اپنے خیال مین اگرچہ
فی الحقیقت کوی چیز نیست نہوگی اور فی الحقیقت
سب چیزون کو نیست جاننا خیال باطل اور وہم کاذب ہی
کیونکہ جو چیز موجود ہی سو موجود حقیقی تبارک و تعالی کے موجود
کرنے سے موجود ہی اور ہر چیز موجود کو اللہ تعالی کے
وجود پاک کے ساتھ ایک خاص علاقہ لگ رہا ہی
تو کسی چیز کے موجود ہونے کی نفی حقیقت مین ہو نہین
سکتی اور اس بات کا قصد کرنا گویا خالق سے مقابلہ کرنا
ہی اور سب چیزون کی نفی سیچ میچ کرنے سے کچھ غرض
بھی نہین کیونکہ غرض اپنے مدرکے صاف کرنے سے ہی
جس مین قوت دراکہ یعنے عقل رہتی ہی جب وہ صاف
ہوا تو مدعا خود بخود حاصل ہوگا سیچ میچ کی نفی سے کچھ کام نہین
اور ہرچند نفی تمام عالم کی مشکل بات معلوم ہوتی ہی
لیکن اس مقام مین نفی کا بس دوہی مرتبہ ہی ایک تو اپنی
نفی اور دوسرے تمام عالم کی نفی سو نفی تمام عالم کی
دشوار نہین ہی کیونکہ نفی تمام عالم کی اور نفی ایک جزو
عالم کی برابر ہی انسان کو محصر کے پرسے اپنے خیال کا خالی

رنا اور تمام آسمانوں سے اپنے خیال کا خالی کرنا برابر ہی
ہان نفی اپنے وجود کی البتہ ایک سخت چیز ہی اسی
واسطے نفی کا دو مرتبہ مقرر کرنا چاہئے * اول * اپنی نفی
اور * دوسرے * تمام عالم کی نفی اور تمام عالم کی
نفی کے اسان ہونے اور اپنی نفی کے دشوار ہونے کا
سبب یہہ ہی کہ قوت دراکا اپنے جاننے سے کہ مین ہون
ہر وقت بھری ہوتی ہی اور اپنے غیر کی دریافت اوسمین
کبھی کبھی آجاتی ہی تو تمام عالم کی نفی مین ایک چیز کو اپنی
قوت دراکہ مین آنے سے منع کرنا ہوتا ہی اور اپنی نفی
جو چیز کہ قوت دراکہ مین بھری ہی اوسکو نکالنا ہوتا ہی اور
جو چیز کہ قوت دراکہ مین باہر سے آتی ہی اوسکو اپنی قوت دراکہ مین
نہ آنے دینے اور جو چیز کہ قوت دراکہ مین بھری ہوتی ہی اوسمین
سے اوسکے نکالنے مین جو فرق ہی سو ظاہر ہی کہ اول بہ نسبت
دوسرے کے بہت آسان ہی یا دونون بات کا فرق
یون سمجھا چاہئے کہ مینہہ برستا ہی اُسمین ایک شخص
کھڑا ہی اور اوسکے بدن پر مینہہ کے قطرے پڑرہے ہین
تو اوس شخص کو نفی مینہہ کی البتہ مشکل معلوم ہوگی

اور دوسرا شخص ایسا ہی کہ اوسنے کہین کہین مینہہ
دیکھا ہی اِس وقت اوسپر مینہہ نہین پڑتا ہی تو اوس
شخص کو نفی مینہہ کی البتہ آسان معلوم ہوگی اسی سبب
سے اپنے نفی کرنے مین نیچے کے بدن کی نفی اور اوس جگہہ
کی نفی جسپر وہ بیٹھا ہی زیادہ مشکل ہوتی ہی اور
کبھی اپنے سر کی نفی کہ دریافت اور امتیاز کا مقام وہی
ہی مشکل معلوم ہوتی ہی اور بعضے شخص کو جو سانس
لینے اور دم کے آنے جانے پر خوب خبردار ہوتا ہی
حلق اور سینہ کی نفی سخت ہوتی ہی حاصل کلام کا یہہ ہی
کہ جس چیز پر زیادہ خبر ہوتی ہی اوسکی نفی بھی زیادہ
سخت ہوتی ہی تو بس پہلے نفی تمام عالم کی کرکے تب
اپنے بدن کی نفی کرے اور جس مقام کی نفی مشکل
معلوم ہوتی ہی اوسی مقام سے نفی شروع کرے کہ
اوس عضو کے نفی سے تمام بدن ایک بارگی نفی ہوگا اور
نفی کے حاصل کرنے مین صاحب نفی کامل کا توجہہ اصل ہی
کہ وہ شخص اپنی نفی کرکے اپنے دل کے قصد سے متوجہہ
ہوکے طالب مین نفی والے اور اس کام کے مبتدی

پر نفی کی اثر ظاہر ہونے کا شروع مختلف صورتون سے ہوتا
ہی کبھی سینہ اور شکم کے مقام مین پہلے خالی معلوم ہوتا
ہی کہ گویا اوس مقام مین کچھ نہین ہی اور کبھی اپنے
تئین بے سر اور کدھی بغیر دونون ہاتھہ کے معلوم کرتا
ہی اور کبھی خیال کرتا ہی کہ مین چھوٹا ہو گیا ہون اور
کبھی خیال کرتا ہی کہ میرا بدن لنبا اور پتلا ہو گیا ہی گویا ایک
بانس ہی گوشت کا کہ وہ دم بدم دراز اور باریک
ہوتا جاتا ہی اور بہت آسان طریقہ کے تصور کا وہ ہی
کہ اپنے سینہ یا شکم مین ایک خالی پن خیال کرے اسطور
پر کہ گویا توپ کے گولے نے ایک طرف سے آ کے
دوسرے طرف سے پار نکل کے بدن کے اوس
مقام کو خالی کر دیا ہی اور ایک سوراخ پار دار ہو گیا پھر
اوسی سوراخ کو آہستہ آہستہ زیادہ کشادہ اور
چوڑا کرے یہان تک کہ گویا سب بدن تمام ہو جاوے اور
نفی کی صورتون مین سے بہت مشکل صورت وہ ہی
کہ ایک غیبی باطنی چیز نے کہ مراد اوسکی فنا ہی عالم
غیب سے اوسکے طرف متوجہ ہو کے ایک بارگی

اوسکے جسم کو پراگندہ کردیا مثل سخت پتھر کے کہ برم
ٹھکری پر گرکے اوسکو پاش پاش کرکے چھترا دیوے
ف یعنے وہ شخص جب شغل نفی کا شروع کرے تب
ذات بحت کی محبت کی جوش اور مشاہدہ کے شوق مین ایسا
غرق اور بیہوش ہوجاوے کہ سیواے اوس ذات
کے اوسکی فہم مین کچھ باقی نہ رہے سب فنا ہوجاوے اور
ایک بارگی خود بخود اوسکا تمام بدن غایب ہوجاوے
اور نفی والا چونکہ مبتدی ہی اوسکے واسطے یہہ حال مشکل
ہی کیونکہ یہہ حال فنا اور بقا کے مقام والے کا ہی انتہی اور
کدہین اسطور سے بھی تصور کرسکتاہی کہ اوسکی جان
باہر نکل گیا یا اوسکا دل جو ایک گوشت کا ٹکرا ہی باہر
نکل کے نیست ہوگیا اور جسم بے جان اور دل کے
باقی نہاین رہ سکتاہی سو وہ بھی بے جان ہوکے مٹ گیا
اگرچہ اس کام کے واقف کار کے نزدیک ان بھانت
کی صورتین طول طویل کے ساتھہ بیان کرنا بیفایدہ ہی
لیکن ایسا بہت ہوتاہی کہ تیز ذہن والے لوگون کو بھی
مجمل نفی کہہ دینے سے نفی کی کسی صورت کا نفی کی صورتون

مین سے خیال مین ٹھہرنا مشکل ہوتا ہی اور کبھی بہت
سی صورتون کے دریافت ہو جانے کے سبب سے کند
ذہن اور غافل لوگون کو بھی ان صورتون کے سوا کوی
دوسری صورت معلوم ہوتی ہی حاصل کلام نفی کی
بھانت بھانت کی صورتون کا دریافت ہونا فایدہ سے
خالی نہین ہی غرض جس وضع کے ساتھہ نفی کا شروع
نمود ہو اُسیکو بخوبی اپنے خیال مین ٹھہرا کے اوسکے زیادہ
ہونے کی کوشش کرے اور خیال سے اوس کو بڑھاتا جاوے
یہان تک کہ تمام بدن نفی ہو جاوے اور جس وقت نفی
کرنا سخت معلوم ہوا ور اس کا خیال درست نہو سکے تب
* لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ لَا فَاعِلَ اِلَّا اللّٰہُ * ان دونون لفظون
کے تئین معنی سمجھہ کے اپنے خیال کی قوت سے اوس
عضو یا اوس مکان پر جسکی نفی سخت معلوم ہو سب جگہہ
ضرب کرے انشاء اللہ تعالی یہہ شغل نفی کے واسطے
کافی ہوگا اون دونون لفظون کے معنی یہہ ہین نہین کوئی
موجود ہی اللہ کے سوا یعنے جتنے موجود ہین وہ سب پہلے نیست
تھے اور پھر بھی نیست ہو نگے تو اونکا موجود ہونا معتبر نہین

اور نہین کوئی کام کرنیوالا اللہ کے سوا اور نفی کے بعد کبھی ایک
خالی پن ظاہر ہوتا ہی اس وضع پر کہ خیال کرتا ہی کہ اگر تلوار
کا ضرب اوس کے بدن مین لگیگا تو اوسکے بدن مین تلوار
رکیگی نہین بلکہ اسکا ضرب جس طرح خالی مکان سے
گذر جاتا ہی اسی طرح اوسکے بدن کے درمیان سے بھی خالی
گذر جاویگا اور کدھین کاجل کی سی تاریکی کہ اوس کے چارو
طرف ایک چمک مثل خط باریک نورانی کے ہوتی ہی
نمودار ہوتی ہی لیکن وہ خط نورانی میلا تاریکی ملا ہوا ہوتا
ہی جس طرح آگ کے شعلہ کا سر کہ دھوان ملنے کے سبب
سے بہت تاریک اور میلا دکھائی دیتا ہی اور وہ خط
نورانی اکیلا نہین دریافت ہوتا بلکہ تاریکی کے شامل
معلوم ہوتا ہی اور اگر نظر کو خوب ٹھہرا کے اوس کی
طرف متوجہ کرین تو اوسی وقت وہ نور مٹ جاتا ہی
اور تاریکی کے سیوا اے کچھ نہین دریافت ہوتا غرض اس
تاریکی کو نور نفی کا بولتے ہیں اور اِس نفی کے شغل
کو بخوبی ہمیشہ مشق کرنا چاہیئے تاکہ طالب کا شغل دوسرے
رے خیال سے کہ مثل خس و خاشاک کے ہی اسی شغل سے

صاف ہو جاوے اور اس راہ کے چلنے والون کو اکثر
وقتون مین اس شغل کی حاجت پڑتی ہی * فائدہ *
شغل نفی کے ساتھ شغل یاد داشت کا بھی لگا رہے اوسکی
حقیقت یہہ ہی کہ ہمیشہ متوجہ رہنا ذات پاک بیچون اور
بیچگون کی طرف سب وقت بیٹھتے اوٹھتے کھاتے پیتے
اور سب کار وبار بازار سے لے تا دربار اور ساری
صنعتیون کے درپیش ہونے مین اس طور پر کہ کوئی کام
اوس متوجہ ہونے کو منع نکر سکے جس طرح سے کسی چیز
کی محبت یا کسی کام کا اہتمام کسی شخص کے دل مین گڑ جاتا
ہی تو دنیا کی ضروری حاجت اور کام کے عین وقت مین
اوسی محبوب اور امر مرغوب کے طرف دل لگا رہتا ہی
چنانچہ ہر سلیم العقل اور وجدان پر پوشیدہ نہین ہی
چاہئے کہ تمثیل مذکور کو اپنی عقل اور وجدان سے دریافت
کر کے خدا کی یاد داشت کو یون نہ شمار کرے کہ اِس طرح
کی یاد داشت عقل اور عادت کی راہ سے ممتنع ہی
یعنے ہو نہین سکتی ہی بلکہ اوس کو سہل اور آسان
معلوم کر کے اوسکے تحصیل کے لئے کمر ہمت کی چست

باندھے اور بھی جانا چاہئے کہ جیسا کہ بعضے شخص کو بعضے
چیز کی یادداشت حاصل ہوتی ہی لیکن وہ اوس چیز کی
یادداشت کے حصول سے بےخبر رہتا ہی مگر جس وقت
کوئی امر ایسا درپیش ہو کہ اوس چیز کی یادداشت کے
حصول پر خبردار کرے اوس وقت خبردار ہوتے ہیں مثلا
ہر شخص کو اپنے بدن کے طرف التفات اور توجہ دایمی
یعنے ہمیشگی کی حاصل ہی پر اِس التفات کے حاصل ہونیکے علم کا
علم نہیں مگر کبھی کے بیٹھنے کے وقت یا کسی درد کے پہنچنے
کے وقت ایسا ہی بعضے سالکون کو خدا کی یادداشت
حاصل رہتی ہی پر اوسکے حصول پر شعور نہین مگر جس
وقت یادداشت مین غفلت یا کوئی امر یادداشت کا خلل
انداز درپیش ہوتا ہی اوس وقت شعور ہوتا ہی اور
بعد قابو مین آجانے یادداشت حق کے دوسری یادداشت
کو بھی اوسکے ساتھ ملانا چاہئے اور دوسری یادداشت
کا بیان تفصیل کے ساتھ دوسرے باب مین گذر چکا ہی
* افادہ * جب نفی اپنی اور نفی تمام عالم کی طالب کے
قابو مین آتی ہی تب نفی النفی اور فناء الفنا کو شروع کرے

یعنے جس خیال سے کہ اپنے وجود کی نفی اور تمام موجودات
کی نفی کرتا تھا اور نیست سمجھتا تھا اوسکو بھی نفی اور
نیست خیال کرے اور چونکہ نفی النفی نری نیستی ہی
نشانی اوسکی نری غفلت اور بیہوشی اور نرا بیکار ہو جانا
قوت دراک کا ہی یہان تک کہ اگر اسی شغل کو
ہمیشہ برابر کیا کرے تو بدن اوسکا نیست ہو جاوے اور
اوسکا کچھ نشان باقی نرہے یعنے اوس کو خیال مین ایسا معلوم
ہو نہ یہہ کہ حقیقت مین بدن نیست ہو جاوے اور اگرچہ یہہ
غفلت کی حالت طالب کو خوش معلوم ہوگی لیکن آیندہ کو
کام آویگی اوسکو بیکار نہ سمجھے بلکہ اس شغل کو بھی کرے
اور نفی النفی کے ناخوش معلوم ہونے کا یہہ سبب ہی کہ
اس شغل مین ادراک اور دریافت کا دور کرنا ہوتا ہی اور
جب کہ دریافت اور ادراک باقی نہین رہتا ہی تب کچھ
معلوم نہین ہوتا اور آدمی کی دل لگی بسبب دریافت اور
ادراک کے ہی اگرچہ شغل نفی مین بھی ہر چیز کو اپنے
ادراک سے دور کرتا ہی لیکن اوسکے خیال مین صفائی باقی
رہتی ہی اور موجب دل لگی کا ہوتا ہی جیسا کہ صاف طبیعت

والون کو صاف مید ان سے اُنست اور دل لگی ہوتی
ہی ویسا ہی نفی مین بھی ایک انست اور دل لگی ہوتی
ہی بخلاف نفی التقی کے کہ اوس مقام مین اُنست کا
تھکانا باقی نہین رہتا * فایدہ * بعد تمام ہونے نفی کے سالک
کو ضرور ہی کہ دو صورت در پیش ہوگی یا توحید صفاتی
ظاہر ہوگی مجمل اوسکا یہہ ہی کہ اس شغل والے کو گمان
ہوتا ہی کہ عالم مین جو کثرت ہی اوسکے مصدر ہم ہین یعنے
مجھی سے صادر ہوتی ہی تصویر اوسکی اس طور سے
نمودار ہوتی ہی کہ اوسکے بدن کی فراخی اور پہنائی خیال
مین آتی ہی اور فراخی اور پہنائی اس مرتبہ کو پہنچتی ہی کہ اوسکے
خیال مین عالم اجسام کو کہ سب کے اوپر عرش مجید ہی ہر جانب
سے تجاوز کرتا ہی اور سارا عالم اپنے مین دیکھتا ہی آسمان
اور عناصر اور پہاڑ اور دریا اور اشجار اور پتھر اور
حیوان اور انسان سبکے سب کو منجملہ اپنے جسم کے جانتا
ہی اور اس حالت مین آسمان کے مکانون پر اطلاع اور زمین
کے بعضے مقام کی جو اوسکی جا سے دور دراز ہو سیر بطور
کشف کے حاصل ہوتی ہی اور وہ کشف اوسکا مطابق

واقع کے ہوتا ہی لیکن اپنے کو واقع مین تمام عالم کا کل نجانے
بلکہ اس خیال کو جو واقع کا مخالف ہی اس مرتبہ کے آثار سے
اعتنا د کرے اور اس حالت مین توقف نکرے کیونکہ منزل
مقصود کی سیدھی راہ نہین ہی ہرچند ایک راہ ہی لیکن
سیدھی راہ سے دور تر ہی اور سیر کی صعوبت اور
درازی کو پیدا کرتی ہی اُس راہ سے انوار مین جانے کا قصد
کرے کہ اوس ذات پاک کے پردے ہیں اور کبھی
رنگ برنگ کے انوار دیکھائی دیتے ہیں اور طالب کے
مقصود کی حاصل ہونیکی راہ یہی دوسری صورت ہی اور
وہ انوار اللہ تعالی کی ذات پاک کے پردے ہیں بس
اون پردون کو طی کرنا شروع کرے اور اوسکے طی ہو
جانے کی مدت مقرر نہین ہی اگر عنایت الہی شامل حال
ہووے تو ایک لمحہ مین ہزارون پردے طی ہوتے ہیں
لیکن سالک کے ایک پردے سے دوسرے مین جانے
کے واسطے یہہ سبب مقرر ہی کہ اون انوار مین سے ہر ایک
کو یعنے جس رنگ کا نور نظر پڑے اوسکو اپنے خیال کی
قوت سے اس قدر کشادہ کرے کہ وہ نور تمام عالم کا احاطہ

کر کے قید سے مکان کے لامکان کے میدان مین معدوم ہونے لگے یعنے
معدوم ہو کہ زمین آسمان وغیرہ نہین ہی بالکل نور ہی نور ہی بعد
اوسکے اوس نور سے دوسرے نور مین جانے کا ارادہ اور
ہمت اپنے دل مین کرکے اسباب کی درخواست اللہ تعالی
کی جناب سے کرکے اپنے خیال کی نظر سے اوس نور مین
اس حد تک غور کرے کہ اوس نور کی پشت مین سے
دوسرا اور دیکھا دے تب اوس نور کو بھی پہلے نور
کی طرح کشادہ کرے اور اوسی طرح غور کرے یہان تک
کہ تیسرا نظر پڑے اور ایسا ہی کرتا رہے اور ایسا
بہت ہوتا ہی کہ انسان انہین پردون مین متوقف ہوے
اور اوسکو اصل مقصود کے ملنے کی راہ ہاتھ نہ لگے اور آخر
ان پردون کا ایک پردہ ہی لطیف بے رنگ اور
اوسکو نسبت بے رنگی کہتے ہین اگرچہ اس پردہ کو
دریا کے پانی سے جو خس وخاشاک اور ریتی اور
خاک کی آلودگی سے صاف ہوتا ہی تشبیہ دیتے ہین
لیکن خوب غور کرنے کے بعد اوسکی تشبیہ دینے کے قابل
کوئی چیز خیال مین نہین آتی وہان بھی توقف رو دیتا ہی اور

کبھی بعضے طالبین آدمی کو مقصود اصلی معلوم کرتے ہیں اور
وہیں ٹھہر جاتے ہیں * افادہ * خدا کی عنایت سے اور
کشش غیبی سے جسکا سارا پردہ طی ہوتا ہی تب ذات
پاک کی معرفت کے مقام مین پہنچتا ہی اوس جگہہ مین عمدہ
عمدہ حالات اور طرح طرح کے انوار پیش آتے ہیں
اور جو خوض کہ اوس جا پر ہوتی ہی اوس کو سیر فی اللہ
بولتے ہیں اور نہ معلوم کرین کہ اوس مقام مین تفاوت
اور تبدل حالتون کی نہین ہوتی بلکہ بموجب مضمون * کُلَّ یَوْمٍ
هُوَ فِی شَانٍ * کے ہر وقت جدی شان اوس ذات
پاک کی جلوہ گر ہوتی ہی اور طالب کے دل کے احوال
کے بدلتے ہی غیب مین بھی تبدیلی اوسکی بصیرت کی
انکھہ پر نمایان ہوتی ہی اور جب کہ موافق حدیث نبوی
علی صاحبہ الصلواۃ والسلام کے کہ دل آدمی کا بمنزلہ ایک
پر کے ہی کہ میدان صاف مین اوسکو ہوا زیر اور زبر کرتی
ہی اور انسان کے دل کو قرار نہین ہی سو اوس طرف
سے بھی جو شانین کہ ظاہر ہوتی ہیں اون مین بھی سکون اور
قرار نہین بلکہ دم بدم بدلتی ہی اور خدا ہی کی شان بدلنے کے

سبب سے بنی آدم کی استعدادون کے موافق مختلف معاملہ پیش آتے ہیں اور سیر فی اللہ کی تفصیل لنبی اور چوڑی ہی اوسکا لکھنا ان ورقون مین دشوار ہی لیکن جو سلوک کہ سلوک کی کتابون مین مشہور اور منضبط ہی سو مقام مین معرفت کے منتہی ہوتی ہی یعنے انتہا اوس کا معرفت تک ہی ❋

دوسری فصل بیان مین چشتیہ طریقہ کے اشغال کے ہی اوس نئی طرز کے ساتھہ جس مین موجب قوت کا تاثیر کے اور جلد ظاہر ہونے کا فایدون کے تھوڑے زمانہ مین ہوا ور ریاضتین اور محنتین متعارفہ کی نسبت کر بہت اسان ہو ❋ اور اس مین دو ہدایت ہی ❋

پہلے ہدایت طریقہ چشتیہ کے اشغال کے بیان مین

❋ افادہ ❋ اول طالب کو چاہئے کہ با وضو دو زانو بطور نماز کے بیٹھے اور اس طریقہ کے بزرگون کے نام پر یعنے حضرت خواجہ معین الدین سنجری اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور غیرہ کے سورہ فاتحہ کو پڑھکے حضرت ایزد پاک کی جناب مین التجا کرے اور بڑے آرزو اور بہت

زاری کے ساتھہ اپنے کام کی کشود کی دعا کرکے ذکر دو
ضربی شروع کرے اوسکی طریق وہ ہی کہ لفظ مبارک
اللہ کو دوبار اگتا تار کہے اور دونوکو ملانے کے لئے پہلے کے
اخیر حرف کو پیش پڑھے اور اس دو بار کہنے کو ایک
ذکر قرار دیوے اور دونو ذکر کے امتیاز کے لئے لفظ اللہ کو
کہ دوسری بار دونو ذکر مین کہے گا وقف کے طور پر کہے
یعنے حرف ہا کو جزم پڑھے اور بڑے زور کے ساتھہ
سینہ سے نکالے اور جہر اور شدت اور مد کے ساتھہ کہے
اور آخر کو اول سے جہر اور شدت اور مد اور قوت مین
زیادہ بڑھاوے اور اول کے ہمراہ خیال کرے کہ ایک
نور سینہ سے اوس کے نکل کر اوسکے لب پر پہنچکر تھہر گیا
دوسرے بار مین وہان سے نکل کر قوت اور کثرت کے
سبب سے جو دونو ایکھتے ہوے موہنہ سے اوسکے نکل کر
اوسکے سر پر پہنچا سو اوس نور کو بلند تر بقدر ایک ہاتھہ کے
تصور کرے اسی ذکر کو حضور دل سے بار بار کرے اور
حضور دل کے لئے اتنا بھی کافی ہی کہ یہہ اسم مبارک اوس
ذات پاک کا نام ہی اور اپنے نام کے ساتھہ ہر وقت

اور ہر جگہہ موجود ہی اس اسم مبارک کا غایب ہونا
اوس ذات پاک سے ممکن نہین ہی فضل کامل سے اوس
کریم مطلق کے امید واثق وہ ہی کہ جلد تر ذکر کرنے والے
کو ایک نور معلوم ہو سو اس ذکر کو اس قدر کرے کہ وہ
نور مثل چتر کے اوسکے سر پر ہو گیا پھر سبب زیادہ
ہونے اور تہہ بتہہ ہونے اوسکے سارے بدن پر پہنچکر
اوسکے بدن کو اندر اور باہر گھیر لے اور اوسکا بدن اوس
نور مین گم ہو جاوے * ۲ افادہ * جب یہہ معنی بخوبی
حاصل ہو اور مشق اور ملکہ اوس کا اس وضع پر ہو یوے
کہ ہر وقت بے رنج اور کلفت اسی طور پر کرے اور قابو
مین ذاکر کے آوے تب دوسرا ذکر شروع کرے اور
وہ ذکر لفظ * الا اللہ * کا ہی قوت اور شدت اور جہر
اوسی طور پر ہی کہ مذکور ہوا لیکن اتنا فرق ہی کہ اس کلمہ کو
نیچے کے جانب اپنے دو زانو کے درمیان ضرب کرے
اور نور کو جسقدر کہ ذکر اول مین اوپر کے جانب بلند
خیال کیا تھا اوتنا ہی نیچے کے جانب خیال کرے اور اوسکو
نیچے سے اوپر لاوے تاکہ اوپر کا نور اور نیچے کا نور بمنزلہ

ایک نورانی سوں کے کہ اوسی نور مین اوسکا بدن گم
گیا ہو ثابت ہووے * ۳ افادہ * پھر نرمی اور آہستگی
سے تیسرا ذکر شروع کرے اور اس ذکر مین بطور اول
کے صرف لفظ اللہ کا کہے بدون ضرب اور شدت اور جہر
مفرط کے یعنی ضرب نکرے اور زور سے چلا کر نہ بولے اور
اس لفظ مبارک کو اپنے خیال مین اوس نور مین کہ اوسکے
بدن کے بجاے وہی نور ہی گردش دیوے مانند جھاڑو
دینے اور صیقل کرنے کے کہ اگر میل کچیل بدن کے خیال کا
یا اوسکے غیر کا ہووے تو صاف اور مصقل کرے اور سارا
اوس نور کا صاف تر اور درخشان زیادہ ہو جاوے
اور چمکنے لگے * ۴ افادہ * جب یہہ نور ایسا صاف ہووے
کہ شعاع اوسکا ہر طرف سے اوس سے دور تر پڑے اور
اوسکا صاف کرنا اور صیقل کرنا بھی قابو مین ذاکر کے آوے
چوتھا ذکر شروع کرے اور وہ نفی اور اثبات ہی یعنے
* لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ * پس لا کو اپنے خیال مین کھینچکے زمین اور
آسمان کو احاطہ کرے اور تمام دورہ کو لیکر الہ کو اپنے مین
تمام کرے اور طریق لا کے کھینچنے کی یہہ ہی کہ اپنے مونہہ

کے آگے دراز اور جولا خیال کرے یہان تک کہ عرش مجید پر پہنچے اور اوسکو حرکت کرنیوالا تصور کرے کہ سارے عالم مین حرکت اور جنبش کرکے اپنے مقام مین پہنچا اور الا اللّٰہ کے لفظ کے ساتھہ بلندی عرش مجید کے اوپر کے جانب مین ضرب کرے اور لا الہ مین نفی ہر چیز کی حقیقت مین اور فی الواقع اور نفی وجود کی اپنے اور سارے اشیا اور کاینات کی اپنے خیال مین درست لحاظ اور چست تصور کے ساتھہ ٹھہراوے اور مستحکم اور مضبوط کرے اور الا اللّٰہ کی ضرب مین اشارہ ذات پاک مین کرے کیونکہ کلام مجید ناطق ہی یعنے ٭ اَلرَّحمٰنُ عَلَی العَرشِ استَوٰی ٭ اس ذکر کو بار بار کرنے سے نور اوس پاک ذات کا عرش کے اوپر سے اوس کثرت اور وسعت کے ساتھہ دریاے زخار کے مانند آوے گا کہ سارے عالم کو احاطہ کرے گا بلکہ تمام عالم اوسمین گم ہوگا جیسا ذکر اول مین فقط ذاکر کا جسم گم ہوا تھا اور اس طور پر ذکر نفی اور اثبات کا طالب صادق کو واسطے حاصل ہونے کمالات مقصودہ کے کافی ہی فہم ٹھیک چاہے اور

اس ذکر کو کثرت اور مبالغہ کے ساتھہ کرے عنایت ایزدی سے ترقیات مین کوئی دوسرے شغل کا محتاج نہوگا

* افادہ * طریق انتقال کی اس ذکر سے بمنزلہ مقصود کے وہ ہی کہ بعد مستقر ہونے اوس نور کے کہ عرش کے اوپر سے فایض ہو کے سارے عالم کو گھیر لیا اوسی نور مین مراقبہ کرے اور ذکر کو چھوڑ دے اور طرز مراقبہ کی یہہ ہی کہ اپنی نفی اور تمام عالم کی نفی کہ نور مذکور کے احاطہ کرنے سے حاصل کیا قصد کے لحاظ سے ملاحظہ کرکے نفی مذکور کو اوس وجہ سے اپنے قابو مین لاوے کہ اول بدون لحاظ نور کے بھی اپنی نفی اور تمام موجودات اور کاینات کی نفی اوس سے آسان ہو گو کہ نفی اوس نور سے جدا نہین ہوتی ہی اور اس شخص کو چاہئے کہ نفی کو بذاتہ مقصود کر کے شغل نفی کو مضبوط کرے اور بعد مستحکم ہونے نفی کے یا توحید صفاتی ظاہر ہوگی یا انوار ظاہر ہونگے اور ثانی راہ مطلب یابی کی ہی پس جس طریق سے کہ پہلی فصل مین مذکور ہوا اوس نور انیت کے پردون سے تجاوز کرے تاکہ آخیر پردہ مین کہ جسکا لقب نسبت بے رنگی ہی پہنچ جاوے

اگرچہ اس طریقہ کی نسبت کی تشبیہ چاندنی کے ساتھ
دیتے ہیں لیکن حقیقت مین بے رنگ ہی ایک گونہ یہی
رنگ معلوم ہوتا ہی اوسمین جو غور کرکے دیکھا جاے تو
کوئی رنگ خیال مین نہین گذرتا جبکہ اخیر کے پردے سے
بھی گذر جاے گا ذات پاک مین واصل ہوگا انتہا سلوک
متعارفہ کا ہی متحقق اور ثابت ہوگا

دوسری ہدایت بیان مین فایدہ متفرقہ کے

اور اوس مین دو افادہ ہی ۞ افادہ ۞ واسطے کھلنے حالات
آسمانون کے اور ملاقات ارواح اور ملایک کے اور
سیر جنت اور نار کے اور مطلع ہونے حقیقتون پر اوس
مقام کے اور دریافت کرنے وہان کے مکانون کے اور
منکشف ہونے امر لوح محفوظ کے ذکر ۞ یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ ۞
کا ہی یا حی کو ذکر خیالی کے ساتھ اپنے سینہ کے درمیان سے
لب تک لاوے اور اپنی روح کو ہمیشہ نیچے اوسکے
کرے اور پھر لفظ یا قیوم کو سینہ سے نکالے اور چونکہ بولنا
اس لفظ مبارک کا لفظ اول کے تلفظ کے ساتھ متصل
واقع ہوتا ہی اور ضرور اثر اس دونو اسم مبارک کا

وقت بولنے لفظ اخیر کے مجتمع ہو کے قوت پکڑتا ہی اسواسطے
لفظ اخیر کے بولنے کے ہمراہ دونو لفظ مبارک کی استعانت
سے اس طور پر کہ یہہ اسم پاک نیچے روح کے ہوئے اور روح
دونو اسم کے درمیان رہے روح کو عرش کے اوپر
پہنچاوے اور وہان پہنچکر توقف کر کے سیر اور دور کرے
اور دور و سیر مین مختار ہی عرش کے اوپر کرے یا
نیچے آسمان کے مواضع مین کرے یا ہموار زمین مین مثل کعبہ
معظمہ اور دوسرے مکان متبرک کے اور ایک عرصہ کے
بعد کہ بیداری اور خبرداری چاہے تو انہین دونو اسم کی
استعانت سے اوپر سے نیچے آوے یا حی کے ذکر
خیالی کے ساتھہ اوس جگہ سے آنے کا تہیہ کرے اور
یا قیوم کے ہمراہ آہستہ آہستہ اپنے مکان مین پہنچے اور
اوترنے مین آسمانون کو جدا جدا لحاظ رکھے * ۲ افادہ *
سبوح قدوس ربنا و رب الملائکۃ والروح * کشف قبور
کے لئے مقرر ہی اوسکی طریق یہہ ہی کہ ساتہہ اسم
اول یعنے سبوح کے ناف سے دماغ مین یعنے لطیفہ اخفی
مین پہنچے اور دوسرے کے ساتھہ یعنی قدوس کے اوس

ہونے کے وقت انسان کو اپنی طرف متوجہ کرے اور
نچھوڑے کہ بالکل اوس سے غفلت کرے پس
اوس حرکت کو نام پاک الہی کے ذکر کا مقارن جانے باین
طور کہ اس حرکت کے ساتھہ اللہ اللہ کہتا ہی اور
حضوری اور اُلفت اس نام کے مسمی کے ساتھہ
پیدا کرے پس اس لطائف کے اذکار کو جدا جدا مزاولت
کر کے ایکبارگی سب سے ذکر کرے تاکہ ذکر اون سبھونکا
ایک ہی وقت مین معلوم ہووے اور اس لطائف کے
ذکر کو مضبوط اور استوار کرے اور ادنی مرتبہ مضبوطی کا
وہ ہی کہ جس وقت چاہے اس طرف مشغول ہو سکے
اور سکھانے والا اگر اسکو زیادہ کرنیکو فرماوے اوسکے حکم
کو بجالاوے اور چھہ لطیفون مین سے ہرایک کے لئے ایک ایک
نور ہی الگ الگ کہ ان بزرگوارون کے کتابون اور
رسالون مین تفصیل کے ساتھہ مذکور ہی ٭ بسبب کثرت
اذکار لطائف کے ہرایک کو نور سے اوسکے منور کرنے
مین ہرچند یہہ تنویر بہتر اور خوبتر ہی لیکن سلوک کی راہ مین
طول پیدا کرتی ہی اور وہ طول چندان ضرور نہین ہی کیونکہ

ہے انسان نورانیت کے پردون مین پہنچتا ہی خود بخود
لطیفون کے انوار کو دیکھتا ہی اور بعد مزاولت کے ہر
لطیفے کو اوسکے نور کے ساتھہ بلکہ جس نور کے ساتھہ چاہے
رنگین کر سکتا ہی اور لطیفون کے اذکار کے وقت
مین سعی اور محنت سے یہی مطلب سر انجام قبول کرتا ہی
اور بعد اوسکے نورانیت کے پردون کے مقام مین بے
سعی اور محنت کے وہ مقصد بر آتا ہی سو سعی کرنا
لطائف کے رنگین کرنے مین اوسکے انوار کے رنگون
کے ساتھہ ابتدا مین بمنزلہ اسکندر نامہ کی تقریرون کی تعلیم
کے ہی کہ پڑھنے والون کو سو مناسب وہ ہی کہ اونکے
مرتبون مین سے بقدر حاجت کے استعمال کرکے وقت
کو نفیس قاطع جان کے جلدی سے جلدی طی کرین اور
مقامات بلند مین بقدر استعداد اور آسودگی روح کے
توقف کرین * ۲ افادہ * بعد اوسکے حبس نفس نفی اور
اثبات کی کرے طریق اوسکی وہ ہی کہ بعد اوسکے مودب
دوزانو قبلے کیطرف منہہ کرکے بیٹھکے اپنے دم کو بند کرکے
زبان کو تالو مین ستا کے لفظ لا کو لطیفۂ نفس سے کھینچے اور

لطیفہ سر پر تھوڑا سا توقف کرکے پھر لطیفہ خفی پر بھی ٹھہر کے
لطیفہ اخفی مین پہنچے حاصل کلام ایک حرکت خیالی لطیفہ نفس
سے لطیفہ اخفی تک کرے اور اس حرکت کی مدت
کے درمیان لطیفہ سر اور لطیفہ خفی کے مقام مین لحاظ کو
مستقل ہو کے متوجہ کرکے واسطے امتیاز اون لطیفون کے
ٹھہراوے اور لفظ الٰہ کو لطیفہ اخفی سے کھینچکر کے لطیفہ
روح کی طرف متوجہ ہو کے الا اللہ کو لطیفہ قلب مین ضرب
کرے اور اوس حرکات خیالی مین کسی طرح کی حرکت
ظاہری کسی عضو پر یہان تک کہ سر اور مونہہ اور ہونٹھ
اور زبان پر بالکل نہووے اور رعایت عدد کے ساتھہ اوسکو
عمل مین لاوے ایک بار ذکر کرکے اپنے دم کو چھوڑ دے
اور بعد اطمینان اور چین پکڑنے نفس کے دوسری بار
ذکر کرے جب حبس دم کی برداشت زیادہ ہووے ذکر
کے عدد مین زیادتی کرے ادنی مرتبہ زیادتی کا اوسکے اکیس
بار ہی جب کہ اکیس بار مین پہنچے گا اور مزاولت اوسکی
کریگا اور ایک مجلس مین سیکڑون کی گنتی مین پہنچیگا تب
گرمی اور صفائی لطیفون مین اوسکے البتہ پیدا ہوگی اور اس

ذکر سے ایسا معلوم ہوگا کہ ایک شعلہ جوالہ ہی کہ اوسکے
سارے لطیفون کو احاطہ کرکے مثل خط آتشین کے دراز ہوگیا
* ف * شعلہ جوالہ اوسکو کہتے ہیں جیسا ایک لکڑی کو جلاکے
چارو طرف گھماوے اور گھمانے کے وقت بیچ بیچ مین
خالی رہیگا اور چارو طرف ایک خط آتشین دراز مثل
دائرے کے پیدا ہوگا * ۳ افادہ * بعد مزاولت اور قابو
مین آجانے نفی اور اثبات کے سلطان الذکر کو عمل مین لاوے
بیان اوسکا وہ ہی کہ ہر ٹکرہ کہ انسان کا ہی اوسکے لیئے
ایک وحدت ثابت ہی اور علامت وحدت کی اوس
ٹکرہ کی یہہ ہی کہ ہر ایک کی شناخت کے لیئے ایک نام معین
ہی واسطے اوس ٹکرہ کے الگ نام سے کل کے سو وہ
ٹکرہ ایک وجہ سے سارے اجزای انسانی پر مشتمل ہی اس
واسطے اوسکے لیئے ایک زبان بھی مقرر ہی اور بموجب
ارشاد حضرت حق تبارک و تعالی کے یعنے * وَاِنْ مِنْ شَیْئٍ
اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ * ترجمہ *
نہین ہی کوئی شی مگر پاکی بولتی ہی اوسکی خوبیونکی لیکن
نہین سمجھتے ہو تم اونکی تسبیح کو * وہ سارے ٹکرے

انسان کے ذکر الٰہی کرتے ہیں لیکن انسان کی دریافت
مین نہین آتا سو سالکان الذکر یہہ ہی کہ اپنے سارے ٹکڑے
کے ذکر کو ایک طور کی دریافت سے معلوم کرے اور
اوسکی ذکر پر خبردار ہو اوسکی راہ یہہ ہی کہ اپنے تمام
بدن کی سب جگہہ کو چھہ لطیفون کی طرح پر سمجھے اور یہہ بات
ظاہر ہی کہ آدمی کی نظر مین چھو لطیفے اور تمام بدن برابر
ہی جب چھو لطیفون کے مقام سے ذکر کو پہنچایا اور اوسکی
کیفیت پر اطلاع پاتا بس اوسی طور سے تمام بدن سے
ذکر کرے اور تلقین کرنے والے کو چاہئے کہ آپ سالکان
الذکر کرکے جس طرح طالب کے لطیفون مین ذکر ڈالنے کا
مذکور اوپر ہو چکا اوسی طرح سے اوس ذکر کو بھی طالب
کے تمام بدن مین ڈالنے کا قصد کرے اوسکا اثر یہہ ہی کہ
کبھی بدن مین جنبش ظاہر ہوگی یہان تک کہ اوسکے ہاتھ
اور پانون یا دوسرے بدن اوسکے بغیر ارادے کے
اپنی جگہہ سے تل جاوینگے اور کبھی رعشہ کی سی
حرکت ظاہر ہوتی ہی اور کبھی بطور قشعریرہ یعنے بدن
پر رونگتے کھڑے ہو جانے کے معلوم کرتا ہی یا بطور

چوتھیون کے کہ اوسکے تمام بدن پر رینگتی ہیں اور ٹھنڈک اور
ہلکاپن اوسکے تمام بدن مین معلوم ہوتا ہی اور کبھی اس
قدر ٹھنڈک ذاکر کے بدن مین سماتی ہی کہ سخت گرمی کے
وقت مین اوسکو سردی معلوم ہوتی ہی اور ایسا ہلکا
ہو جاتا ہی کہ گویا اوسکے بدن سے آلایش کو دور کیا ہی جیسے
کسی شخص نے کیسہ مالی کرکے تمام مین غسل کیا ہو لیکن
ظاہری غسل مین یہہ ہلکاپن صرف اوسکے چمڑے پر معلوم
ہوتا ہی اور سلطان الذکر مین اندر سے صفائی معلوم ہوتی
ہی اور خرق عادت یعنی کرامت کے قسم سے ہی کہ جس
طرح کسی کا بدن بڑے زور سے پھڑکتا ہی اوسطرح
اوسکا تمام بدن قابو مین نہین رہتا اور بے اختیار پھڑکتا ہی
اور بڑی کرامت ہی کہ تمام بدن اور درو دیوار اور خس
وخار اور پتھر اور کوڑے مین سے ذکر جہر کی آواز بلاشبہہ
سلطان الذکر کرنے والے کے کان مین سنائی پڑے اور اوسکے
ہم نشینو کا سنا اوس کرامت مین زیادتی ہی اور کبھی
ایک نور سلطانی الذکر کرنے والے کو معلوم ہوتا ہی

* فایدہ * طالب مین لطیفون کا ذکر اور سلطان الذکر وغیرہ

کے حاصل ہونے کی دریافت کرنے کا طریقہ صاحب تلقین
اور ارشاد کے واسطے یہہ ہی کہ صاحب تلقین جو ذکر کر رہا
ہی اوس سے اپنی تئین خالی کر کے طالب کی طرف متوجہ
ہووے اوس وقت جو کچھ اپنے اندر پاوے اوسکو جانے
کہ یہہ جو معلوم ہوتا ہی سو طالب کے اثر کا عکس ہی اور جو
کچھ صاحب تلقین مین ظاہر ہووی طالب مین ہی تمام شغل
جس قدر اور جیسا ہوگا اوسکا عکس صاحب تلقین مین پڑیگا
* ۱۴ افادہ * جب سلطان الذکر اپنے قابو مین آوے اور
جس وقت اوسکا ارادہ کرے اوس وقت بلا تکلف
ظاہر ہو تب شغل نفی کے ساتھہ شغل یادداشت کابھی
لگارہے اور شغل یادداشت کی حقیقت اوپر مذکور ہوچکی
اور بعد اوسکے شغل نفی النفی کرے سو ضرور بالضرور
سالک پر یا توحید صفاتی منکشف ہوگی یا نورانیت کے
پردے ظاہر ہونگے اور امر ثانی یعنی نورانیت کے پردون کا
ظاہر ہونا وہی مطالب یابی کی طریق ہی پس سالک کو
چاہئے کہ اون پردون سے اوس طریق کے ساتھہ کہ پہلی فصل
مین مذکور ہوا تجاوز کرے اور پردون کے طے کرنے کے

درمیان مراقبہ صمدیت مین مزاولت کرے تاکہ اخیر پردے
مین جسکا نام نسبت بیرنگی ہی پہنچے اگرچہ اس طریقہ کی
نسبت کو آب دریا کی ساتھہ جو کورتے کرکٹ ریتی
اور خاک کی آلودگی سے پاک ہو تشبیہ دیتے ہین لیکن
نظر چوبھا کر دیکھنے مین کسی چیز کی ساتھہ تشبیہ دینے کے
قابل نہین معلوم ہوتی ہی اور بعد تجاوز کرنے کے نسبت
بیرنگی سے ذات پاک کی معرفت حاصل ہوتی ہی اور
سلوک جو لوگون مین مشہور اور متعارف ہی سو تمام
ہوجاے گی اور سیر فی اللہ پیش آویگی اور اس درمیان
مین نادر نادر حالتین اور عجیب و غریب مقامین ظاہر ہونگے
اور جس مرشد کے پاس طالب کو سیر فی اللہ مین ترقی ہو
گی وہی مرشد اوسکو وہان کے مقامات کی حقیقتون پر مطلع اور
آگاہ فرماوے گا * فایدہ * اس طریقہ کے امام یعنے خواجہ
بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہی * بیت *
اول ما آخر ہر منتہی است * آخر ما جیب تمنا تہی ست *
اول میرا آخر ہر منتہی کا ہی آخر میرا جیب تمنا کا خالی ہی
سچے طالب کو چاہئے کہ اوسی امر کا متلاشی رہے جس

ہر کو اوس جناب نے ساتھ لفظ جیب تمناتھ کے بیان فرمایا
ہی یعنی اوسکا طالب کا خالی ہونا ہی ارادون اور
قصدون سے اپنے * انشاء اللہ تعالی جوتھے باب مین اس
رسالے کے تفصیل اسکی مذکور ہوگی *

---

* دوسری ہدایت فایدہ متفرقہ کے بیان مین *

ارواح اور فرشتے اور اون کے مقامون کے کشف اور
زمین اور آسمان کے مکانون کی اور جنت اور دوزخ کی سیر
اور لوح محفوظ پر مطلع ہونے کے لئے شغل دورہ کرے
اور شغل دورہ کی طریق پہلی فصل مین مفصل مذکور ہوئی پس
اسی شغل کی استعانت سے زمین اور آسمان اور
بہشت اور دوزخ کے جس مقام مین چاہے متوجہ ہو
کے اوس مقام کی سیر کرے اور احوال وہان کا دریافت
کرے اور اوس مقام کے لوگون کے ساتھ ملاقات کرے
اور کبھی کبھی اون کے ساتھ بات چیت بھی ہوتی ہی
اور دینی اور دنیاوی کامون سے جو گذر گیا ہی یا آنے والا
ہی اوسکی صلاح اور مشورت بھی معلوم ہوتی ہی
* ۲ فایدہ * جاننا چاہئے کہ آنی والی خبرون کے کشف کے

لیئے اس طریقہ کے بزرگون نے بہتیری طریقین لکھے ہین اور
اولی اور احسن وہ ہی کہ تیسرے پہر رات سے بیدار ہو کے
کمال آداب اور نہایت حضور قلب سے طہارت
بجالاوے اور جو دعائین ماثورہ کے بعد طہارت کے گناہ اُترنے
کے لئے معین فرمائے ہین گناہ جہڑنے کی نیت سے زمین اور
آسمان کے خالق کی جناب مین کمال التجا کر کے پڑھے اور
بعد اوسکے صلواۃ التسبیح کمال آداب اور مستحبات
کے ساتھہ قلب اور قالب کو مطمین کر کے کمال خشوع
اور خضوع سے ادا کرے اور ساری نماز مین برائی اور
سیئات اوترنے کی دعا اور گناہون کی معافی کی التجا خدا
کی جناب مین تہہ دل مین ملحوظ رکھے بعد اوسکے توباہ تمامی
گناہون سے تہہ دل سے کرے اور استقدر التجا کرے کہ
اوسکے دل مین توباہ کے قبول کا اور گناہون کے عفو کا یقین
پیدا ہو اوسی وقت جس شغل مین کہ مہارت رکھتا
ہو اوس شغل مین مشغول ہووے اور تمامی شغل
مین حضرت حق کی جناب مین واسطے کشف ہونے اور
کہلنے واقعہ مطلوب کے التجا اس طور سے کرے کہ ساری

ہمت اوسکی اوسی واقعہ کے کھلنے کی طرف متوجہ ہو
حد اکی جناب سے امید قوی یون ہی کہ کشف ہونا اور معلوم
ہونا اوس واقعہ کا بطور نازل ہوںنے الہام کے اوپر سے
یا بطور ظاہر ہونے اوس واقعہ کے تہ دل سے متحقق ہوے
اور فرق درمیان وارد ہونے وسوسے کے اور نازل ہونے
الہام کے یہ ہی کہ الہام ایک امر ہی کہ دل مین اتر کے قرار
پکڑتا ہی اور مستحکم بیٹھتا ہی اور وسواس کو قرار اور
ثبات نہین رہتا ہی اور وسواس کے آنے جانے کی
کوئی راہ معین نہین ہی بطور چوٹے اور گزہ کت کے ایک
طرف سے آتا ہی اور دوسری جانب سے نکل جاتا ہی
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ گویا کہ ایک چیز ہی کہ ایک جانب
مین دل کے گھس گئی اور دوسری مرتبہ دوسری جانب مین
و اگر طریق مذکور سے واقعہ کا انکشاف نہو تو چاہیے کہ کمال
التجا کے ساتھہ حضرت حق کی جناب مین دعا کرے کہ الہی
مین جاہل ہون اور تو سب چیز کو جانتا ہی مین اس طریق
سے فلانی خبر کے کھلنے کے لئے سعی کیا اور مقصود حاصل نہوا
سو اپنے کسی بندہ کی زبان پر کوئی بات ایسی جاری

کروادے کہ اوس سے اپنا مطلب دریافت کرلون بعد اوسکے
اپنے کان کو اوس آواز کیطرف کہ آدمی سے نیند کی
حالت مین یا بیداری مین صادر ہوتی ہی لگاوے اور بطریق
فال کے اونکے کلام سے غرض اپنی سمجھ لے اور اگر اسطور
سے بھی اپنا مطلب نہ ملے تو چاہئیے کہ تیسری پہر رات مین
دو رکعت نماز واقعہ مطلوبہ کے کھلنے کی نیت سے ادا کرے
اور ہر رکعت مین تین بار الحمد اور تین بار آیۃ الکرسی اور
پندرہ بار قل ہو اللہ پڑھے بعد اوسکے سر کو سجدہ مین رکھہ
کے کمال خشوع اور خضوع کے ساتھہ ایک سو ایک
بار * یَا خَبِیْرُ اَخْبِرْنِیْ * کھلنے کی نیت سے کہے بعد اوسکے
استکشاف یعنے کھلنے کی نیت سے دعا کر کے خواب مین
جاوے انشاء اللہ تعالی خواب مین کسی نہ کسی طور سے
اوس واقعہ کا حال ظاہر ہوگا خواہ کھلکر خواہ اشارہ سے
* فایدہ * جو اشغال کہ بدعت ہین اونہین مین سے شغل برزخ
ہی کہ متاخرین مین بہتیری طریقون سے شہرت پایا ہی
بلکہ بعضے بزرگون کا کلام بھی اوسپر مشتمل ہوا ہی اور
شغل مذکور کی تصویر یہہ ہی کہ واسطے دور کرنے خطرون

گے اور جمعیت ہمت کے شیخ کی صورت کو جیسا چاہئے
تعین اور تشخص کے ساتھہ خیال مین حاضر کرتے ہیں اور
جماتے اور ٹھہراتے ہیں اور خود ادب اور تعظیم تمام
کے ساتھہ اپنی ساری ہمت سے شیخ کی صورت کے
طرف متوجہ ہوتے ہیں گویا کہ بڑے ادب اور تعظیم کے
ساتھہ شیخ کے روبرو بیٹھے ہیں اور دل کو بالکل اوسی
طرف متوجہ کرتے ہیں اور حال اس شغل کا احوال سے
تصویر کے معلوم کیا چاہئے کیونکہ بنانا تصویر کا گناہ کبیرہ ہی
اور اوسکو دیکھنا خصوصا تعظیم اور توقیر کے ساتھہ البتہ
حرام ہی اور حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلواۃ والسلام
کا قول جو اپنی قوم کو خطاب فرمائے * مَاهٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي
اَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ * کیا ہیں یہہ مورتین جنکے سامھنے تم
اعتکاف کرتے ہو یعنے ادب سے سر جھکائے بیٹھے ہو
یہہ آیت مطلقا دلالت کرتی ہی اسبات پر کہ مورتون
کے سامھنے اعتکاف کرنا ممنوع ہی اور عکوف کے
معنے تصور کا لزوم بیٹھکے یا کھڑے ہوکے تعظیم اور ادب
اور محبت کے ساتھہ ہی اور شک نہین ہی کہ جو شخص ظاہری

صورت کے نزدیک یہہ کام کرتا ہی البتہ آثم اور گناہگار
ہی اور اوس گناہگار کے عمل مین اور اس سالک
طالب راہ حق کے شغل مین تفاوت اتنا ہی ہی کہ اول مین
تصویر رنگین کاغذ یا اوسکے مانند پر ہوگی اور ثانی مین تصویر
پوری صورت چمڑے کے رنگ اور بال اور خط اور
خال کے ساتھہ خیال کے ورق پر رہیگی ہر چند ظاہر مین
صورت پرستی نہین ہی لیکن باطن مین صاف صورت
پرستی ہی تصویر قرطاسی یعنے جو تصویر کہ کاغذ پر رہتی ہی
تصویر کی باریکیون کو جس قدر حکایت نہین کرتی ہی
اوس قدر صورت خیالی کرتی ہی باوجودیکہ دونون بیجان
ہاین پس حقیقت مین صورت خیالی زیادہ تر ہی صورت
قرطاسی سے کیونکہ فرق درمیان دونون کے نہین ہوسکتا
ہی مگر اس طور سے کہ پہلی صورت مین ظاہر شرع کی بندو
بست مین تخلل راہ پاتا ہی اور دوسری صورت مین
ظاہری شرع کی انتظام مین کچھ نقصان نہین پہنچتا ہی لیکن
جو قباحت اور برائی بہ نسبت اوسکی تاثیر کے اس کام کے
کرنے والے کے نفس مین ہوئی ہی سو دوسری صورت مین

پہلی صورت سے زیادہ تری پس اس وجہہ سے
چاہتا ہی کہ حرام ہووے اور قطع نظر اس معنے کے رواج
شغل برزخ کا نا قصون کو پہلی صورت یعنے صورت قرطاسی
مین پہنچاتا ہی اور تصاویر ظاہری بنا کے جو حرکتین تعظیم
کی کہ آگے صورت والے کے کرتے ہین وہی تعظیم اُن
تصویرون کے روبرو بجالاتے ہین اور صاف بت
پرست ہوجاتے ہین اور کھچ جانے مین شغل برزخ کے
اس عمل کے طرف کہ صریح حرام ہی شبہہ نہین ہی پس
یہہ بھی چاہئیے کہ حرام ہو اور شریعت محمدیہ مین واسطے پیش
بندی صورت پرستی کے تصویر سازی اور مورت
بنانی مطلقا منع ہوئی اور دوسری شریعتون مین بعضے غرضون
کے لیئے درست تھی مثل دریافت کرنے حال شکل اور
شمایل مردہ کے یا زندہ غایب کے پس جس وقت کہ
شارع نے تصویر بنانے مین اس قدر احتیاط فرمایا ہو شریعت
کے تابعدارون کو چاہئیے کہ وہی طریقۂ احتیاط کو پیش نظر کر
کے شغل برزخ کو حرام اور قبیح معلوم کرین اور جو شخص
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر آگاہی رکھتا ہی

جان لیگا کہ اگر اس امر کا استفتا زمانہ متبرک مین آپ کے
ہوتا اور کوئی فتوی پوچھتا تو البتہ اس سے آپ منع فرماتے
اور حرمت اسکی ظاہر ہوتی *

چوتھی فصل طریقہ مجددیہ قدس اللہ اسرارہما
کی اصطلاحات کے بیان مین

اور اوس مین ایک تمہید اور ایک مقصد ہی * تمہید *
جاننا چاہئیے کہ مقامات لطیفے کا طریقہ مجددیہ کے بزرگوار دن
کے نزدیک مثل شیخ عبد الاحد اور غیرہ قدس اللہ اسرارہم
کے اس طور پر ہی کہ مقام لطیفۂ قلب کا بائین پستان کے نیچے
اور لطیفۂ روح کا لطیفۂ قلب کے برابر دہنے پستان کے نیچے
ہی اور لطیفۂ سر کا بائین پستان کے اوپر بقدر دو انگلی کے
جھکا ہوا بیچو بیچ سینہ کے طرف اور لطیفۂ اخفی کا درمیان
سینہ کے ہی اور لطیفہ نفس کا مبدء مین پیشانی کے ہی
اوسی جا پر کہ لطیفہ خفی جمہور کے نزدیک اوسی جگہہ ہی
اول چاہئیے کہ لطیفون کو ذکر کے ساتھہ جاری کرے اور
اون لطیفون کو ذاکر کرین اور اوسکی طریق وہ ہی کہ طالب
موودب ہو کے وضو کے ساتھہ خضوع اور خشوع اور

التجاے تمام سے روبرو مرشد کے بیٹھے اور خاموش
ہووے اور اپنے دل کو جمع رکھے اور خیالات کو دور کرے
اور بالکل زبان اور سارے اعضا کو حرکت سے باز رکھ
کے دل سے اسم مبارک یعنے لفظ اللہ کو بولاوے اور
مرشد کو چاہئے کہ بڑے خشوع کے ساتھ طالب کے
تمامی بدن کیطرف متوجہ ہووے اور لطیفون مین ذکر کرکے
درست ہمت کے ساتھ طالب کے لطیفون مین ڈالے
اور جب چھ لطیفون کا ذکر معلوم ہووے تب واسطے
حاصل ہونے سلطان الذکر کے لطیفۂ نفس پر توجہ بہت
کرے لطیفۂ نفس پر کثرت سے توجہ کرنے مین سلطان
الذکر حاصل ہوتا ہی اور بعد ذاکر ہونے لطیفون کے اور
حاصل ہونے سلطان الذکر کے اوس حد کے ساتھ کو غفلت
روند یوے ذکر * لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ * کو کہ نفی اور اثبات
ہی عمل مین لاوے اور مقصود اس ذکر سے اپنے بدن
کی نفی ہی لیکن ہرگاہ نفی سارے عالم کی اوس سے زیادہ
آسان ہی اور بدن کی نفی مین ایک دخل رکھتی ہی اول
سارے عالم کی نفی کو اپنے خیال مین ٹھہرایا چاہیے اور بعد

اوسکے بدن کی نفی کے طرف * لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ * کے ذکر
کے ساتھہ متوجہہ ہونا چاہیئے اوسکی طریق وہ ہی کہ لفظ لا
کو ناف سے کھینچکر دماغ مین پہنچادے اور جس موضع
پر بدن کے لاگذرے اوس جگہہ کی نفی کو خیال کرے اور
لفظ الہ کو لطیفۂ روح مین پہنچا کے * الا اللہ * کو قلب مین
ضرب کرے اور مقام لطیفۂ روح اور اوس جانب کے
سارے بدن کو ساتھہ لفظ الہ کے نفی کرے اور ساتھہ
لفظ * الا اللہ * کے مقام لطیفۂ قلب کو اور تمام باقی بدن
کی نفی کر کے حضرت حق کی ذات کے اثبات کو ملاحظہ
کرے اور یہہ ذکر اور نفی دونو کو قوت خیالی سے عمل
مین لاوے اور اصلا زبان سے تلفظ نکرے اور اس ذکر
کو ہمیشہ بار بار نفی کے خیال کے ساتھہ کرنے سے قوت
خیالی مین انشاء اللہ تعالی مضبوط اور مستحکم ہوگی اس
وجہہ سے کہ اپنے تمام وجود کی نفی بلکہ تمام عالم کی نفی
قوت خیالیہ مین علی الدوام ٹھہری رہیگی اور جس وقت
شغل نفی کا طالب کے خیال کے اندر مستحکم ہوتا ہی
درویشی کے معاملے ظاہر ہوتے ہیں خصوصا دوایر کا منکشف

ہوتا کہ بدون شغل نفی کے انکشاف اوسکا کما حقہ ممکن
نہین ہی اور جتنا نفی کامل تر ہوگی انکشاف زیادہ تر ہوگا
تو چاہئیے کہ مراقبے دوایر سے پہلے تکمیل اور ترقی مین نفی
کے سعی کرے اور بدن کا مطلقاً نپایا جانا کمال نفی ہی اور
کمال نفی ہونے کے وقت سیوا اوس چیز کے کہ انوار
کو دوایر کے دریافت کرنے والی ہی باقی نہین رہتی
ہی بعد اوسکے نفی النفی اور فناء الفنا حاصل ہوگی اگرچہ
نفی اور نفی النفی اس طریقہ کے بزرگون کے کلام مین مصرح
نہین ہی لیکن واسطے انکشاف دوایر کے اور ظاہر ہونے
معاملات کے اور مضبوط ہونے انوار کے ضروری ہی
لیکن تصریح نکرنا اون بزرگون کا اسطرح کے شغلون کو
سو سبب اوسکا وہ ہی کہ ان بزرگون کی تاثیر کی قوت
کے سبب سے مستفیدون پر نفی اور نفی النفی ظاہر ہوتی
تھی سو فقط توجہہ ان بزرگون کی اِن شغلون سے بے
پرواہ کرتی تھی لیکن بدون حاصل ہونے نفی کے خواہ وہ نفی
شیخ کی تاثیر سے ہو خواہ کسب کرنے سے ہو بہت دشوار
اور متعذر دیکھا جاتی ہی اور حقیقت حال کو خدا ہی خوب

جانتا ہی ✽ مقصد ✽ تفسیر مین اون لفظون کے جو اس طریقہ کے
بزرگون کے نزدیک مستعمل ہی احدیت کے مراقبہ سے شغل
دوایر کا شروع ہی اور طریق اوسکی یہہ ہی کہ حضرت
حق تعالی کی ذات پاک کی وحدانیت کو جو سارے کمال
کی صفتون کا مستجمع ہی ملاحظہ کرے اور اس لحاظ کو قلب
سے نکال کر اوپر کے جانب متوجہہ کرکے عرش مجید سے
گذرانے تاکہ اثر اوسکا ظاہر ہووے اور اثر اوسکا ایک
نور کا ظاہر ہونا ہی دل کے اوپر کے جانب سے دراز اور
طولانی مثال ستون نورانی کے ہو کے عرش مجید مین پہنچے
اور شعلہ اوس نورانی ستون کا تمام عالم کو احاطہ کرے
پس جوہر اوس نور کا وہی ستون ہی کہ جڑ اوسکی دلکے
اوپر کی جانب مین ہی اور سر اوسکا عرش مجید تک
پہنچا ہی اور شعاع اوسکا سارے آفاق مین پھیل گیا ہی اور ظاہر
ہونا اس نور کا دایرہ امکان کا شروع ہی اور پہنچنا اوس
نور کا عرش مجید تک نصف دایرہ کے حاصل ہونے کی
علامت ہی اور عرش مجید سے گذر جانا اوس دایرہ کے
پورے ہونے کی نشانی ہی اور فقط ظاہر ہونا نور دراز

کا طولانی کے ساتھہ دایرہ امکان کا نہین ہی کیونکہ وسعت
اور کشادگی اوس وضع کے ساتھہ کہ ابتدا اور انتہا کی
تمیز نہو حقیقت دایرہ کی ہی پس دایرہ نہوگا مگر جسوقت
کہ شعاع نور ہر طرف سے پہنا ورہو کے عالم کو گھیر لیکے
عالم امکان سے تجاوز کرے اور حد اور اندازہ اوسکا
نہوے اور اس دایرہ کو بسبب اسکے کہ عالم امکان کو
گھیر لیتا ہی دایرۂ امکان بولتے ہیٔن اور سیر قلبی کے دایرون
مین سے یہہ دایرہ دایرۂ اول ہی اور دوسرا دایرہ ولایت
قلبی ہی جسکا نام ولایت صغرا ہی اور اس دایرہ مین
مراقبہ اقربیت کا ہی اور اس دایرہ مین قلب کے نیچے کا
دروازہ بھی کھلتا ہی اور تمام قلب مثل آفتاب کے
ہو جاتا ہی کہ تمامی جہات اور ہر جگہہ سے اوسکے انوار چمکتا
ہی اور انوار کہ ہر جہت سے پیدا ہوتے ہیٔن بدستور
دایرہ اول کے موجودات امکانی سے تجاوز کرکے لامکان
کے حد مین پہنچکے غیر متناہی ہوتے ہیٔن اور اصل قلب باقی
رہتا ہی نہ یہہ کہ قلب پژمردہ اور پاش پاش ہو کے
خالی انوار باقی رہتے ہیٔن مگر شاذ و نادر بلکہ تمام جہت سے

قلب کے انوار صادر ہوتے ہیں اور فرق اس دایرہ مین
اور دایرۂ سابق مین دو وجہہ سے ہی اول وجہہ وہ ہی کہ
دایرۂ سابق مین صرف قلب کے اوپر کے جانب چشمہ نور
کا ہی اور اس دایرہ مین سارا قلب ہی دوسری وجہہ یہہ
ہی کہ جو نور کہ دایرۂ سابقہ مین منبسط اور پھیلا ہی سو نور دراز
فوقانی کا شعاع ہی اصل اسی قدر ہی کہ مانند ستون کے
قلب سے اوپر گیا ہی اور سب دایرہ بطور شعاع آفتاب
کے اسی ستون سے پیدا ہوا اور اس دایرہ کا تمام
نور اصلی ہی کہ قلب سے نکل کر احاطہ کیا ہی بلکہ عالم امکان
سے تجاوز کیا ہی اور اس دایرہ مین کبھی سر توحید کا ظاہر
ہوتا ہی یعنی وجود منبسط کہ تمام ممکنات اوسی سے قایم
ہی اوس وضع کے ساتھہ دریافت ہوتا ہی کہ سارے
ممکنات کے وجود کو واحد جانتا ہی اور کثرت کے سبب
سے جو ممتاز اور الگ الگ معلوم ہوتا ہی سو اوسکے
نظر مین مضمحل معلوم ہوتے ہیں اور اوسکی بصیرت کی
آنکھہ اوسی ذات منبسط پر پڑتی ہی اور اوس وقت
مین قلب بالکل مضمحل اور نیست و نابود ہو جاتا ہی

اور صرف نور معلوم ہوتا ہی تیسرا دایرہ ولایت
کبری ہی اور اس ولایت مین تین دایرہ اور ایک قوس
ہی پہلے دایرہ مین اوس سبحانہ تعالی کی ذات پاک کی معیت
کا مراقبہ کرے اور اس طور سے شروع کرے کہ اوسکی
ذات پاک کو باوجود بیچونی اور بیچگونگی کے اور مکان اور
جہت سے پاک ہونے کے نزدیک اور ہمراہ اپنے جانے
اور اپنے کو اوس سے غایب اور دور نہ معلوم کرے بلکہ
شریک اور شامل اپنے کامون مین سمجھے اور معیت کو
اقربیت لازم ہی اور اقربیت کو معیت لازم نہین ہی کیونکہ
معیت کے واسطے باوجود قرب اور نزدیکی کے اعانت اور
مددگاری بھی ضرور ہی جب تک ایک دوسرے کا مددگار
نہوگا تب تک یہہ شخص دوسریکا ساتھی نہوگا گوکہ بہت
نزدیک ہو اس جگہہ سے معلوم ہوا کہ اقربیت اور نزدیکی
سیر اور سلوک مین معیت اور سنگت پر مقدم ہی اور
جس نے معیت کو اقربیت پر مقدم کیا سو قرب اور معیت
کے ظاہر معنی کو ایک یا قریب قریب سمجھکے بلحاظ زیادتی
اقربیت کے اس ترتیب کو اختیار کیا لیکن حقیقت مین اقربیت

اۋر نزدیکی سلوک مین معیت سے پہلے حاصل ہوتی ہی اس
واسطے مراقبہ اقربیت کا اول چاہتا ہی اۋر معنے معیت کے
صرف نزدیک اۋر ہمراہ ہونا نہین ہی بلکہ اس لفظ سے
اعانت اور مدد کرنا اور کامون مین شامل ہونا اۋر ایک
ہی رنگ مین رنگین ہونا سمجھا جاتا ہی اور طرفہ یہہ ہی کہ لفظ
ہمراہی کا فارسی مین اور ساتھی کا ہندی مین بھی اوسی معنے
اخبر دیتے ہین اور کلام مجید کی آئتین گواہ عادل ہین اور یہہ
وہ ہین کہ * اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ وَاِنَّ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ
وَاِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا * ترجمہ بیشک اللہ صبر کرنے والون کے ساتھ
ہی اور بیشک رب ہمارا ہمارے ساتھ ہی اب راہ بتاویگا
وہی مجھکو اور بیشک اللہ ساتھ ہمارے ہی * حضرت موسی
اور حضرت پیغمبر ہمارے درود اللہ کا اون دونون پر اور سلام
مدد مانگنے اور استعانت کے وقت لفظ مع کا جسکے معنے
ساتھ ہی فرمائے سو ظاہر ہوا کہ معیت مین اعانت اور مدد
ضرور ہی اور اقربیت اور نزدیکی بدون اعانت کے متحقق
ہوتی ہی پس مراقبہ اقربیت کا معیت کے مراقبہ سے پہلے چاہئے بہر
حال اوسی وضع کے ساتھ مراقبہ کیا کرے یہان تک کہ اس

مرتبہ کو پہنچے کہ لحاظ اوس سبحانہ کی معیت کا طالب کے ذہن مین
راسخ اور مضبوط ہووے اور علامت کمال استواری
اور مضبوطی کی وہ ہی کہ خلوت مین اپنے کو تنہا نجانے مثلا اگر
فرض کیا جاے کہ تنہائی مین کوئی گناہ آگے آوے تو جیسا کہ آدمی
کے حضور خجل اور شرمندہ ہو کے طاقت گناہ کی نہین پاتا
ہی اور ہاتھہ اور پاون خود بخود گناہ کی حرکت سے باز
آتے ہین اور سست ہو جاتے ہین اسی طور سے اوس تعالی
شانہ کی قرب اور معیت کے ملاحظہ کا اثر جلوہ گر ہووے *

اور جو روک کہ گناہ کے قصد کرنے مین بسبب حضوری
دوسرے کے پیش آتی ہی وہ انجام اور روک حسب
حال اوس دوسرے کے کم اور بیش ہوتا ہی مثلا ایک
شخص بازاری ناآشنا آوے اور انسان گناہ کرنے
سے باز رہے یا کہ باپ یا اوستاد یا مرشد لازم التعظیم یا
بادشاہ باقتدار عادل بدلا لینے والا آوے اور انجام اور
شرم روو یوے تو ہر کوئی جانتا ہی کہ انجام اول اور انجام ثانی
مین تفاوت بے شمار ہی بلکہ باپ کے دیکھنے سے گناہ
سے بچنے کی طرز جو ہوتی ہی سوا لگ ہی اور اوستاد

سے الگ اور علی ہذا القیاس پس حضرت حق کی طرح طرح
کی عنایات اور کمالات کا جامع ہی اور جو اوصاف کہ
مخلوقات مین ہین اوس اوصاف کو خدا کی اوصاف کے
ساتھہ اصلا نسبت نہین ہی اگر شفقت پدری سے
شرمندہ ہوتا ہی تو خدا کی عنایات کو پایان نہین ہی اور اگر
تعظیم مرشد یا اوستاد کی آڑے آئی ہی تو اوس سبحانہ
کی تعظیم کو خیال کیا چاہئے کہ کتنی چاہئے اور اگر ہیبت بادشاہی
روک پڑی ہی تو پادشاہ حقیقی عادل مطلق کی ہیبت
کو سمجھا چاہئے کہ اوس بادشاہ ظاہری کے ساتھہ کیا نسبت
رکھتی ہی اور علی ہذا القیاس اگر صحرا اور میدان مین ہووے
اپنے کو تنہا نجانے اور اگر طاعت کی خلوت مین ہو تو محبوب
اور مطلوب کو اپنے اپنی آنکھہ کے سامنے رکھے بلکہ بہ
نسبت اپنے سب چیزون سے قریب تر اپنے دل مین
نہایت اعتقاد سے اوس حد کے ساتھہ رکھے کہ سراسر الفت
اور اُنست پاوے اور وحشت اور نکرت کا اثر نہو
جب یہہ آثار مترتب ہووے تب معیت کے معنے حاصل ہونے پر
شاکر ہووے اور یہہ معیت ولایت کبری کی علامت اوسوقت

ہی کہ نور اس دایرہ کا مثل انوار دو دایرے مذکور کے
بہت صفائی کے ساتھہ سابق سے زیادہ پرلے درجے مین ہمراہ
اوسکے رہے اور حقیقت یہہ ہی کہ انوار رنگ برنگ کے
ذات پاک کے پردے ہین اون کا طی کرنا ضروری ہی
پس طالبین کے کمال اور خوبی شغل اور تفاوت دوایر
اور اختلاف عزت اور قرب کے مواقق وہ پردے طی
ہوتے ہین ایک دایرہ مین کم اور دوسرے دایرہ مین زیادہ
یہان تک کہ دریافت ذات بحت مین پہنچے اور ظاہر ہونا
دایرہ کے آثار کا مثل لحاظ اقربیت کے اوس حد کے ساتھہ
کہ اثار اوسکا بموجب بیان سابق کے واضح ہوے محبت اور
غیرہ کے ساتھہ دوسرے دایرون مین سوا اوس دایرہ کا
اکمال نہین ہی کیونکہ حاصل ہونا اوس آثار کا ایک کمال
ہی بس عجیب اور غریب اور نہایت مرغوب سو
لیکن معنے ولایت کا کہ مقصود سلوک سے ہی بدون کہلانے انوار
اور دایرون کے حاصل نہین ہوتا ہی اور حقیقت دایرہ
کی اپنے کمال کو نہین پہنچتی ہی پس تکمیل دایرون کی دونو
چیز سے ہی اول انکشاف اور دریافت انوار کا اور

دوسرے حاصل ہونا آثار کا کہ قرب اوڑ معیت اور محبت
وغیرہ ہی اوڑ ہر دایرہ والا موافق عزت اور سعی اپنے
مطلب یاب ہو سکتا ہی لیکن نیچلے دایرہ والا بطور
پر لے دایرہ والے کے مطلوب مین فایز ہو نے نہین سکتا
ہی مثلا ہرچند دایرہ قابی والا ایک مطلب کو پہنچتا ہی لیکن
اوس شان کے ساتھہ کہ دایرہ محبت والا فایز ہوتا ہی دایرہ
قابی والا نہوگا بعد اوسکے مراقبہ * یُحِبُّہُمْ وَیُحِبُّونَہٗ * کا ہی
یعنے محبت اپنی اوس ذات پاک کے ساتھہ اور محبت
اوس سبحانہ کی خاص اپنے لیئے اور اس مقام مین دودایرہ
اور ایک قوس یعنی نصف دایرہ ہی اور وجہہ اوسکی
یہہ ہی کہ محبت کے تین مرتبے ہیٔن پہلا مرتبہ ابتداے محبت
کا ہی بمنزلہ مبادی آشنائی اور دوستی کے یعنے وہ معاملہ
کہ لوگ ابتداے آشنائی اور شروع دوستی میٔن کرتے
ہیٔن اور ابتدا محبت میٔن محب یعنے محبت کرنے والا نفع اور
فایدہ اپنا اور محبوب کی خوشنودی اور رضا دونو کو ملاحظہ
کرتا ہی اور پاس اپنی اور پاس محبوب کی دونون کو
ہاتھہ سے نہین دیتا ہی اور یہہ دایرہ اول ہی اور جب

محبت سے ترقی کی اور محب کے جانب کو اضمحلال اور
پژمردگی پیدا ہوئی اور فنا ہونے لگا تب دایرہ اول تمام
اور دوسرا دایرہ شروع ہوا اور اس دایرہ مین جانب
داری حق کی اپنی جانب داری پر بلکہ ساری مخلوقات
پر ضرور غالب ہو گی لیکن مراد اس ترجیح سے ترجیح عقلی
علمی نہین ہی کہ نفع اور نقصان تول کے اور سمجھ کے ترجیح
دیوے بلکہ مراد وہ ترجیح ہی کہ تہ دل سے اوسکے فوارہ
صفت جوش مارے اور جب اضمحلال اور فنا اعلی
مرتبہ مین پہنچا اور محب کے جانب سے کوئی نشان نرہا تب
دوسرا دایرہ تمام اور قوس شروع ہوا اور اسی
جہت سے قوس ہی کہ نصف ثانی یعنے محب کی جانب
اوس مقام مین اصلا نہین ہی جب سے کہ ابتدا قوس کا ہی
اوسی وقت سے خیال اضمحلال اور فنا ہونے کا محب
کے جانب کا نسیا منسیا ہوتا ہی پس کمال قوس کا
محبت ہی اور اسی مقام مین فناء الفنا حاصل ہوتا ہی
اور بعد اوسکے مراقبہ اسم پاک ٭ اَلظَّاهِرُ ٭ کا ہی اوسکا
بیان یون ہی کہ اللہ تعالی کا دو نام پاک ہی ٭ ظاہر اور

❋ باطن ❋ اور ہر نام کے مظاہر بے شمار ہیں اور مصداق
ہر نام کا اوسکی پاک ذات مین موجود جس قدر عرفان
باریک تر ہوگی اوتناہی مظاہر کی شناخت زیادہ تر اور
مصداقونکی امتیاز اوسکی ذات پاک مین بہتر اور کامل تر ہوگی
اور اسم ظاہر کا مظاہر سارا عالم اور اجسام اور افعال
اور احکام ہی کہ تکوین اور تشریع مین ظاہر ہوتا ہی اور
جو کار خانے اوسکی رزاقیت سے علاقہ رکھتے ہیں ایک
مظہر ہی اوسکے مظاہر سے اور ایساہی جو کار خانے کہ اوسکی
ہدایت کی شان سے علاقہ رکھتے ہیں کتاب اوتارنے
اور رسولون کو بھیجنے سے لیکر نصیحت آمیز کلمہ کی توفیق
تک کہ ہر مسلمان سے صادر ہوتا ہی ایک مظہر ہی دوسرا
اور ایساہی مظہر اضلال یعنی گمراہ کرنیکا ابلیس سے
لیکر ہمرد دسرای اور راگ باجہ تک ایک مظہر دوسرا ہی
اور یہ دو مظہر دوسرے کہ ان دونو مظاہر مذکور یعنے ہدایت
اور ضلال پر مترتب ہوتے ہیں سو ثواب اور عذاب
ہی کہ بہشت اور دوزخ اور حالات گور اور جان کندن
اور آتش اور راحت اور خوف اور وحشت کہ

نیک اور بد کو خواب میں ظاہر ہوتا ہی حاصل کلام کا یہہ ہی کہ
اسم ظاہر کے مظاہر کو ملاحظہ کر کے اس اسم مبارک کے
مسمی کو کہ ذات پاک اوسکی ہی اس عالم بیشمار کے ظہور
کی جہت سے ملاحظہ اور مراقبہ کرے اور نہ جانے کہ یہہ
ملاحظہ ممکن نہین ہی بلکہ اجمالا نہایت سہل اور آسان ہی
اور جب کہ بصیرت کی آنکھہ تیز زیادہ ہوتی ہی تب اوسکی
تیزی کے موافق ملاحظہ تفصیلی آسان تر ہوتی ہی اور اسی
دقیقہ سے ہی کہ تسبیح اس صیغہ کے ساتھہ * سُبْحَانَ اللّٰهِ
عَدَدَ خَلْقِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ *
پاک ہی اللہ اپنے مخلوق کے گنتی کے برابر اور اپنے عرش
کے وزن کے برابر اور اپنے کلموں کی درازی کے برابر
صاحب معرفت کی زبان سے برابر بلکہ زیادہ تر ہوتی ہی غیر عارف
کے ہزارون مرتبہ کی تسبیح خوانی سے بیان اوسکا وہ ہی
کہ تسبیح پڑھنے والا اوس صیغہ مذکور کے ساتھہ جب
عارف وسیع المعرفت ہوا اور لحاظ اوسکا خلق کی
وسعت کو گھیر لے تو اپنے لحاظ کے موافق مستحق ثواب
کا ہوتا ہی بخلاف غیر عارف کے کہ اوسکے لحاظ کو وسعت

نہین ہی حاصل کلام اس مراقبہ کی مزاولت جیسی چاہئیے
کرے جس وقت اس مراقبہ کے فیض کے موارد یعنے
او تارگاہ کہ وہ بالا صالۃ لطیفۂ نفس ہی اور سارے لطیفے بالتبع
ہیْن اس مراقبہ کے فیض سے جیسا چاہئے مستفیض ہون گے تب
آثار اس مراقبہ کا ظاہر ہوگا اور منجملہ آثار سے اوسکے نفس
کا فنا ہونا ہی یعنی نیست اور نابود ہونا وانست اور علم سے
اپنے اوٗر نسبت کرنے سے فعلون کے اپنی طرف
اور آراستہ کرنے سے اخلاق کے کہ عبارت رذایل کی تبدیلی
سے ہی فضایل کے ساتھہ اور وجہہ اصالت کی لطیفہ نفس کے
اور وارد ہونے کی اس مراقبہ کی فیضون کے وہ ہی کہ
عقل اسم ظاہر کے مظاہر کو دریافت کرسکتی ہی بخلاف
مظاہر اسم باطن کے کہ دریافت کرنے مین اوسکے بغیر کشف
اور الہام کے دوسری راہ نہین ہی اور چونکہ محل لطیفہ
نفس کا کہ سر ہی عقل اور ادراک کا محل ہی اسواسطے
اس لطیفہ کو اسم ظاہر کے مراقبہ کی فیض کے ساتھہ خصو
صیت زیادہ حاصل ہوئی اور اس آثار کے مترتب ہونیکا
سبب یہ ہی کہ اس مراقبہ کی جہت سے تمام حرکات اور

سکنات اور اسباب اور سببات کا عماد رہونا پاک
ذات حضرت حق کی طرف سے دل مین اوسکے اوس
وجہہ کے ساتھہ منتقش ہوگا کہ تاثیر واحد سے غفلت ہرگز
اوسکو درپیش نہوگی اور امید اور خوف اور محبت
اور خشیت صرف اوسی ذات پاک مین لگی رہیگی
اور اوسکے غیر کا کچھہ اعتبار سالک کے نظر مین نرہیگا
اور غیر کو قلم کے مانند ہاتھہ مین کاتب کے معلوم کریگا پس
عالی ہمت کریم الطبع کو صرف بسبب محبت اور الفت
اوس ذات پاک کے کہ اسقدر کمالات کے ظاہر ہونیکا
موجب ہی آثار مذکور بالکل مترتب ہوگا اور جو شخص
علو ہمتی اور کرامت طبعی مین ادنی مرتبہ رکہتا ہی تو بھی
بعض آثار بسبب محبت کے اور بعض آثار بسبب خوف
کے حاصل ہوگا اور بموجب ❁ کُلًّا وَعَدَ اللّٰہُ الحُسْنیٰ ❁
کے یعنے ہر ایک کو وعدہ دیا اللہ نے بھلائی کا ہر ایک کامیاب
مطلب کا ہوگا اور اس دایرہ مین بھی اتمام اوس وقت
ہوگا کہ باوجود ظاہر ہونے اونکے آثار کے انوار مین بھی ترقی
جیسی چاہئے ظاہر ہووے جیسا سابق بیان ہوا اور اگر یہہ

دایره محبت کے دایره پر مقدم ہوتا تو بہتر ہوتا کیونکہ یہہ دایره محبت کے دایرون کو بڑی بڑی مدد بخشتا ہی سو اچھی ترتیب یون تقاضا کرتی تھی کہ محبت کے دایرون پر مقدم ہوے پھر سیر نام پاک الباطن کا کیا چاہئیے اوسکا بیان یون ہی کہ ان ظاہر چیزون کا باطن ہی اور وہ باطن نام پاک باطن سے حضرت حق تعالی شانہ کے مستفیض ہی اوسکی مثال یہہ ہی کہ مملکت کا انتظام جو ہی سو ظاہر ہی اور اوسکا باطن عقل اور تدبیر بادشاہ کی ہی پس موافق ادراک اور دریافت اپنے چاہئیے کہ باطن کے مظہر کو دریافت کرکے اسم پاک باطن کے مسمی یعنے ذات کو باعتبار سرایت کرنے اوس ذات کے مظاہر مین اوسکے مراقبہ کرے اور اسس ولایت کو ولایت علیا بولتے ہیں ادس جہت سے کہ ولایت ملاء اعلی کی ہی اور مراد ملاء اعلی سے وہ فرشتے ہیں جو کام کی تدبیر کرتے ہیں اور احکام الہی کو تلقی کرتے ہیں جو حکم کہ نافذ ہوتا ہی اول وہی فرشتے تلقی فرماتے ہیں پھر عالم مین ظاہر ہوتا ہی اور وہی فرشتے سارے عالم اجسام کے اور سارے ارواح کے جو مدبر اجسام

سکے ہیں باطن میں اسواسطے کمال انکا اسم باطن سے علاقہ
رکھتاہی اور اس مراقبہ کے فیض کا مورد یعنے اوترنے
کی جا آگ اور پانی اور ہوا ہی اور یہہ تینون جسد انسانی
کے اجزا ہیں کیونکہ یہہ تینون عنصر یعنے آگ اور پانی اور
ہوا انسان کے وجود کے باطن ہیں اور خاک اوسمین
ظاہر ہی اسی جہت سے اس مراقبہ کے فیض کے یہہ
تینون مورد ہیں اور اثر اوس فیض کا بدیل ہونا ادن تینون
گاہی آثار کے صادر ہونے مین کیونکہ آگ اپنی حقیقت
سے مبدل نہین ہوتی ہی بلکہ اپنی طبیعت کے مقتضا پر رہتی
ہی سو اوسکی طبیعت کا جو مقتضا اور خواص ہی سو رضامندی مین
حق کے ظاہر ہوتی ہی مثلا مقتضا نار کا غلبہ اور علو ہی کہ انسان
مین نخوت اور تکبر پیدا کرتی ہی اور کبھی تا لہہ مین پہنچاتی
ہی اور آگ ہی کی مقتضا نے ابلیس کو طوق لعنت کی
دلوایا اور درگاہ عمیم الرحمت سے مطلقا مایوس کروایا اور
جب کہ اس مراقبہ کے فیض سے مستفیض ہوگا تب فرمان
برداری مین احکام الہی کے عزایم باندہ اور سعی سبقت
کرنے اور سرعت اور جلدی کرنے مین اوسمین پیدا ہوتگہ

اور مقتضا ہوا کہ انسان کے اخلاق مین حرص اور خواہشین
ہین اور بدل جانا ہوا کے مقتضا کا حرص اور خواہش کا مصروف
ہونا ہی مرضیات الہی مین اور منحرف ہونا ہی مزخرفات
دنیاوی سے اور پانی کا اثر انسان مین کسالت اور افتادگی
اور نیچے ڈھانا ہی اور اصلاح اوسکی کسالت اور سستی
ہی گناہون سے اور افتادگی اور عاجزی ہی بارگاہ الہی
مین اور حضرت رب العزت کی عظمت کے حضور
پست ہونا اور نیچے ڈھانا ہی اور تجلیات تام پاک الباطن
کی اس سیر مین رو دکھلاتی ہین اور اتمام اس سیر کا بھی
باوجود اوسکے آثار کے ساتھ طی کرنے نورانی پردون کے
اس سیر کے موافق ہی پھر تجلی ذاتی دایمی کی سیر ہی
اور تجلی ذاتی کے معنے ظاہر ہی یعنے جس تجلی کے پیدا ہونے
کی جگہ نفس ذات ہی اور غرض دایمی سے وہ ہی کہ ایک
تجلی مستقر اور ثابت مانند آسمان اور زمین کے ہی اور
تجلی موصوف کے ثبوت اور استقرار یعنے ثابت ہونے
اور ٹھہرنے مین اگرچہ تفاوت بیشمار ہی لیکن دایمی سے
بجز معنے ظاہر کے کوئی امر دوسرا مراد نہین ہی اور اسمی

تجلی سے ہی ظاہر ہونا کمالات انبیا اور مرسلین اور الوالعزم
کا پس اس سیر کا تین درجہ ہی اول بلحاظ اسکے کہ انبیا
کی کمالات کا منشا ہی ورود اللہ کا اون پر اور سلام یعنے
ظہور ہدایت کے عوام کا اس وجہ کے ساتھہ کہ غلطی کو
کسی وجہہ سے اوسمین راہ نہین ہوسے اور یہہ معنی
انبیا علیہم السلام مین ہمیشہ علی الدوام ثابت رہتا ہی حتی
کہ خواب کی حالت مین کیونکہ وجود باجود انکا ہدایت کے فیض کا
سرچشمہ ہوتا ہی اور منافع انکا خلایق کو پہنچتا ہی گو کہ انکو
خبر نہو پس ذات بابرکات انکی بمنزلہ چراغ کے ہی کہ
اوسکی روشنی سے فایدہ حاصل ہی گو چراغ کو خبر نہو پس
انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ کاروبار مین اپنے ہین
اسیواسطے ان کے فیض کو علاقہ تجلی ذاتی دایمی کے ساتھہ
رہتا ہی بخلاف ملایک کے کہ ہمیشہ کام مین مستغرق نہین
رہتے ہین بلکہ ہر وقت پہنچنے حکم اور فرمان کے ایک کام
بجا لاتے ہین اور پھر بیکار اور منتظر اور مستعد رہتے
ہین اسواسطے ملایک کے کمالات کا منشا تجلی ذاتی
دایمی نہین ہوتی ہی اور روشنی اور تجلی کہ پیغمبر خدا

صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور پیروی کا ثمرہ ہی اس مین
حاصل ہوتی ہی اور اس سیر کے فیض کا مورد عنصر خاک
ہی دو سبب سے اول تو وہ ہی کہ استقرار اور ثبات
خاک کی خاصیت ہی اسواسطے اس سیر کے مناسب ہی
دوسرے وہ ہی کہ تجلی موصوف مین ظہور کا معنی ہی کیونکہ
ایک وجہہ سے کہہ سکتے ہیٔن کہ عالم سب تجلی ذاتی دایمی
ہی اور ظہور عالم کا جو ہی سو ظاہر ہی اور عالم کے ظہور
سے اوس تجلی کا ظہور سمجھا چاہئیے اور عنصر خاک بھی انسان
مین ظاہر ہی اور اثر ظہور کا اس سیر کے فیض کا عنصر خاک
مین تواضع اور فروتنی ہی انسان کے اندر اور مقصد اس
تواضع اور فروتنی سے اپنے مالک کے آگے فروتنی اور
تواضع کرنا ہی اور قبول فرمان سے مالک کے سرکشی
نہ کرنا گو کہ اپنے مالک کے حکمون کو بجالانے مین اوسکے اعدا
پر ایک طرح کی تعلی متحقق ہو اور جو تسفل اور پستی کہ
پانی کی جہت سے ہی سو اس تواضع کا غیر ہی کیونکہ تسفل
مین مطلقا اپنی پستی ہی اور تواضع کے معنے باز و کو پست
کرنا مقابلہ کے وقت سے اور ہی سو تواضع جس وقت

پیش آتا ہی سو امر جدید ہی بخلاف تنزل کے کہ ایک
امر لازم ہی چھوٹ نہین سکتا اور جیسا کہ سابق مذکور ہوا
اس اثار کے ظہور کو امتیاز کیا چاہئے کیونکہ کبھی انسان عاقل
صفات نفسانے مین سے کسی صفت کی تصور کو اوس
صفت کا حاصل ہونا معلوم کرتا ہی حالانکہ تصور اور چیز ہی
اور حصول اور شی ہی سو جو گفتگو کہ ایک حکیم فیلسوف اور
ایک عارف کامل المعرفت کے درمیان جاری ہوئی
سو تصور اور حصول کے فرق کے لئے ایک تمثیل کافی وافی
ہی نقل ہی کہ حکیم اور عارف دونو باہم ملاقات کئے
بعد ملاقات کے ایک شخص نے حکیم کا احوال عارف
سے غایبانہ دریافت کیا عارف نے فرمایا کہ وے اخلاق
نہین رکھتے ہین یہہ بات حکیم کو پہنچی حکیم نے ایک
کتاب اخلاق کی تہذیب کے بیان مین تالیف کر کے بھیج
دیا عارف نے فرمایا کہ مین نے کہا ہی کہ اخلاق نہین رکھتا
ہی نہ یہہ کہ اخلاق نہین جانتا سو جاننا اوسکا جدا ہی اور حصول
اوسکا جدا اور کبھی عبادت کے سبب سے اور کبھی
نفس کے کید اور شیطان کی مکر کے سبب سے کمالون کو

جاننا حاصل ہونے کے ساتھہ مشتبہہ ہوتا ہی یعنے کمال کے
تصور اور حصول مین فرق نہین رہتا ہی بلکہ دونون مل جاتے
ہیں اور انسان جہل مرکب کی بیماری مین رہتا ہی اور
یہہ خود محرومی اور حرمان صریح کا نشان ہی اور حصول جو ہی سو
وہی معتبر ہی کہ قعر دل سے جوش مارے نہ کہ زور سے اپنے
اوپر باندھے * دوسرا درجہ تجلی موصوف کے سیر کا بابت
منشائیت کمالات رسالت کے ہی رسولون کی خصایص کو
سمجھکے اوسکے منشا کے طرف یعنے جگہہ پیدایش کے انتقال
کرے اور حضرت ذات کو اوسکے منشائیت کی جہت سے
مراقبہ کرے رسالت اور نبوت سے جو فرق اور تمیز ہی سو
بسبب ظہور وساطت اور ایلچی گری کے ہی درمیان
حق اور خلق کے خاص کر اور ناصح اور واعظ ہونا اور حجج
اور دلایل مین کوشش بلیغ کرنا اور معجزات کو قایم کرنا
اور مناظرہ اور مخاصمہ اور مقابلہ کرنا خاص کر رسولون کو لازم
ہی بخلاف انبیا کے کہ ان کو مقابلہ کرنا لازم نہین ہی اور
رسول کا قول اوسکے حق مین جس کے طرف بھیجا گیا ہی
مقبول ہی اس وضع سے کہ رسالت کے منصب کا لازم

ہی اور دوجہہ اوسکی ظاہر ہی کیونکہ ایلچی معتمد اور صادق
کو جب کسی قوم کی طرف بھیجتے ہیئں تو اوسکی بات
حق مین اوس قوم کے مقبول ہوتی ہی * تیسرا درجہ *
مراقبہ ہی بلحاظ منشائیت کمالات الوالعزم کے اور الوالعزم
اور رسولون کے درمیان جو امتیاز اور فرق ہی سو بسبب
ہمت قویہ کے ہی کافرون کے ہلاک کرنے اور مو
منون کے اصلاح کرنے مین پس ہلاک کرنے مین کفار کے
اولوالعزم رسول کی ہمت قویہ کو بھی دخل عظیم ہی
بخلاف رسول غیر صاحب العزم کے کہ فقط امتون کے
احوال کو ظاہر کرتے ہیئں اور بمنزلہ ہاتھہ کے اعضاء انسانی
مین سے بہ نسبت ارادہ قہریہ الہی کے کہ کافرون کے
ہلاک کرنے کیطرف متوجہہ ہوتی ہی نہین ہوتے ہیئں
بخلاف الوالعزم کے کہ بامور ملایک کے جارحہ یعنے ہاتھہ
کے مانند ہوتے ہیئں اور شاید یہہ جارحہ تین صورت پہ
منحصر ہوتا ہی * اول * یہہ کہ ملک اور انسان یعنے رسول
ذوالعزم وساطت مین برابر ہون * دوسرے * یہہ کہ ملک
اصل ہو اور انسان تابع * تیسرے * برعکس اسکے

ہو یعنے انبیا ان اصل اور ملک تابع ہو اور یہہ تیسری صورت ایک شان عظیم ہی کہ خاتم الانبیا کی جناب کے ساتھہ مختص ہی درود اللہ کا اون پر اور سلام اور ظہور اوس شان کی جیسی چاہئیے بدر کے دن ظاہر ہوئی اور صحابہ حضار بدر کو راضی ہو اللہ اون سے بطفیل معیت اور ہمراہی خاتم المرسلین کے نصیبہ وافر حاصل ہوا حاصل کلام رسولون کا امتیاز ہونا نبیون سے اور اولوالعزم کا رسولون سے ساتھہ خصایص اون بزرگون کے واسطے مراقبہ اس سیر کے اور حاصل ہونا اوسکے آثار کا ضروری ہی اور بقیہ کلام کا حصول آثار مین کہ دلیل وصول اور پہچنے کی انتہا سے سیر مین ہر مقام کے ہوے وہ ہی کہ تین چیز لابدی اور ضروری ہی * اول * تبدل انوار کا کہ مکرر سہ کرر مذکور ہوا * دوسرے تبدل صفات کی جیسا کہ یہہ بھی بیان کیا گیا اور تازہ یہہ ہی جو منجملہ تبدل صفات کے ہی سو حاصل ہونا ہی پارہ ایک اوس صفت اور شان سے کہ اوسمین مراقبہ کیا جاے سو جو کوئی مراقبہ ذات کا نبوت کی کمالات کی منشائیت مین کرے گا البتہ اوس کو کوئی

معنی مین نبوت کے معانی سے کرادنا اوسکا نیک خواب
ہی فایز کرینگے اور ایساہی دوسرے درجہ مین معنی رسالت
کا اوسپر فایض ہوگا اور واسطے سمجھانے اور تعلیم کرنے اور مناظرہ
کرنے غافلون کے اور جاہلون کے اور معاندون کے ماہم ہوگا یعنے
اوسکو الہام ہوگا اور تیسرے درجہ مین عاصیون اور
سرکشون کے ہلاک کرنے مین اور تابعدارون اور مخلصون
کے انعام اور اکرام دینے مین ہمت قویہ اوسکو بخشینگے
اور اس مدعا کو عموما جاناچاہئے اسماے الہی مین جس
اسم کو کہ مراقبہ کریگا ایک نصیبہ اوس سے پاویگا
جو کوئی اوسکی رزاقیت کا مراقبہ کرے اور اس مراقبہ
کو کمال مین پہنچاوے تو ایک شان رزاقیت کی اوسمین
جلوہ گر ہوگی اور وجہہ اوسکی کمال کرم اوس کریم مطلق کی
ہی کرم کرنے والون کی عادت ہی کہ جو کوئی کھانا کھانے
کے وقت مثلا روبرو ان کے آوے اور آنکھہ طمع کی
اوسپر لگاوے البتہ کوئی لقمہ اوسکو دینگے اور اسی
تمثیل سے اس کلام کے مقصد کو سمجھاچاہئے یعنے جو شخص
کے مراقبہ اسم محی کا مثلا کرے گویا اوسکے احیاہی کی شان

کے مقابل کھڑا ہوا پس اوس سبحانہ تعالی کی کرم کا مقتضا
وہ ہی کہ البتہ احیای کی شان سے کوئی اثر اوس شخص کو
ارزانی فرماوے * تیسرے * ایک عنایت خاص
حضرت حق کی ہی حضرت حق کیطرف سے اوسکا بیان
یون ہی کہ کوئی بندہ مقبول جب کسی کام کو خدا کے کامون
سے سرانجام دیتا ہی تب دو چیز کا مستحق ہوتا ہی ایک
تو اجر یعنے مزدوری ہی دوسرے انعام اجر ہرچند بے پایان
ہو لیکن بمنزلہ مزدوری کے ہی اوسکام کے مناسب اوس
کام پر مترتب ہوتی ہی اور انعام بمنزلہ خلعت فاخرہ کے
ہی کہ سبب اوسکا مولا کی رضا ہی انسان جب اوس
مین فایز المرام ہوتا ہی تب دونون کے درمیان تمیز
کا ینبغی کرتا ہی انعام کی مثال مستجاب الدعوت ہوتا ہی
یا ملاء اعلی اور غیرہم مین وجاہت کا پانا ہی اور انعام ایسی
چیز ہوتی ہی کہ ہر کام مین کار آمدنی ہی اور بہشت مین جو رویت
یعنے دیدار ہی سو انعام ہی اور حور اور قصور اور غلمان
اجرت ہی * قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی
وَزِیَادَۃٌ * فرمایا اللہ تعالی نے واسطے اون لوگون کے

جنہون نے نیکی کی بھلائی ہی اور زیادتی ہی زیادتی کی
تفسیر رویت ہی بموجب روایات صحیحہ کے اور دو
درجہ اخیر کے فیض کا مورد انسان ہی ہیئت وحدانی کے
ساتھہ کوئی عنصر اور کوی لطیفہ اس فیض کے وارد ہونے
کی خصوصیت نہین رکھتا ہی اور سبب اوسکا یہہ ہی کہ
الوالعزم رسولون کی کمالات کا منشا حضرت ذات
ہی جامعیت کی شان کے ساتھہ اور مقصود اصلی ان کمال
والون کو جو ہی سو سارے انسان کے اجزا کی اصلاح اور سدھار
ہی ہیئت وحدانی کے ساتھہ اسواسطے اس دو درجہ کے
فیض کا محل ہیأت وحدانی ہوتا ہی پھر حضرت ذات کا
مراقبہ ہی باعتبار ظہور حقیقت کعبہ کے اور وہ مسجودیت
ہی حضرت ذات کی خلایق سے کرائے اور یہہ معنی پر ظاہر ہی
اور اثر مناسب اس مراقبہ کے اس سیر کے سیر کرنے
والے کے حق مین منظم ہونا ہی حقانیت کے ساتھہ اور
اہل حق اوسکی تعظیم بہت کرین اور تعظیم کو اوسکے موجب
رضا اور خوشنودی کا اللہ تعالی کے جانین اور یہی سبب ہی
کہ دل مین بعضے صحابہ کے گذرا تھا کہ جناب رسالت ماب کو سجدہ

کرنا چاہیئے اور حضرت آدم صلوات اللہ علی نبینا و علیہ خود
مسجود سارے ملایک کے ہوے اور فرشتون کے
قبلہ ہوے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو اون کے
بڑون نے یعنے باپ ما اور بڑے بھائیون نے سجدہ کیئے
پھر مراقبہ حضرت ذات کا ہی باعتبار حقیقت قرآنی کے
اوس سے اور منشا اوسکا اوسکی وسعت بیچونی کا
مبدء ہی پہلے تصور وسعت بیچونی کا کرنا چاہیئے اوسکی
طریق یہہ ہی کہ وسعت ذات پاک کو باعتبار ظہور
افعال کے یا بطرز دوسرے کے ذہن نشین کرین لیکن
وسعت ذات کی باعتبار ظہور افعال کے سوا ایسا ملاحظہ
کرین مثلا جو حرکت کہ عالم مین ظاہر ہوتی ہی سو وہی ہی حرکت دینیوالا
حقیقت مین پس اگر چونٹی کا پانون حرکت کرتا ہی تو اوسی سے
ہی اور اگر آسمان گردش کرتا ہی تو بسبب تحریک اوسکے
کرتا ہی اور اگر اوسکے تحریک کی طریق کو دریافت کرنے
چاہون تو بجز اس کے کہ بیچون اور بیچگون کہون اور
لیس * کمثلہ شیٔ * کو تلاوت کرون کوئی امر دوسرا
نپاؤن پس جیسا افعال اوسکا وسعت رکھتا ہی کہ تمام

عالم کو گھیر لیا ایسا ہی بیچونی اوسکی بھی وسعت رکھتی ہی اور یہہ بیان ایک شمہ ہی اوسکی بیچونی سے * دوسرے بیچون کی وسعت سے ایک اثر ہر کلام مین سمجھا چاہیے بسبب اسکے کہ کلام ہر چیز کی حکایت کرتا ہی ایسی وسعت اور کشادگی رکھتا ہی کہ جو چیزین موجود اور معدوم ہین سب کو گنجایش کرتا ہی اور بسبب اوسکے کہ جس چیز سے حکایت کرتا ہی اوسکے خواص سے کوئی اثر اوسمین پایا نہین جاتا ہی بیچون کہا چاہیے اور قران مجید بسبب شامل ہونے اوسکے ساری حقیقتون پر عالم کے اور مہیمن ہونیکے ایسی لنبی اور چوڑی وسعت رکھتا ہی کہ علم بشر اوسکے انتہا کو پہنچنے نہین سکتا ہی اور چونکہ ظہور حقیقت ازلی کی ہاتھ سے بیچون کے ہی اور بیچونی سے اوسکے ہی کہ باوجود تالیف اوسکے حروف اور کلمات متداول عرب سے ایک جملہ کی ترکیب مثل اوسکے غیر خدا سے بن نہین سکتی سبب اوسکا یہہ ہی کہ اوس کلام کی ترکیب مین ذات بیچون نے ایک امر بیچون ودیعت فرمایا ہی کہ ہزارون بلیغ اور

فصیح اوسکی کنہ مین پہنچنے نہین سکتا ہی اور انسان
صفت کلام کا مظہر خاص ہی اور ابوالبشر بسبب اسی
صفت کے تمام ملائک مین ممتز ہوئے ہرگاہ مثل اوسکے
ایک جملہ کی تالیف سے عاجز ہوا تو انسان کا غیر کہ مقابل اوسکے
گونگا ہی ہرگز سرانجام نکریگا اور تیسرے وجہہ مبدء ہونے کی
قرآن مجید کے معلوم کیا چاہئے ہرچند قرآن مجید غایات اور نہایات
پر مشتمل ہی لیکن شروع معرفت کے لئے کوئی راہ نہین
ہی مگر قرآن مثلا نوکری کہ سارے بادشاہی مناسب کی
مبدء ہی مثل بخشی گری اور وزارت اور صدارت اور
امارت وغیرہ کے سو یہی نوکری ہی کہ وزارت ہوتی ہی
اور یہی نوکری ہی کہ خدمتگاری ہوتی ہی اسیطرح
قرآن مجید مین ابتداء وسعت بیچون کی بھی ہی اور انتہا
بھی اوسکی ہی اسواسطے مبدء ہونے کے مناسب ہوا
جب یہہ تینون باتین ذہن نشین ہوئین تب معنی مبدء وسعت
بیچونی کا کہ منشا حقیقت قرآنی کا ہی خیال مین آگیا پس مراقبہ
ذات کا بلحاظ وسعت بیچونی کے کہ منشای حقیقت قرآنی
کا ہی مزاولت کرے اور ظہور آثار اور تبدل انوار کو

اپنے مین دریافت کرکے وسعت ہیچون کے کمال کا متلاشی
ہوا چاہئے یعنے ڈھونڈھا چاہیے اور آثار سے اوسکے
صفائی اور ستھرائی ہی کہ اس کا سیر کرنے والا بی
ذات مین پاتا ہی اور وہ صفائی مناسب بیچون کے ہی اور
کمال وسعت بیچونی منشا حقیقت رنگا رنگ شکر کا ہی
کہ نماز اون سب چیزون کی جامع ہی اشارہ کرتی ہی
ساتھہ کمال مذکور کے بعد مراقبہ کرنے بلحاظ منشئیت
حقیقت قرآن کے بلحاظ منشئیت حقیقت صلواۃ کے مراقبہ
کرے اور اثر اوسکا کمال صفائی اور ستھرای مراقبہ
کرنے والے کی ہی پس عین ملوث ہونے مین نجاسات
ظاہری کے ساتھہ مثل بول اور براز یعنے پیشاب اور
جاضرور کے اپنے مین صفائی پاوے بعد اوسکے محض
معبودیت کا مراقبہ کرے قطع نظر اوس مسجودیت کے
کہ نماز کے اندر مقید ہوتی ہی اور تصویر اوسکی یہہ ہی
کہ نماز مثلا بلحاظ اس بات کے کہ منعم حقیقی اور حاکم
تحقیقی نے مجھپر فرض کیا ہی اور امر منتحتم کیا ہی سو وہ
معبودیت متعبدہ ہی اور اس معنی کو نظر کرے کہ عین ذات

اوسکی مستحق اس تعظیم کی ہی سو وہ معبودیت صرفہ یعنے محض نری معبودیت ہی اور اثر اوسکا عظمت اور بزرگی ہی اپنی کہ اپنے نفس مین پاوے گا بے جہت اور بے سبب بخلاف اوس عظمت کے کہ کعبہ کی حقیقت کے مقام مین پایا تھا بعد اوسکے مراقبہ ذات کا باعتبار منشائیت یعنے ظاہر ہونے حقیقت ابراہیمی کے ہی اور بات مجمل اوسمین یہہ ہی کہ ہر کامل کو اپنی کمال کے نظر کرکے اپنے ساتھہ الفت رہتی ہی صورت اوسکی یہہ ہی کہ صاحب کمال کو اکیلے مین کبھی وحشت پیش آتی ہی وہ کامل چونکہ ملاحظہ اپنے کمال کا کرتا ہی بغیر اوس کے کہ عجب اور تکبر ظاہر ہو اپنے مین ایک مونس اور رفیق معلوم کرتا ہی اور اپنے ساتھہ مانوس رہتا ہی اس طور سے کہ جو انست کہ جناب حضرت حق کو اپنے ساتھہ ہی تصور کرین اور منشای کمال ابراہیمی کو کہ وہ الفت حضرت ذات کو اپنی ذات کے ساتھہ ہی ملاحظہ کرکے مراقبہ کرین اور جب یہہ مراقبہ اپنے کمال کو پہنچیگا ایک اثر خلت کی اس مراقبہ والے مین منکشف اور ظاہر ہوگی اور دوسرے آثار کہ مذکور

ہووے ہر جگہہ جاننا چاہئے بعد اوسکے مراقبہ حضرت ذات کا ہی
بلحاظ منشائیت حقیقت موسویہ کے اوسکے صاحب پر صلواۃ
اور سلام اور وہ محبت ذات کی ہی اور محبت کو
ہرکوئی جانتا ہی ابتدا مین کہ مراقبہ محبت کا ہوتا ہی بلحاظ محبت
سالک کے خاص حق تعالی کے لیئے اور محبت حق تعالی کی
اس سالک کے واسطے اور اس سیر مین مراقبہ محبت
ذات کا ہی خاص ذات کے لئے اور یہی ہی منشا حقیقت
موسویہ کا جاناچاہئے کہ خلت عبارت ہی اوس علاقہ سے کہ
درمیان دو شخص کے ہوتا ہی اور محبت ایک طرف
سے ہوتی ہی لیکن خلت سے قویتر ہوتی ہی پس خلت
بمنزلہ آشنائی کے ہی کہ ہر ایک کو ہر دو آشنا سے دوسرے
پر اعتماد کلی ہی اور عزت اور وجاہت ہر ایک کی
دوسرے کے دل مین مضبوط ہی اور یہہ خلت عمدہ عمدہ
کامون کے توسط کا موجب ہوتا ہی مثل وزیرون اور
امیرون کے نسبت کرباد شاہون کے اور محبت کا تین
مرتبہ ہی اول یہہ کہ محبت نرمی ہو اور سرحد محبوبیت مین
نہ کھینچے یہہ محبت باعتبار عزت اور وجاہت کے خلت

کے مرتبہ سے کم ہی اور باعتبار نزدیکی اور دوام حضوری
کے زیادہ تر ہی مثال خواص کے کہ نہایت خیرخواہ اور
دلسوز خدمتگاری مین ہو اوسکو نزدیکی اور دوام
حضوری بہ نسبت امیر کبیر کے زیادہ ضرور ہوگی دوسرے
وہ کہ سرحد محبوبیت مین پہنچے لیکن محبوبیت مین نکہپچے اور
اوپر کے درجہ کی محبت مین پہنچکے پھر اوس مقام سے کہ
انتہا سے محبت کا ہی اگر آگے برہے تو محبوبیت مین پہنچے
تیسرے وہ محبت کہ محبوبیت مین پہنچی ہو یہہ خود خلت
سے بلند تر ہی بلاشک اور وہ منشا حقیقت محمدیہ کا ہی
اوسکے صاحب پر درود اور سلام جیسا کہ آگے آتا ہی اور
چونکہ اس مقام مین ولایت کے مرتبون کا بیان ہی اور
مدار ولایت کا نزدیکی اور ہمیشگی کی حضوری پر ہی
اور یہہ معنی محبت مین خلت سے زیادہ ہی گو کہ کامون
کے سرانجام کرنے مین اور بڑے بڑے کامون کے واسطہ
ہونے مین خلت زیادہ ہو اسواسطے محبت کو بعد خلت
کے فرماتے ہین اور اگر یہہ وجہ محبت کے تقدم کی ہو تو
حقیقت ابراہیمی حقیقت مین افضل حقیقت موسویہ سے

ہی بعد اوسکے مراقبہ حضرت ذات کا ہی بلحاظ محبت اور
محبوبیت ملی ہوئی کے کہ منشاء حقیقت محمدیہ کی ہی اوسکے
صاحب پر صلواۃ اور سلام بعد اوسکے مراقبہ حضرت
ذات کا ہی بلحاظ محبوبیت محض کے بدون ملنے محبت کے
کہ حقیقت احمدی ہی بعد اوسکے مراقبہ حب صرف کا ہی
بدون تعلق اوسکے محبوب یا محب کے ساتھہ بعد اوسکے
مراقبہ لاتعین کا ہی اس معنے کر کہ اوسکی ذات پاک مین وہ
مرتبہ ہی کہ ساری تعبیرین اور بیانین اوس سے کم
ہین کوئی تعبیر اور بیان اوس مرتبہ مین نہین پہنچتی ہی
اور اللہ زیادہ جانتا ہی حقیقت حال کو

تکملہ راہ ولایت کے سلوک ثانی کے بیان مین

اور اوسمین ایک تمہید اور ایک مقصد ہی

* تمہید * طالبان نافہم جب معرفت ذات کے مقام مین
پہنچتے ہین اور سلوک متعارف یعنے جو سلوک کہ
معروف اور مشہور ہی اوسکو اختتام مین پہنچاتے
ہین تو جانتے ہین کہ ہم ہم پایہ اور ہم مقام اولیاے عظام
کے ہوا مثل حضرت غوث اور حضرت خواجہ بزرگ نایب

رسول اللہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت
قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
اور پیشواے شریعت اور طریقت کے حضرت
خواجہ بہاء الدین نقشبند اور حضرت امام ربانی قیوم زمانی
حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی اور غیرہم کے پاک کرے
اللہ تعالی اون سب کے اسرار کو اور یہہ صریح مغالطہ اور
قبیح عقیدہ ہی کیونکہ اس مقام مین ممکن ہی کہ اہل
خذلان اور بطالان یعنے برے لوگ اور جہوتہے لوگ
بھی پہنچین اور جب رسائی اون کی بھی ہوے تو کس
طور سے اس مرتبہ کو بارگاہ قبولیت ایزدی کے جو کتہہ
اور ممالک عنایت سرمدی کے سلطان کے کمال کا منتہا
سمجھین * شعر * وَسَوْفَ تَرىٰ اِذَا انْكَشَفَ الْغُبَارُ * اَفَرَسٌ
تَحْتَ رِجْلِكَ اَمْ حِمَارُ * اور اب دیکھیگا تو جب غبار
دور ہوگا ایا گہوڑا تیرے پانون کے نیچے ہی یا حمار یعنے
گدھا ہی ہرچند سلوک متعارف جس وجہ کے ساتھہ
اس کتاب مین لکھا گیا ہی اہل خذلان اور بطلان کو
اسمین رسائی اور پہنچ نہین ہی کیونکہ اکثر اشغال اوسکا

داب شرعیہ اور تعظیم شرع کے ساتھہ ممزوج اور ملا
ہوا ہی لیکن اس جگہہ بیان حال نفس اوس اشغال کا
ہی قطع نظر ماننے سے آداب شرعیہ کے پس حقیقت
یہہ ہی کہ بالاریب معرفت ذات مین واصل ہوناحاصل
ہوالیکن مردود ہونا اور مقبول ہونا ایک چیز ہی سواے
اس وصول کے مردودان خدا کو اس مقام مین پہنچانا
مانند اوسکے ہی کہ ایک قزاق سعی کوشش کرکے بادشاہی
محل مین پہنچا نزدیک ہی کہ غضب سلطانی مین گرفتار
ہووے اگر فعل شنیع سے اپنے توبہ نکرے اور بغاوت
اور عناد سے دور نہووے قبل حکم سلطانی کے مقابل ہوے
اور محکمہ شاہی مین ظاہر ہونےکےاور یہی ہی حال طالب
بیدین کا کہ مقام معرفت ذات مین پہنچا ہی ہان حق مین
طالب متشرع کے کہ فی الحقیقت ترقی اور کمال کاابتدا
اسی مقام سے ہی اور اس مرتبہ مین بمنزلہ الف بے
پڑھنے والے کے ہی اور جو مراتب کہ ابتداے ذکر
سے اس جگہہ تک ہوا اوس کمال مین کہ مقصود اور
مطلوب ہی گنا نہین جاتا اور حقیقت اس امر کی اوس

تمثیل کے ضمن مین کہ آیندہ افادہ مین مندرج ہی انشاءاللہ تعالی ظاہر ہوگی پس لابد کہ اس اساطین بارگاہ قبولیت ایزدی کے لئے سواے سلوک متعارف کے وہ ترقیات اور مقامات ہین کہ بسبب اوس ترقیات اور مقامات کے مقبولون کے زمرہ سے ہوا بلکہ بسبب امتیاز انکے اوسی مقامات سے امتیاز سب مقبولون سے حاصل کئے ہین سو اوسی ترقیات کا سلوک ثانی نام رکھتا ہون اور اس مقامات کے لئے صوفیون کی زبان مین جو القاب مقرر ہی منتہا اوسکا قطب ارشاد ہی کہ واسطہ افاضت کا رحمت الہی کے ہوتا ہی جو کچھ فایض ہوتا ہی بواسطہ اوسکے ہوتا ہی اور اکثر ناواقف لوگ کہ سلوک اول اور ثانی مین امتیاز نہین کرتے بلکہ سلوک ثانی سے محض بےخبر ہین جانتے ہین کہ سلوک اول مین کمال تمام ہوتا ہی اور نہین جانتے ہین کہ سلوک اول کا انتہا دوسرے سلوک کا ابتدا ہی کہ مقصود اصلی وہی ہی اور کبھی بعضے مقبولان بارگاہ الہی کے بدون سیر اور سلوک اول کے سلوک ثانی کے مدارج پر ممتاز اور سرفراز ہوتے

بیثن نمونہ اون کا یہہ ہی کہ ایک شخص صاحب عقل اور
ہمت کو کہ بادشاہ کے حضور سے دور ہی امر سلطانی پہنچا
اور وہ شخص اون امر دن کے سر انجام مین ایسا
کوشش کیا کہ ساتھہ لقب نمک حلالی اور فدویت اور
جان نثاری بارگاہ سلطانی کے خاص اور عام رعایا اور
سپاہ مین مشہور ہوا ایسی طرح سے کہ بہتیرے مقربان
حضوری اوس سے دل دول حسد کرنے لگے جسوقت
کہ ایسے شخص کو حضوری میسر ہو گی ایسی عزت اور
امتیاز مین فایز ہو گا کہ اکثر سالکان سلوک اول کو حاصل ہونا
اوسکا متعذر رہی اور احیانا اول ہی سلوک مین درجہ
سلوک ثانی کا حاصل ہوتا ہی اور ایسا شخص سلوک اول
مین صوفیون کے نزدیک سالک اصطلاحی ہی اور باعتبار
مدارج سلوک ثانی کے حال اوسکا مانند اوس شخص
صاحب عقل اور ہمت کے ہی کہ آگے اسکے سشمہ
اوسکے ماجرا کا مذکور ہوا اور سبب اوسکا خلوص نیت
اور صفائی طویت ہی بموجب شرع شریف کے کہ سلوک
اول کے شغلون کو محض عبادۃ شریعت کی راہ سے

اللہ کی مرضی ڈھونڈھ کر کرتا ہی جتنا اسکام مین بیت اوسکی صافی تر ہوگی سلوک ثانی کے مدارج کا حاصل ہونا جلد تر ہوگا اؤر اللہ زیادہ جانتا ہی حقیقت حال کو اؤر سلوک ثانی ہرچند مقصود شرع کا ہی اؤر قران اؤر حدیث سے ظاہر ہی لیکن سلوک اول کی طرز پر ضبط نہین کیا گیا ہی اسواسطے ایک طرز کے ساتھ مضبوط اور ملخص کرکے لکھا جاتا ہی مدد سے اللہ تعالی کے اور حسن توفیق سے اوسکے

مقصد سلوک ثانی کی راہ ولایت کے بیان مین

جاننا چاہئیے کہ راہ ولایت مین دو سلوک مترتب ہوتا اور پایا جاتا ہی اول ضبط اور ربط کے ساتھ جمع ہی اور دوسرا منضبط نہین ہی باوجودیکہ اصل مقصود منتہا کا یہی سلوک ہی اہل ولایت ہمیشہ اوس سلوک کو کئے ہین اور اوسکو سیر فی اللہ بولتے ہین اور کبھی ناواقفون پر بسبب منضبط نہونے ثانی کے دونو سلوک آپس مین مشتبہ ہوتے ہین اور ہرایک کو دوسرے سے الگ نہین معلوم کرسکتے ہین اسواسطے ہرایک کی تمثیل تفصیل کے ساتھ سنا چاہئیے تا دونون الگ ہوجاوین اور کھل جاوے کہ اصل

مطلوب سلوک ثانی پر موقوف ہی پس مثال مقصود
کی یہہ ہی کہ ایک شخص رعایا سے ہی کہ وطن اوسکا
دار الخلافت سے دور ہی منصب بادشاہی کا شوق
اوسکے دل مین جگہہ پکڑا اپنے مطلب یابی کی طریق کو حضور
بادشاہی مین منحصر جان کے حضور بادشاہی مین پہنچنے کی
سعی اور کوشش کرنے لگا اور اصل مطلوب کو کہ مرکوز
خاطر ہی چھپا رکھہ کے حضوری کو مطلوب اپنا اظہار کرتا
ہی اور اصل مقصود کو بادشاہ کے حضور مین پہنچنے سے
آگے مخفی اور چھپا رکھتا ہی اور واسطے اون مفسدون
کے کہ اظہار مین اوسکے لوگ وہم کرتے ہین یا باب لحاظ اس
کے کہ ظاہر کرنے مین اوسکے فی الحال فایدہ نہین ہی اظہار
کرنے سے اوسکے خاموش رہتا ہی پس منزل مقصود
مین پہنچنے کے لیئے تدبیر سفر کی کرے گا اور رستے اور
رفیق کے حال اور منزلون کے نام کو تفتیش کرکے سیدھی
راہ ٹھہرا کے اسباب سفر کو جمع کرے گا اور بعد جمع لانے
اسباب کے خویش اور تبار سے رخصت ہو کے
اور وطن اور دیار کو چھوڑ کے اون سب کی محبت کو دل

سے قطع کرکے اور سبھون کو پس پشت ڈال کے راہ
کا تماشا شروع کرے گا اور اثناے راہ مین دہنے بائین راہ
کے شہرین اور باغین اور نہرین اور عجایب اور غرایب
چیزین کہ کبھی دیکھا نہ تھا نمودار ہونگے کتنی غرض کے واسطے
مثل سیر اور تماشے اور دریافت کرنے احوال ادمیون
اور شہرون کے اور حاصل کرنے تجربہ سفر کے ادہین
شہرون اور غیرہ کی طرف متوجہہ ہوگا اور راہ راست
سے انحراف کرکے دورنگی راہ کو اپنے دل پر گوارا کریگا
اور دور نہین ہی کہ اس حالت مین ایسا سیر اور تماشے اور
سیاحت مین مشغول ہووے کہ اپنے مطلوب کو بھول جاوے
یا یہہ کہ یاد جو دیاد رکھنے کے منزل مقصود مین نہ پہنچے تمامی عمر
کو اپنے اسی سیر اور سپاٹے مین برباد دیوے اور انتہا
تو مقرر ہی کہ بعد گذرنے مدت دراز کے بڑی سختیون
کے ساتھہ منزل مقصود مین پہنچیگا ٭ اور اگر راہ راست
سے منحرف نہین ہوا اور منزل سیدھی راہ کو طی کرنے
لگا تو البتہ آثار اور علامات دار الخلافت کی روز بروز نمودار
ہو کے مژدہ قرب اور حصول مطلب کا کان مین اوسکے

پہنچیگا اور جسقدر نزدیک تر ہوگا اثار خاص دار الخلافت
کے مثل فیل خانے اور شتر خانے اور اصطبل کے
نمودار ہونگے یہان تک دار الخلافت مین پہنچکر ایک
وجہ سے مقصد یابی حاصل کر کے مطمئین ہوا اور ماندگی سفر
سے ارام اور استراحت مین پہنچا بعد اوسکے کہ دیوان
خاص مین پہنچا اوس مکان کو تجمل اور آرایش کی نظر
کر کے حسب حال فخر اور اجلال اور شوکت اور اقبال
شاہی کے پاکر حقیقت سلطنت سے حاکی یعنے حکایت
کرنیوالا پایا اور بعض وجہ سے حضوری مین پادشاہ کے فایز ہوا
پھر حضوری مین پادشاہ کے پہنچکر مقصود اول ظاہری مین
واصل ہو کے مقصود ثانی اصلی کے حصول کی طریق مین
تجسس کرے گا سو مطلوب اول سلوک اول کا منتہا ہی اور
طریق حصول مطلوب دوم کا سلوک ثانی ہی اور اس تمثیل
کی مطابقت سلوک اول پر ابتدا سے انتہا تک ظاہر ہی
کیونکہ تجسس اور تلاش مرشد اور طریقہ کی اولیا اللہ کی
طریقون مین سے پہنچنے تک کسی مرشد کے پاس اور معین
کرنے تک کسی طریقہ کو بمنزلہ تفتیش کرنے حال رفیقون کے

اور راہون کے اور معین کرنے ایک کے اون سبھون
سے ہی اور ذکر جہری ہو یا سری زبان سے ہو یا لطیفے سے
یا سلطان الذکر سے بمنزلہ جمع کرنے اسباب سفر کے ہی
اور خویش اور خاندان اور وطن اور دیار کو چھوڑنا بہ
منزلہ شغل نفی کے ہی اور باٹہن دہنے کا دیکہنا بمنزلہ استغراق
کے ہی کثرت توحید صفاتی مین اور احیانا توحید صفاتی کے
وقایع مین ایسا استغرق ہوتا ہی کہ ذات بحت مین ملنے
سے غافل ہوتا ہی اور ایسا بھی ہوتا ہی کہ باوجود یاد
داشت وصول کے اوسی وقایع اور رویداد مین رہ جاتا
ہی اور اوسسے نہین نکلتا اور دشواری کے ساتھہ
دیری سے البتہ پہنچنا ہوگا جو شخص کہ اپنے ہمت کے مونہہ
کو توحید صفاتی سے باز رکھتا ہی سو راہ راست پر منزل مقصود
کے بدون انحراف کے چلتا ہی اور آثار اور علامات
وار الخلافت کے بمنزلہ ذات بحت کی نورانیت کے
پردہ کے ہین اور وہ ہزارون ہین اور پچھلا پردہ بمنزلہ
دیوان خاص کے ہی اور وہ نسبت بے رنگی ہی اور
چونکہ ذات مقدس حضرت حق جل شانہ کی بیچون و بیچگون

ہی اور یہہ حجاب اوس ذات پاک کے ساتھہ زیادہ
خصوصیت رکھتا ہی اس واسطے نہایت لطیف بے
کیف ہی اور اس واسطے اوسکا نام بیرنگی ہوا اور معلوم
کیا چاہیئے کہ پردے نورانیت کے ملے ہوے ایک دوسرے
کے ساتھہ نہین ہیٔن بلکہ ہر ایک پردے دونون جانب
سے ایک حد معین رکھتے ہیٔن کہ اوس حد تک علاقہ اوسی
پردہ کا ہی اور مثال اوسکی پادشاہی مکانون کے
دروازون کے پردے سے معلوم کرسکتا ہی مثلا جو پردہ
کہ راہ مین دیوان خاص کے ہوگا علاقہ اوس پردہ کا دونون
جانب سے حد معین تک ہوگا اور خادم اور دربان لوگ
اوس حد کی نگہبانی کے متکفل ہونگے اور آنے والے کو
اوس حد کی اجازت یا ممانعت سے اگاہ کرینگے اور آنے
والے کو دوسرے حد تک اپنی اجازت کے ساتھہ پہنچا
دینگے تاکہ اندر دیوان خانہ خاص کے نگہبان اوس آنے والے
کو اجنبی نہ معلوم کرین اور آنے مین اوسکے مزاحم نہوین اور
دیہات کے صحرا کی حدین اطراف اور جوانب سے بھی
مثال اوسکا ہوسکتا ہی پس نسبت بیرنگی کو اسی

وضع پر ممتد یعنے دراز تصور کیا چاہیے اور مثال مذکور
مین ابتدا اوسکا دار الخلافت سے سمجھا چاہئے کیونکہ
خصوصیت دار الخلافت کی بھی بادشاہ کے ساتھہ پر ظاہر
ہی اور لیکن انتہا نسبت بیرنگی کی سو شاہ ہ اور
واصل ہونا ذات بحت مین ہی یہہ ہی تطبیق تمثیل کی
سلوک اول پر ابتدا سے لیکر انتہا تک اور لیکن تمثیل
سلوک ثانی کی پس وہی شخص بعد پہنچنے کے حضوری
مین بادشاہ کے ہرگاہ چاہے کہ کسی خدمت اور کسی
منصب کے حاصل ہونے کی اور ملازمان شاہی مین منسلک
ہونے کی سعی اور کوشش عمل مین لاوے اوسکو لازم
ہی کہ حضار دربار کو ہرکارہ سے لیکر وزیر اعظم تک اپنے
سے راضی کرے تا بر وقت حاجت کے کلمہ خیر زبان سے
ان کے حضور مین بادشاہ کے صادر ہووے اور ہر یک
حسب مرتبہ اپنے سعی اور سفارش کرین اور مرضیات
مین بادشاہ کے بہت سرگرم اور چالاک رہے اور آمد
ورفت مین دربار کے اور سیر وشکار کے اور ملاقات
مین حضار دربار کے سستی اور غفلت نکرے مبادا اوس

دربار مین کاہان کے داغ سے داغدار ہو کے نظر اعتبار سے گر کے لایق حضور بادشاہ کے نرہے اور یہہ معنی اوس مقام سے اوسکے نکلوانے پر منجر اور باعث نہو اور بھی خبردار ہوا چاہئیے کہ ارضا یعنی راضی کرنا حسب مرتبہ کے متفاوت ہوتا ہی راضی کرنا اوسکا جب تک اپنے وطن مین تھا اسیقدر رہی کہ چوری اور قزاقی اور سرکشی اور مانند اسکے عمل مین نہ لاوے اور اگر مال گذار ہی تو مال واجب سرکار کا بلاحیلہ اور تکرار کے ادا کرتا رہے اور جب کہ اس مقام مین پہنچے تب ارضا یعنے راضی کرنا اوسکا یہہ ہی کہ حقوق کی رعایت اور آداب اور تعظیمات شاہانہ جیسی چاہئے بجالاتا رہے اور مال خطیر کے بذل کرنے اور خرچنے کو اوس مقام والون کی رضامندی مین مثل گذرانئے نذر اور تواضع کے اور دیئے ہدئے اور تحایف کے برابر گھاس کے شمار کرے اور ان کی رضامندی کو جان اور مال سے اپنے بہتر معلوم کرے اور حاضرباشی کے بھی مرتبے ہین مثلا رہنے والے دار الخلافت کے سن وجہ یعنی بعض وجہ سے سلطنت

مین حاضر ہین اور حاضران قلعہ خاص کے ان سے اوپر اور
ملازمان خاص دیوان خانہ کے ان سے برتر اور جو لوگ
خدمت مین مستعد در اور دیوار کے پیچھے کھڑے رہتے
ہین انسے زیادہ تر اور جو لوگ رو برو رہتے ہین انسے
فوق تر اور جو شخص اپنی نگاہ کو بادشاہ کے چہرے پر ٹکی لگا
کر حضور مین کھڑا ہو کے دوسرے جانب ہرگز نہیں تاکتا
ہی سب سے بالا تر پس ان مرتبون سے اعلی مرتبے کو
اختیار کر کے اوسقدر ہمیشگی کرے کہ دل مین بادشاہ کے
ایک الفت اوسکے ساتھہ پیدا ہو اور قدر اور وقعت
اوس شخص کی دل مین بادشاہ کے جگہہ پکڑے اور
بادشاہ کو معلوم ہووے کہ یہہ شخص نہایت محب اور
فدوی میرا ہی اور اسی وسیلہ سے اوسکو اوس مقام
کی اقامت یعنے ٹھہرنا میسر آیا کیونکہ ہرگاہ ہمیشہ بادشاہ پر
نگاہ لگاے ہوے رہیگا اور التفات بادشاہ کی جو اوسکے
طرف ہی اہل دربار کو معلوم ہوگی اور خود اہل دربار
بھی اوس سے رضامند رہینگے رہنے کو اوسکے اوس مقام مین
جایز رکھینگے بعد اطمینان کے رہنے سے اوس مقام کے اوسکو

لازم ہی کہ علی الدوام حاضر رہکے بادشاہ کے چہرہ کو جیسا
چاہئیے غور اور تامل سے ملاحظہ کرتا رہے اور وقایع اور
اخبار کہ دربار مین گذرتے ہین اوسکو بھی سنکے بادشاہ کے
چہرہ کی حقیقت کو کہ بعد ہر خبر خوش کے یا ناخوش کے کیونکر
متغیر ہوتا ہی وقت اور باریکی کے ساتھہ نظر دوڑاکر دریافت
کرکے متغیر ہونے کی وضع کو اپنی قوت حافظہ مین رکھے اور
بعد ہر تغیر کے جو حکم انعام یا تعذیب اور سزا کا یا صلح
اور جنگ کا یا بند و بست کا حضور سے بادشاہ کے صادر
ہوے اوسکو بھی دریافت کرے اور اس وقایع اور اخبار
مین سارے کام چھوٹے اور بڑے کو نگاہ رکھے خوش
خبریون مین ایک ذلیل غلام کی صحت سے لیکر خوش خبری
صحت وزیر اعظم تک اور بری خبرون مین ایک چارپاے
کے مرنے سے لیکر وزیر اعظم کے مرنے تک اور
علی ہذا القیاس ایک کینہ ور کے گرفتار ہونے سے لیکر دشمن
زور اور صاحب ملک اور لشکر کے گرفتار ہوپنے تک
اور رمیدان دور دراز مین ایک بنئیے کے لوٹے جانے سے
لیکر قلعہ خاص پر دشمن کے ہجوم لانے تک ❀ حاصل کلام

سبھون کے احاطہ کرنے کا قصد کرے اور بہتیری چیزین
ہوتی ہیں کہ اوس پر ایک جزا یا سزا مترتب ہوتاہی
اور اوس تغیر کے سبب سے چہرہ بادشاہ کا متفاوت
نہین ہوتاہی پس نہ معلوم کرے کہ ہر خبر اور واقعہ مین
ایک تغیر جداگانہ ہوگی بلکہ اگر دو بار تغیر چہرہ کو یکسان پاوے
تو معلوم کرے کہ یہہ دونون خبر ایکسان ہیں اوسکے جزا یا
سزا مین کچھ تفاوت نہین اسی عمل کو ہمیشہ برابر کیا کرے
تا کہ اوسکے ذکا اور فطانت کے موافق پادشاہ کی مرضی
شناسی کا ملکہ اوسمین پیدا ہو اور مراد پر بادشاہ کے
واقع اور سانحے مین آگاہ ہووے اور یہہ آگاہی اوس حد کو پہنچے
کہ تغیر چہرہ سے مراد بادشاہ کا حلاف لغوی معنے اصلی کے
کہ کلام مین بادشاہ کے ہی اوسکے دریافت مین آوے
مثلا کبھی بادشاہ فرماتاہی کہ خدمت گذاری اس چور کی
بخوبی چاہیے کرنے اور غرض وہ ہی کہ اسکو کما حقہ تعزیر
کیا چاہیئے اور ہرگاہ ملکہ مرضی شناسی کا حاصل کرکے کسی
کام کو سلطنت کے کامون سے سرانجام کریگا عنایت
شاہی دونا دون زیادہ سابق سے اوسپر جوشش مین آویگی

❊ ⁂ ⁂ ⁂ ❊

اور سعی اور سفارش اہل دربار کی مددگار اوسکے
رہیگی لابد پادشاہ کسی خدمت اور منصب پر اوسکو نوازیگا
اور اصلی مقصود مین اپنے جسکے لئے یہہ سب رنج اور
محنت اور نشیب اور فراز کھینچا تھا انشاء اللہ تعالی فایز
ہوگا اور بعد اوسکے حسب حال اپنے اوسی خدمت پر
سدا رہیگا یا ترقی کرکے ایک منصب سے انتقال کرکے
منصب اعلی مین پہنچیگا ایسا ہی ہی حال دوسرے سلوک
کا ❊ سالک کو لازم ہی کہ بعد پہنچنے مشاہدہ کے مرتبے مین
اور تمام کرنے سلوک اول کے سلوک ثانی کرے اور اختیار
کرنا عزایم شرع کا مامورات اور منہیات کے باب مین
اس سلوک کے لوازمہ سے ہی اوسکا بیان وہ ہی کہ اتباع
شرع شریف کا ایمان کو لازم ہی اور سالک کو لازم
ہی کہ ہمیشہ شرع شریف کا تابع رہی اور شرع مقدس
کے کمال اتباع کے ساتھہ سلوک اول کو تمام کرے اور
سلوک ثانی مین عزایم شرع کو جیسا چاہئے مضبوط پکڑے اور
یہہ عزیمت کبھی دل سے ہوتی ہی اور کبھی ہاتھہ پانو سے
مثلا ادب مصحف کا اس قدر کرے بے وضو نہ چھوے شرع

شریف کا لازمہ یہی ہر مسلمان کو چاہیئے کہ بیلے وضو مس
نکرے یعنے نچھوے اور سلوک ثانی کے سالک کو آداب
بڑھکر چاسیے اور وہ یہہ ہی کہ مصحف لینے کے وقت
دوسرے کام کیطرف متوجہ نہوے اور ادب کی نشست
بیتھے اور دل مین اپنے کلام الہی کی عظمت کو حاضر کرکے اور
مصحف کی عظمت کی طرف اوس سے انتقال کرکے اپنی
ادناپن اور ذلت کو خیال کرکے اس نعمت عظمی کی قدر
کو پہچھانے کہ مجھہ بیچارہ ذلیل اور خسیس کے ہاتھہ مین
یہہ چیز معظم اور پاک محض خدا کے فضل سے پہنچا ورنہ آپ
ہرگز لیاقت اس نعمت کی نرکھتا تھا مین اور اس قسم
کی تصور سے سینہ اوسکا خوشی سے مالامال ہوئے اور
کمال عظمت مصحف کی اوسکی آنکھون مین چوبھی رہے
اور یہہ معانی اگر خودبخود ذہن مین اوسکے آوے تو سب
سے اولی اور اصل مدعا ہی والا تکلف سے اس معانی کو
ذہن مین اپنے جماوے اور علی ہذا القیاس عظمت ہر ہر
سورہ کی سمجھے اور شافع ہونا ہر سورہ کا حضرت حق جلشانہ
کے حضور مین یاد لاوے اور عظمت نماز اور زکواۃ اور روزہ

اور حج اور جہاد اور سارے شعا پر شرع کی اسی
طور پر اعتقاد کرتا رہے اور اسی سے ہی تنظیم شرع
شریف کی مطلقا اور تعظیم کعبہ کی اور انبیا کی اور رسولون
کی اون پر صلواۃ اور سلام اور بذل کرنا اور خرچنا اموال
کا عظمت سے ہی اور اختیار کرنا طریقہ خیرات کا بقدر
زکواۃ کے اپنے شرطون کے ساتھہ ہر مسلمان پر فرض
ہی اور حضرت حق جلشانہ کی رضا مین اموال کا خرچنا وہ
عزیمت ہی کہ سلوک ثانی کے سالک کو لازم ہی اور اہتمام
سارے نوافل کا مثل تہجد اور غیرہ کے بھی اسی باب
سے ہی اور منہیات سے بچنے کو بھی دوسرے رنگ
پر اپنے اوپر لازم شمار کرے تاکہ صاحب عزیمت اور ارادہ
والا ہو جاے مثلاً اگر زنا کا وسوسہ اوسکے دل مین گذرے
تو ایسا متنفر ہو کہ گویا نجاست کو کھانے کے لئے اوسکے سامنے
رکھے ہین اور اسی پر قیاس کیا چاہئے سارے منہیات
کو اور بھی اس سلوک کے سالک کو چاہئیے کہ انبیا اور اولیا
بلکہ سارے مومنین کے حق ادا کرنے اور ان کی تعظیم
کرنے مین کوشش بلیغ کرے کہ سب کے سب اوسکے لئے

سفارش اور سعی کرین اور سعی اور شفاعت انبیا
اور اولیا کی خوب ظاہر ہی لیکن سعی مومنین کی سو دعا
خیر ہی پس دعا خیر کے توقع پر کرا اوسکا تمام مین کار آمدنی ہی
تفقد اور خاطرداری ہر مسلمان کی کرے اور سب حقوق
اور تعظیم شرع شریف کے عزایم کے اتباع مین گنا جاتا ہی
چنانچہ قریب ہی معلوم ہو چکا ہی اور قران اور سوره
اور کعبہ اور نماز ادر روزه اور غیره سب شفاعت کا
مرتبہ رکھتے ہین سو سارے کو اپنے سے راضی کرے اور
مرتبہ رضا کا اس مقام کے سابق کے بیان سے ظاہر ہوا اور
اصل اور مدار اس سلوک کا مراقبہ وجہ اللہ ہی اور معنی
وجہ اللہ کا لغت کے موافق حق تعالی کی توجہ ہی بنده کے
طرف اور اوسکو آثار سے اوسکے دریافت کرنا چاہیئے
اور آثار اوسکا بموجب اس کریمہ کے * فَاَینَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ
یعنے جسطرف موہنہ کرو وہین متوجہ ہی اللہ ہر جگہہ موجود ہی
مثلا اگر بنده آنکھہ اور بینای مین اپنے غور کرے تو بالیقین
معلوم کرے کہ یہہ نعمت عظمی مجھکو محض وجہ اللہ کی جہت
سے ہی یعنے حق تعالی اوسکے حال پر متوجہ ہوا اور موہنہ

اوسکے طرف لایا کہ یہہ نعمت اوسکو حاصل ہوئی والا یہہ
بندہ بیچارہ کسی وجہ سے اوس نعمت کی استحقاق نہین
رکھتا تھا اور نہ مانگا تھا اور اس نعمت کا تقاضا اور
خواہش اصلاح اوسمین متحقق نہوئی اور نہ کوئی حق تعالی
کے حضور مین اس نعمت عظمی کے بخشنے مین سفارشی
اوسکا ہوا اور نہ اس درماندہ مخض نے کسی چیز کے ساتھہ
توسل اور وسیلہ پکڑا سوا اس قسم کی نعمت عظمی
نہین حاصل ہوئی مگر محض فضل شاملہ اور رحمت کاملہ سے
اوس جل شانہ کے اور علی ہذا القیاس ہزاران ہزار نعمت
ہی اور ہر نعمت کا یہی حال ہی بلکہ حقیقت مین جو چیز کہ
عالم مین موجود ہی اگر بخوبی اوسمین غور کیا جائے تو ظاہر
ہووے کہ ساری چیزین حق مین اس بندہ کے ایک نعمت
جلیل القدر ہی پس ہر چیز آسمان اور فرشتے سے لیکر
کو رتے اور کرکٹ تک اوسکی نعمت ہی اور اوسی کے
ساتھہ خصوصیت رکھتی ہی باوجودیکہ استعداد اور
سعی اور خواہش کو اوسکے اصلا اسمین دخل نہین ہی
پس نعمتون مین اللہ کے غوض کرے اور ہمیشہ پیش نظر

اپنے رکھے کہ رحمت الٰہی اوس مرتبہ مین کہ شکر اوسکا ہو
نہین سکتا ہی بلا سبب اور بلا جہت حال پر ہمارے متوجہ
ہی اور سارے خلق اللہ اوسی رحمت سے فایض
ہین کوئی شخص ایسا نہین ہی کہ جس مین نعمتین بہت
ساری موجود نہین ہین اور اگر ایسا شخص ہووے کہ بسبب
کثافت طبع کے ایسی نعمتون کو اپنے مین لحاظ کرسکے نہ سکے
تو چاہیئے کہ اپنے غیر مین لحاظ کرے اور سب سے اعلی اور برتر جناب
رسالت ماٰب صلی اللہ علیہ وسلم ہین پس حالات کو
اوس جناب کے پیدا ہونے کے وقت سے بلکہ جس وقت
سے اپنے ماکے پیٹ مین رہا اوس وقت سے لیکر آخر تک
یاد کرے کہ ایسی نعمتین جلیلہ بے گنتی اور شمار محض دریاے
بیکنار رحمت الٰہیہ سے کس قسم بلا درخواست اور دعا
اور بے استحقاق اور استدعا کے اور بغیر سعی اور سفا
رش کسی کے کیونکر اوس جناب پر فایض ہوتی تھین بمجرد
پیدا ہونے کے کس قسم کی برکتین اور عنایتین اوس
جناب کے وجود باجود پر منضم کیا کہ وہ برکات شامل حال
ایک جماعت کثیرہ کے ہوتی تھی اور موجب محبت اور

اعتقاد کا ہوتا تھا اور یہہ نعمتین کہ لڑکائی اور چھوٹےپن مین

اوس حضرت صلعم پر فایض ہوتی تھین دوسری نعمتون کے

قیاس کر بہت اسان امرہی چند ان وقعت نہین رکھتی

ہین باوجودیکہ اپنی ذات مین نعمتین جایلل القدر ہین حاصل

کلام ایسی نعمتین جایلہ کو تصور کرے کہ یہہ سب بلا سبب

اور بلا وجہ محض رحمت کاملہ ذاتیہ سے حضرت حق تعالی کے

ہی جب کہ وجہ اللہ بندہ کیطرف ہوتی ہی تو اسی قسم

کی انعامین کہان ہوئی بلا استحقاق اور بغیر دعا کے بن مانگے

فایض ہوتی ہین سو خلاصہ معنے وجہ اللہ کا ایک شان ہی رحمت

الہی کی شانون مین سے کہ بلا سبب اور بےجہت اور

بے سابقہ استحقاق کے اور بے استدعا اور دعا کے اور

بغیر شفاعت اور وسیلہ کے انعامات کثیرہ اور جایلہ کی

مقتضی ہوتی ہی اور مراقبہ وجہ اللہ کا ملاحظہ اسی شان کا

ہی اور اصل اوس انعامون کا موجود اور ہست کرنا ہی

پردہ نیستی سے اور یہہ معنی وجہہ اللہ کا عام اور شامل ہی

تمام موجودات کو لیکن بہ جہت تفاوت اور تفوق بعضے

کے بعضے دوسرے پر انعام کی وجہون مین بہ نسبت

ہرکسی کے معنی وجہ اللہ کا عائد ہوتا ہی اور گمان نکرین کہ
اس صورت مین حق تعالی کے فعل مین عبث لازم آویگا
اور عبث جو ہی سو سفاہت اور ناوانی ہی اور خدا کی
ذات اوس سے منزہ اور پاک ہی اسواسطے کہ حِکَمْ یعنے
حکمتین اور افعال الہیہ کے مصالح یعنی مصلحتین دوسری چیز ہی
اور استحقاق اور استعداس شخص کی جسپر انعام
ہوتا ہی دوسری چیز ہی اگرفی الواقع حکم اور مصلحتین
منظور رہین تو پیدایش مین مطابق اشیا کے ہی اس
شخص کے ساتھ کچھ خصوصیت نہین ہی مثلا پیدا
کرنا ارباب دانش اور صاحب کمال کا بنظر حکمت اور
مصلحت کے اوس حکیم حقیقی کو منظور رہی لیکن علم اور
دانش اگر اس شخص کو ندیتا اور غیر کو اوسکے عطا فرماتا
بلکہ حیوانون مین یہہ کمال دیتا تو کوئی شخص اور کوئی امر ایسا نہ تھا
کہ خدا جاشانہ کے ہاتھ کو اوس طرف سے باز رکھکے
اس طرف متوجہ کرے اور اس نعمت کو ان کی طرف
پہنچاوے سو محض عنایت اور نری رحمت اوسکی ہی کہ
ہر شخص کو کھلی ہوئی بہتیری انعامات کے ساتھ نوازا ہی

اور اکثر نعمتون سے ہر ایک کو تخصیص فرمایا ہی اسی
شان کو کہ چشمہ خدا کی رحمت کاملہ کا لا لغرض ہی وجہہ
اللہ بولتے ہیں اور آثار وجہ اللہ کی تمام ظاہر اور باطن کی
نعمتین ہین کہ لا لغرض خالص ہوئی ہین اور وجہ اللہ اسی آثار
سے پہچانا جاتا ہی اور مقابل اوسکے وجہ العبد ہی یعنی مونہہ لانا
بندہ کا طرف خدا عز و جل کے اور بیان اوسکا یہہ ہی کہ ہر
بندہ خواہ پست ہمت ہو خواہ عالی ہمت کسی چیز کے
حاصل کرنے کے لئے خدا کی عبادت کرتا ہی اور حکمون کو
بجالاتا ہی لیکن پست ہمت سو دوزخ کی ڈر سے اور
بہشت کی لالچ سے اور لیکن عالی ہمت سو خدا کے پاس
عزت اور وجاہت حاصل ہونے اور مقبولون کے زمرہ
مین داخل ہونے اور ملازمان خاص کے سلک مین پروئے
جانے کی تمنا سے ہر چند دوزخ سے بچنا اور جنت کے
درجات مین پہنچنا بر تقدیر حاصل ہونے عزت مذکورہ کے
یقینا مترتب ہوتا ہی بلکہ اوسکے آثار اور توابع سے
ہی لیکن بلند ہمتون کو ان امور کے طرف التفات نہین
ہوتی ہی بلکہ آرزو ان کی خاصون مین داخل ہونا ہی اور

پس ضرور دل مین ہر ایک کے اون دو فریق سے ایک
اُنس اور الفت اپنے خالق کے ساتھ پیدا ہوتی ہی اور
دنودن بڑھتی جاتی ہی یہان تک کہ حق مین بعضے بندون کے
شدہ شدہ سارے مراتب ارزو اور طمع اور خوف کے
دل سے اوسکے فراموش ہو جاتے ہین اور محبت اور
الفت خدا کی ایسا دل مین اوسکے مستحکم اور مضبوط ہوتی
ہی کہ حکمون کو بجالاتا ہی اور حاصل ہونا کسی مرتبہ کا اور
کسی ثواب کا مثل قرب اور جنت کے ہرگز خیال مین اوسکے
نہین گذرتا ہی ہرچند حاصل ہونا عزت اور اعتبار کا اوسپر
یقینی ہی جیسا کہ حاصل ہونا ثواب کا بر تقدیر حاصل ہونے
عزت اور اعتبار کے اوسپر یقینی ہی سو لیکن اوکرنے
مین حکمون کے دل سے اوسکے عزت اور اعتبار کے حصول
کا تمنا اور ثواب کا تصور بالکل جاتا رہتا ہی اور ایسا ہی
منہیات سے پرہیز کرتا ہی اور صرف منع کو اوس تعالی
کے ملحوظ رکھتا ہی ہرچند محفوظ رہنا رسوائی سے ملأ اعلی
مین اور گر پڑنے سے اوس عزت کے مرتبے سے اور محفوظ رہنا
دوزخ کے عذاب سے مقرر اوسپر مترتب ہوتا ہی

لیکن اس بندہ کو ہرگز خیال نہین ہی طرف رضا اور نارضا
حق تعالی کی اوسکو مقصود ہی اور یہہ جو جانتا ہی کہ بجالانے
مین امر حق کے خدا کی رضا ہی تو اوسی رضا کو بہتر ہزارون
طرح کی ترقیات سے قرب اور عزت کے مدارج مین اور
جنت کے ثواب کے درجون مین حق مین اپنے شمار کرتا
ہی اور ہرگاہ نارضامندی اوس تعالی کی کسی کام مین تصور
کرتا ہی تو اوس نارضامندی کو بدتر ہزارون رسوائی سے
یعنے گر پڑنا اہل عزت اور اعتبار کے مرتبے سے اور داخل
ہونے سے زمرہ مین ذلیلون کے بلکہ ہزارون عذاب
سے دوزخ کے معلوم کرتا ہی پس جیساکہ وجہ اللہ خدا کی
رحمت کا بندہ کیطرف لاالغرض متوجہ ہوتا ہی ایسا ہی
وجہ العبد رو لاتا ہی بندہ کا خدا تیعالی کی طرف محض اوسکی
رضامندی کے لئے نہ تو کسی عزت اور وجاہت کی تمنا
رکھتا ہی اور نہ جنت کے ثواب کے حصول کا توقع اور
نہ عذاب سے دوزخ کے بچنے کا امید چنانچہ ایسی مضمون
کا اشارہ ہی ان آیتون مین ❀ اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی
وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی ❀ کیا نپایا

تجھکو یتیم پھر جگہہ دیا اور پایا تجھکو گمراہ پھر راہ
سوجھایا اور پایا تجھکو مفلس پھر تونگر کیا یہہ تینون آیت
اشارہ ہی وجہہ اللہ پر اور تین آیت اخیرہ اشارہ
ہی وجہ العبد پر اور جب وجہ اللہ کو آثار رحمت اور
وجہ العبد کو پہنچانا سو طریق وجہ العبد کے مراقبہ کی یہہ ہی
کہ اپنی نظر کو اوس شان کیطرف کہ منشای رحمت
لا لغرض کا ہی متوجہہ کرے اور ہمیشہ اپنی نگاہ اوسکی
طرف کر کے زبان حال اور قال سے التجا اور سوال
کرے کہ بار خدایا جب اسقدر بڑی بڑی نعمتین مجھکو اور
میرے غیر کو بے استحقاق اور استدعا کے تونے مرحمت
فرمایا پس فلانی نعمت عطا فرما ہر چند بڑی بھاری نعمت
ہی اور مین نہایت نالایق اور عاجز لیکن انعام عام کو تیرے
کچھ نہین چاہتا ہی اور موقوف کسی امر پر نہین ہی اور
یہہ مراقبہ کبھی بلا جہت ہوتا ہی اور کبھی کسی جہت
کے ساتھہ فوق اور تحت سے یعنی اوپر اور نیچے سے موافق
توجہ باطنی مراقبہ کرنے والے کے متصور ہوتا ہی اور اس مراقبہ
کے سبب سے عنایت خاصہ حق تبارک و تعالی کے

جانب سے مراقبہ کرنے والے کے حال پر متوجہ ہوتی ہی اور
عنایت خاص کی ایک صورت خاص ہوتی ہی مثل
خلقت حضرت آدم کے یاوہ کہ تمام مخلوق حق تعالی کی
قدرت سے پیدا کیا گیا لیکن جب عنایت خاص پیدا کرنے
مین حضرت آدم کے مصروف ہوئی تب صورت خاصہ
اوسکی ظاہر ہوئی اور اسی خصوصیت پر اشارہ ہی
حق تعالی کے قول مین کہ * خَلَقْتُ لِبِيَدَيَّ * یعنے پیدا کیا ہمنے
اپنے ہاتھون سے اور ایسا ہی حضرت ختم المرسلین
کی خصوصیت ہی معراج کے ساتھ اور اختصاص حضرت
موسی کی کوہ طور پر کلام کرنے کے ساتھ اور اوسی
عنایت خاصہ کے سبب سے بارگاہ ایزدی کے عظما زیادہ
تر اوس سے راضی ہوتے ہیں اور وہان مقام کرنے مین
مانع نہین ہوتے ہیں اور عزت اور وقار کے ساتھ اوسکو
جگہہ دیتے ہیں پس اس مراقبہ کو ساتھہ التزام عزایم شرع
شریف کے اور ساتھہ راضی رکھنے عظماے بارگاہ الہی کے
ہمیشہ برابر کیا کرے اور یہہ بمنزلہ راضی رکھنے اہل
دربار کے اور ملاحظہ کرنے چہرہ بادشاہ کے ہی لیکن

بادشاہ کو بسبب جہل کے کہ بشریت کا لازمہ ہی حال
اور مال پر کسی کے اطلاع نہین ہوتی اسواسطے باوجود
حاضرباشی اور خوشنودی خاطر بادشاہ کے اوس شخص
سے بجز تجویز حاضر رہنے کے کسی منصب پر بدطینتی اور
خیانت اور خباثت کے اندیشہ سے اوسکو نہین نواز
تے ہین تاکہ بعد گذرنے ایک زمانہ کے خوبی جبلی اوسکی
تجربہ مین آوے اور اوسکی طرف سے امن حاصل ہووے
بخلاف عالم الغیب کے کہ علم اوسکا ظاہر اور باطن کو ہرکس
اور ناکس کے گھیر رکھا ہی اوس بارگاہ مین بمجرد
اس بات کے کہ مراقبہ وجہ اللہ کا بندہ سے بخوبی سرانجام
پایا اور جیسا چاہئے درست اور ٹھیک ہوا اور مقبول
بارگاہ ایزدی کا ہوا اور حقیقت باطن کی اپنے بندہ کی
اوس بارگاہ مین خوب ہویدا اور پیدا ہی پس وہ نور
پاک ازلی کہ ازل مین ہر مومن کا نصیبہ مقدر ہوا اوسکو
مرحمت فرماتے ہین اور وہ نور عقل کا تخم ہی اور عقل
درخت اسکا ہی اور ایمان پھل اوسکا اور یہہ آیہ یعنی
❁ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا ❁ اے رب ہمارے پورا کر نور کو

ہمارے اسی نور کا اشارہ کرتی ہی سو اس وجہ اللہ کے مراقبہ
کرنے والے کو وہ نور مثل ستارہ روشن اور تابان کے
دور سے ظاہر اور نمایان ہوتا ہی اور آہستہ آہستہ
نزدیک ہوتا ہی یہان تک پیشانی پر سجدہ گاہ کے مقام پر
پہنچکے تمام بدن مین پھیل جاتا اور گھس جاتا ہی مانند نور
بصری کے جو رنگ اور روشنی کو دریافت کرتا ہی خاصہ
اوس نور کا حق تعالی کی مرضیات کو دریافت کرنا ہی مانند
شجاعت کے کہ جنگ کے انصرام کے لئے مخلوق ہی اور
سخاوت کے کہ خلایق کے نفع پہنچانے کو مجبول ہی یہہ نور
واسطے دریافت کرنے رضا اوس تعالی کے ہی اور
طریق اوسکی وہ ہی کہ ہرگاہ قصد کسی کام کا کریگا یا کسی امر
کے طرف متوجہ ہوگا ایک تغیر نمایان اوس تجلی مین کہ
اوسکے کمال کے محاذی ہی ظاہر ہو گی اور اس قسم کی تغیر
ہو گی کہ اوس سے رضا یا نا رضا کو سمجھ سکتا ہی بعضے شخص
ایسے ہوتے ہین کہ معاملہ انکا قلب سے تجاوز نکر کے انکو
اوسی راہ سے رضا یا نارضا پر آگاہ کرتے ہین مثلا جب
قصد کرتے ہین کہ کوئی کام معین کو عمل مین لاوین اگر رضا اوسکے

ساتھ متعلق ہی تب بشاشت اور شگفتگی دل مین
ان کے اور زیادہ رغبت اوس کام کے طرف دل مین
ان کے پیدا ہوتی ہی اور اگر نارضامندی اوسپر متعلق
ہی تب ملال اور بستگی اور نفرت اور گریز لاحق حال
اون کے ہوتی ہی اور وہ لوگ کہ حال انکا قلب سے تجاوز
کیا ہی اور بلند اور برتر مقامون مین پہنچے ہین سو وے رضا یا
نارضا کو حق تعالی کے بسبب حادث ہونے تغیرات کے
تجلی مین کہ وہ موذی ان کے کمال کے ہی دریافت کرتے
ہین اور یہہ تغیر کہ تجلیات مین پیدا ہوتی ہی ذات پاک
حق جل وعلی کی اوس سے پاک اور مبرا ہی اونکی
تفصیل یہہ ہی کہ آثار عامہ کہ ذات پاک بیچون اور بیچگون
سے صادر ہوتی ہی اوس آثار مین تغیر اصلا نہین ہوتی ہی
جیسا کہ ❊ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ ❊ وصف اوسکی ہی ویسا ہی
بہ نسبت اوس آثار کے ایک وصف پر ہی کیونکہ ازل
سے ابد تک کبھی اوسمین تغیر اور تبدیل نہین ہی لیکن
امور خاصہ کی نسبت کر پس ایک طور کی تغیر ہوتی
ہی مثال اس تغیر اور عدم تغیر کی آفتاب ہی آفتاب

ایک وضع پر اور ایک جا پر ہی اور آثار عامہ اوسکے
حسب استعداد اور لیاقت اشیا کے نہایت مختلف ہوتے
ہین اور یہہ اختلاف آفتاب کی ذات یا وضع یا مکان کے
اختلاف کو مقتضی نہین ہوتی ہی اور روز قیامت مین اثر خاص
اوس سے مطلوب ہوگی اس واسطے وضع اور مکان
اوسکا متبدل ہوگا اور اہل محشر کے سر کے قریب
پہنچیگا ایسا ہی واسطے ظاہر ہونے آثار خاصہ کے تبدل
اور تغیر ہوتی ہی اور تغیر اور تبدل اوسکی ذات پاک
مین نہین ہی اوسکی شان برتر ہی اس سے بلکہ اسکی تجلی
کی صورت خاص ہوتی ہی اوس صورت مین تغیر ظاہر
ہوتی ہی اور یہہ تغیر اوسکی ذات مین نہین ہی اور تمثیل
اوسکی انسان ہی کیونکہ جو چیز کہ من کرکے بولا جاتا ہی
جسکی ہندی مین ہی یہہ جسم عنصری یعنے جو آب و آگ و
باد و خاک سے مرکب ہی نہین ہی کیونکہ بعد مرنے کے جسم
موجود رہتا ہی اور جو احکام کہ انسان پر مترتب ہوتا تھا سب
مبدل ہو جاتا ہی پس حقیقت انسانی کہ لفظ من کرکے
مشار الیہ ہوتا ہی بواسطہ اس جسم عنصری کے مخفی

ہوا اور اوسکے ساتھہ وہ اتحاد پیدا کیا کہ جو معاملہ جسم پر ہوتا
ہی اوس حقیقت انسانی کے ساتھہ نسبت کیا جاتا ہی
مثلا کہتے ہیں کہ زید کے نزدیک گیا مین اور ملکر اوس سے
باتین کین اور اوسکو ایسا ویسا کیا مین اور جب انسان مرگیا
باوجود باقی رہنے جسم کے اپنی حالت پر احکام مذکور سے
کوئی حکم اوس جسم پر نہین سرکتا ہی کرنے اوس وقت
کوئی نکہیگا کہ زید کے نزدیک گیا مین اور ملکر اوس سے
باتین کین ایسا ہی ذات منزہ اوس بالچون اور بالچگون کی
کسی صورت اور لباس مین ڈھک کر نمایان ہوتی ہی اتنا
فرق ہی کہ حقیقت انسانی کسی جسم کے ساتھہ مقید ہوتی
ہی اسواسطے نہین سکتی ہی کہ دوسرے جسم کے واسطے
سے اپنے احکام کو جاوہ گر کرے اور حضرت حق جل شانہ
کسی صورت کا مقید نہین ہی اپنے اطلاق پر باقی ہی یعنے
مقید نہین ہی جس صورت مین کہ چاہتا ہی کلام فرماتا ہی
اور اوس صورت مین تغیر ہوتی ہی اور اس سے
ظاہر ہوا کہ بندہ کو اپنے خالق کے ساتھہ وہ معاملہ کہ اخص خصوص
رکھتا ہی پیش آتا ہی لیکن اوس ذات سے دور تر رہتا

ہی سو اس بندہ باکمال کو رضا اور نارضا حق تعالی کی ہر امر
مین معلوم ہوتی ہی اور کوئی متوہم نہووے کہ احکام شرعیہ
متفاوت اور متبدل ہونگے اسواسطے کہ احکام شرعیہ اوسی طور پر
ہی جس طور پر شارع سے ثابت ہوا اور یہہ رضا اور
نارضا امور مباحہ مین پیش آوے گا مثلا اس بندہ کو معلوم ہوگا
کہ اس وقت فلانی جگہہ جانے مین خدا راضی ہی اور فلانی
جگہہ جانے مین ناراض ہی گو شرعا مباح ہو اور علی ہذا القیاس
ہر امر مین اوسکو بصیرت حاصل ہوگی اور یہہ دریافت
کوشش اور اجتہاد سے نہین ہی بلکہ بمنزلہ دیکھنے چشم
ظاہری کے ہی اور سالک کو جب یہہ کمال ہاتھہ لگتا ہی
تب مکالمہ کے مرتبہ مین فایز ہوتا ہی اور وہ ایک وجہہ سے
کلیم اللہ ہوتا ہی گو کلام حقیقی درمیان نہ آوے کیونکہ
سمجھنا مدعا اور مراد کا اشارے اور وضع سے ایک نوع
کلام کا ہی اور کبھی کلام حقیقی بھی ہوتا ہی اور جو مدعا اور
مراد کہ مدلول کلام سے خلاف ہی اوسکو بھی سمجھتا ہی
اور جب یہہ بندہ کامل رضا پر حق تعالی کے مطلع ہوکے کوئی
کام بموجب اوس رضا کے سرانجام دیتا ہی اور دیگا

اور کارگذاری اوسکی ظاہر ہوگی تب عنایت الہی
کثرت سے اوسکے حال پر جوش مار یگی اور عظماے
اوس بارگاہ کے خودسفارشی اور ساعی اوسکے
ہین اور مہمل اور بیکار چھوڑتا شخص کار آمدنی کو مخالف
ہمت کے ہی مقرر اوسکو کسی خدمت مین عزت بخشین
گے اور وہ خدمت حسب حال اوسکے ہوگی بعد اوسکے
وہ شخص اوسی خدمت پر ہمیشہ رہیگا یا ایک
منصب سے دوسرے منصب عالی پر ترقی کرتا ہوا ایسے
منصب پر پہنچیگا کہ اوپر اوسکے کوئی منصب واسطے اوسکے
نرہے اور اس مقام مین اہل ولایت کو پرتو نبوت کا
حاصل ہوتا ہی جس تقدیر مین کہ واسطے پہنچانے اون
کامون کے کہ اونپر منکشف ہوتا ہی مامور ہون اور اگر
پہنچانے مین مامور ہون تو بواسطہ پرتو رسالت کے
ترقی کرتے ہین اور اگر باوجود اسکے مخاصمہ اور مقابلہ
کا بھی حکم ہو تو پرتو الوالعزمی پر مقرر ہوتے ہین اور اس
مقام مین بعضے خلیفتہ اللہ ہوتے ہین اور بعضے خلیفتہ اللہ نہین
ہوتے ہین خلیفتہ اللہ وہ شخص ہی کہ واسطے انصرام

سارے کام کے اوسکو مقرر کرکے مانند نایب کے
کرتے ہین اور جو شخص ایسا ہو سو وہ خلیفہ اللہ نہین ہی
اگرچہ کبھی کبھی وہ کام کہ ہاتھ سے خلیفہ اللہ کے سرانجام
ہوتا ہی ہاتھ سے دوسرے کے سرانجام کرواتے ہین
لیکن وہ دوسرا خلیفہ نہین ہوتا ہی ہان صاحب خدمت بالا
ریب ہوتا ہی اور مثال اوسکی ظاہرین وہ ہی کہ کبھی
بادشاہ کار وزارت کا اپنے خواص سے لیتا ہی سو وہ
خواص ہرچند وزارت کا کام سرانجام دیا لیکن وزیر نہ ہوا
اور یہہ راہ ولایت کے مقام کا انتہا ہی اور راہ ولایت
کی بعد اوسکے کچھ کمال نہین ہی واللہ اعلم تعالی شانہ*

چوتھا باب سلوک راہ نبوت کی طریق کے بیان مین اور اوسمین چھ افادہ ہی

* افادہ * بعد آراستہ کرنے اخلاق اور درست کرنے ملکہ قلبی کے اور ادا کرنے عبادات شرعی کے ساتھہ اوس طریق کے کہ باب ثانی مین معلوم ہوا راہ نبوت کے طالب کو اول جو چیز چاہئیے سو مضبوط کرنا قدم کا ہی مقام توبہ مین اوسکی تفصیل وہ ہی کہ اول اس طریق کے طالب کو چاہئیے کہ منہیات شرعی کو خواہ اعتقادیات کے قسم سے ہو خواہ افعال اور اقوال کے قسم سے خواہ اخلاق اور ملکات کے قبیل سے ہو خواہ عبادات مین افراط اور تفریط کے قسم سے ہو ان سب کو کتاب اور سنت سے تنقیح اور تفتیش کرے اگر آپ کتاب اور سنت کا عالم ہی تو فبہا اور نہین تو علما ے محدثین سے استفسار کرے اور پوچھے بعد اوسکے حضرت حق کے انعام اور جود مطلق کی تربیت اور پرورش کو کہ حق مین اس ذرہ بے مقدار کے مبذول ہوئی

ہی بار بار چست ملاحظہ اور درست تصور کے ساتھہ
ذہن مین خوب مضبوط کر کے جما وے اور کمال عجز اور
احتیاج کو اپنی طرف اوس بے نیاز کے اپنی بصیرت کی
آنکہہ کے روبرو بار بار پیش کرے بعد اوسکے خلوت مین
بیٹھکر اپنے نفس مین ملاحظہ کرے کہ اسطرح کے منعم
حقیقی اور بے نیاز تحقیقی کی ناخوشی مجھہ ایسے عاجز بے
مقدار کے حق مین کہ سر سے پانون تک حاجت درجات
ہی کس قدر بد اور قبیح ہی اور اس معنی کو ذہن مین اپنے
ایسا جماوے کہ اوس منعم حقیقی کی ناخوشی ذہن مین اوسکے
قرار پکڑے یہان تک کہ اگر اوس ناخوشی کے واقع ہونے
کو تصور کرے تو اوسکے بدن کے رونگٹے کہڑے ہو جاوین
پھر تہہ دل سے ایسا اعتقاد کرے کہ ساری منہیات شرعی
موجب اسی امر کے ہوتی ہیں کہ اوسکے واقع ہونے کے
تصور سے رونگٹے بدن پر کہڑے ہوتے ہیں پھر اس امر کو ذہن
مین اپنے مستحکم کرے یہان تک برائی اس منہیات کی عقل
اور قلب کو اوسکے گہیر لے اور باطن مین اوسکے بہ نسبت
اوس منہیات کے خوف اور وحشت پیدا ہو یہان تک

کہ صادر ہونے کو اوس منہیات کے اپنے سے بجاے
پڑجانے اپنے مہالکہ مین جان اور مال اور آبرو کے تہہ دل سے
شمار کرے بعد اوسکے قرآن مجید کی عظمت کو تصور کرے
اور تہہ دل سے اپنے ملاحظہ کرے کہ یہہ ایک ایسی صفت
صفات ازلیہ ربانیہ مین سے ہی کہ اوسکو عالم امکان کے
ساتھہ کسی طور کی مناسبت نہ تھی حضرت حق تعالی نے
محض اپنی عنایت سے زبان عربی کے لباس مین اوسی
وصف ازلی اور کمال ذاتی کو اپنے نازل فرماکے اوسی کو
واسطہ درمیان اپنے اور درمیان بندون کے گردانا مانند
اوسکے کہ ایک بادشاہ عظیم القدر اپنی پگڑی کو تھانبے اور
ایک کنارہ اوسکا اپنے ہاتھہ مین رکھے اور دوسرا کنارہ
ایک ایسے فقیر مفلس اور عاجز کے ہاتھہ مین کہ جسے ہرگز
لیاقت التفات بادشاہانہ کی نہ تھی دیوے اور اوسکو
فرمادے کہ جس وقت تجھکو کوئی حاجت پیش آوے
تو اس پگڑی کو حرکت دیکے مجھکو اپنی حاجت پر خبردار کیا
کرنا کہ فی الحال تیری طرف توجہ کرونگا اور اپنی عنایت کو
صرف کرونگا سو اگر حال مین اس فقیر کے نیک تامل کیا جاے

اور قانون ادب سے تھوڑی سی غفلت اور چشم پوشی
کی جاے تو برملا کہا جاے کہ اگرچہ ہاتھہ مین فقیر کے ظاہرا ایک
کنارہ پگڑی کا ہی لیکن درحقیقت ہاتھہ مین اوسکے خود بادشاہ
اور اوسکی بادشاہت ہی القصہ اس کلام پاک کی
عظمت اور برائی ذہن مین اوسکے اوس حد کے ساتھہ
مضبوط اور مستحکم بیٹھے کہ جس وقت نظر مصحف کی
طرف کرے اور اوس کلام پاک کا علاقہ اوس مصحف
مین ملاحظہ کرے تو دیکھنے سے اوس مصحف کے آنکھہ مین
اوسکے چکاچوندھہ لگ جاوے اور سینہ اوسکا بسبب
عظمت اوس کلام کے پاش پاش ہوے پھر اگر یون
غور کرے کہ وہ کلام پاک بواسطہ مصحف کے قابو مین میرے
ہی جس وقت متوجہ ہوتا ہون اوسکو بےکلفت اپنی
زبان پر لاتا ہون اور جب قصد کرتا ہون بدون خرچ کرنے
مال اور جان کے ہاتھہ اپنا اوسپر پہنچاتا ہون اور اوسکو
اپنے سینہ پر رکھتا ہون البتہ اوسکو بسبب اس ملاحظہ
کے اپنے حال پر تعجب اور حیرت ہوگی مانند اوسکے کہ
ایک یاقوت چمکتا ہوا ہاتھہ مین کسی مفلس بےمایہ کے پڑا

ہو پس اگر اوسکو دیکھتا ہی تو نظر اوسکی اوس یاقوت
کی چمک سے خیرہ ہوتی یعنی چکاچوندھ لگ جاتی ہی اور
اگر افلاس اور کم مایگی کو اپنے ملاحظہ کرکے اپنے مالک ہونے
کو اوس یاقوت پر تصور کرے تو حیرت اور تعجب کے
میدان مین حیران اور سرگردان ہوتا ہی اور جب
عظمت اور برائی اس کلام پاک کی ذہن مین کماحقہ قرار
پایا اور دو ثوق ارتباط کو اپنے بسبب اسی کلام پاک
کے جناب مین اوس صمد بے نیاز کے خوب سمجھا چاہئے کہ
عزم توبہ کا کرے اور طریق اوسکی وہ ہی کہ ایک دن
متبرک دنون مین سے اختیار کرکے مصحف مجید کو ہمراہ اپنے
لیکے ایک خالی مکان مین داخل ہووے اور الحاح اور نیاز
زیادہ سے زیادہ جناب مین رب العالمین کے بجالاوے
کہ بار خدایا مین سب طرح سے عاجز ہون اور تو سب چیز پر
قادر توبہ کہ اول قدم راہ نبوت کا ہی مجھکو عنایت
فرما اور عنایات بیغایات اور کرم کو اپنے دیکھ اور ملاحظہ
فرما اور میری نالایقی پر کہ استعداد اور لیاقت بھی تیرے
ہی ہاتھ مین ہی مت دیکھ * شعر * تو چون ساقی شوی درد

تنگ ظرفی نمی ماند * بقدر بحر باشد وسعت آغوش ساحلہا *
یعنے جب تو ساقی ہو تو دور تنگ ظرفی کا نہین رہتا ہی
کیونکہ دریا کے انداز کے موافق ہوتی ہی وسعت ساحل
کے آغوش کی بعد اوسکے صلواۃ التسبیح بہ نیت کفارہ
سیات کے اور حاصل ہونے حقیقت توبہ کے کمال خضوع
اور توجہ قلب اور تاکید عزیمت سے ادا کرے اور نماز
کے اکثر ارکان مین اپنے دل کو طرف طلب تکفیر سیات
کے اور حصول حقیقت توبہ کے متوجہ رکھے بعد اوسکے
حضرت حق کی اونہین انعامون کو اور اوسکی ناخوشی
کی برائی کو اور منہیات شرعیہ سے کمال نفرت کرنے کو
ملاحظہ کرے اگر حالت مرقومۃ الصدر یعنے جو اوپر مذکور ہوئی
باطن مین ظاہر ہووے اور اوسکے ظاہر اور باطن کو گھیر لیوے
اور تمام خیال اور قلب اور وہم اوسکا اوسی حالت
مین ڈوب جاوے تو بہت اچھا اور نہین تو اس امر کو
دوسرے دن پر حوالہ کرکے پھر آوے پھر دوسرے دن
ایسا ہی کرے تاکہ وہی حالت رو دیوے بعد اوسکے اوسی
حالت کے درمیان مین کلام مجید کی عظمت کو اور اوسکے

ارتباط کی وثاقت کو درمیان اپنے اور درمیان رب العزت
کے ملاحظہ کرے جس وقت اوس کلام پاک کی عظمت
اور درمیان خدا اور خدا کے بندون کے اوسکی وساطت
اوسکے سینہ کو مالامال کرے اور مسرت اور بہجت
اوس کلام پاک کی ملابست سے اوسکے سرور کے پیالہ
کو پر کرے تب وہ نظر کہ کمال تنظیم قلبی کے ساتھہ ملی ہوئی
ہووے مصحف مجید پر ڈالے اور کہے کہ بار خدایا اس کلام
پاک کو تیرے حضور مین اپنا شفیع کیا مین نے اور وسیلہ
اپنا ٹھہرایا مین نے اور اس ڈوری مضبوط مین تیری
اپنے کو محکم باندھا مین بعد اوسکے شریعت کے عزایم کی
اتباع اور اوسکی منہیات سے اجتناب بہ نسبت
اس طالب کے کہ بلا ضرورت رخص پر تمسک کرنا بھی
اوسکے حق مین جملہ منہیات سے ہی محکم ملاحظہ کرکے عقد
توبہ کا کرے تصویر اوسکی وہ ہی کہ جیسا کسی شخص نے
کسی فعل کے واقع کرنے کا یا کسی چیز سے پرہیز کرنے کا التزام
اپنے ذمہ پر کرتا ہی اور واسطے مضبوط کرنے اوس
التزام کے بڑی پیاری چیز کی قسم اوس پر یاد کرتا ہی

مثلاً اگر مومن پاک ہی تو حق تبارک و تعالی کی قسم کھاتا
ہی اور اگر پیاری چیز نزدیک اوسکے فرزند یا مال یا آبرو یا
جان اپنی ہی تو قسم اونہین چیزدن کی یاد کرتا ہی اور
اگر عاشق ہی تو اپنے معشوق کی قسم کھاتا ہی تو البتہ
نزدیک یاد کرنے اس قسم مغلظ کے ایک ہمت اوس
فعل کے واقع کرنے پر یا اوس فعل سے پرہیز کرنے پر تہہ
دل سے اوسکے مثل میخ فولادی کے اوٹھتی ہی اور
اوسکے کلام کے ساتھہ آمیز ہو جاتی ہی کہ اوسکو عقد یمین
کہتے ہین * ایسا ہی ہمت قویہ تہہ دل سے اپنے نکال
کر اور قرآن مجید پر توسل کرکے اپنی زبان سے کہے کہ بار خدایا
تیری عنایت پر توکل اور بھروسا کرکے شرع کی تابعداری
کو اپنے اوپر لازم کیا مین اور شرع کے جانب کو نفس اور
مال اور جان اور آبرو اور فرزند اور عیال اور استاذ اور
پیر اور اقا اور جمیع مخلوقات کی جانب پر ترجیح دیا مین بار خدایا
مین محض عاجز ہون تیری عنایت پر بھروسا کرکے التزام اس
امر عظیم کا اپنے ذمہ پر کیا ہون سو محض کرم سے اپنے اس
عقد کو پورا کروا بعد اوسکے اوسکو علی الدوام عقد توبہ

کی رعایت کے ساتھ التفات ضرور ہی اسطور پر
کہ حضور مین بادشاہ کے جو قادر علی الاطلاق اور بھید اور
چھپی باتون کا جاننے والا سخت عذاب کرنے والا جلد
بدلا لینے والا ہی اس عقد کو باندھا ہون مبادا کہ سہو اوس
سے تجاوز کردن اور داغ عہدشکنی کا پیشانی پر میرے
ہمیشہ باقی رہی مانند اوسکے کہ ایک شخص محکمہ مین
بادشاہ عالیشان صاحب قدرت اور ذو انتقام کے
مچلکہ دیا ہو کہ فلانی چیز کرون گا اور فلانی چیز نکرونگا اوسکو
البتہ ہرحرکت اور سکون مین اور ہرقول اور فعل مین ملاحظہ اوس
مچلکہ کا رہتا ہی یعنی جس وقت قصد کسی فعل کا یا کسی
قول یا کسی حرکت یا سکون کا اوسکے دل مین خطور کرتا
ہی تو اول اوسکو ترازو عقل مین اپنے تولتا ہی کہ یہہ
موافق اوس نوشتہ کے ہی یا مخالف اوسکے بعد
اوسکے اوس کام کو کرتا ہی * اور بھی اوسکو چاہتا ہی کہ
خصوصیت زیادہ اور مناسبت قویہ بہ نسبت قرآن مجید کے دل مین
اپنے مستحکم کرے مثل مناسبت طالب کے اپنے
مرشد کے ساتھہ مثلا جو شخص طریقہ قادریہ مین قصد بیعت

کا کرتا ہی تو البتہ اوسکو جناب میں حضرت غوث الاعظم
کے ایک اعتقاد عظیم بہم پہنچتا ہی اور جس وقت وہ
بیعت وقوع مین آتی ہی تب اوسکو سابق سے زیادہ
اعتقاد ہوتا ہی بلکہ اپنے کو اس جناب کے غلامون کے زمرہ
مین سے سمجھتا ہی ایسا ہی قرآن کی عظمت کا اعتقاد اگرچہ
ہرایمان والے پر واجب ہی لیکن اس طالب کو اوس
کلام پاک کے ساتھہ ایک مناسبت دوسری ہاتھہ
لگی بعد اوسکے اسی توبہ کو ہاتھہ پر ایسے عزیز کے کہ کتاب
اور سنت پر چلنے اور بدعت سے بچنے مین اوس
جزو زمان مین اپنے ہم جنسون مین سے ممتاز ہو اظہار
کرے پس قرآن مجید کو اپنا شیخ حقیقی جانے اور اوس
عزیز کو شیخ ظاہری سمجھے پس لابد کہ قرآن مجید کو اصل سمجھیگا
اور عزیز کی تابعداری کو فرع اوسکا اور پر ظاہر ہی کہ
جب فرع اور اصل آپس مین متعارض ہوتے ہین
یعنے اصل اور فرع مین اختلاف ہوتا ہی تو فرع درجہ
اعتبار سے ساقط ہوتا ہی یہ ہی تصویر مقام توبہ
کی ایسے وجہ پر کہ مناسب اس طریق کے ہی اور اس

وتھب سے توبہ کرنے مین فایدے بہت عظیم اور منافع
کثیر ہین اور ان مین سے جو عمدہ فایدہ ہی سو حاصل ہونا
استقامت کا ہی توبہ مین تفصیل اوسکی وہ ہی کہ تجربہ
صحیحہ سے ثابت ہوئی ہی اور آزمودہ ہی کہ جس
وقت کوئی طالب ہاتھہ پر کسی عزیز کے بیعت کرتا ہی
عنایت خدا کی بسبب وجاہت اوس عزیز کے اس
طالب کے طرف متوجہ ہوتی ہی اور اوسکو گناہون
کے مواقع سے اور منہیات کے مظنون سے طرح طرح
کے حیلہ غیبیہ سے باز رکھتی ہی اور یہہ امر دووجہ سے ثابت
ہوتا ہی ایک وہ ہی کہ وہ عزیز باوجود وجاہت عند اللہ
کے کامل النفس قوی التاثیر صاحب کشف صحیح ہو پس
حق جل وعلی اوسی عزیز کو واقع ہونے پر اوس طالب
کے منہیات کے مظنون مین مطلع کرتا ہی اور گناہ سے بچانے
کے لیئے اوسکو امر کرتا ہی پس وہ عزیز کسی تدبیر سے
خواہ خواب مین خواہ بیداری مین درمیان اوس طالب
کے اور اس معاصی اور قبایح کے حایل ہوتا ہی * اور
دوسرے * وہ کہ حق تعالی اپنی عنایت کے سبب سے

اوس عزیز کے طرف غیب الغیب سے ایک لطیفہ ظاہر کرتا ہی
کہ موجب حفظ کا اوس طالب کے ہوتا ہی اور یہہ لطیفہ
بوجہ من الوجوہ اوس عزیز کے طرف نسبت کیا جاتا ہی
گو کہ وہ عزیز اس معاملہ پر اطلاع نرکھتا ہو بلکہ ظاہر ہونا
اس لطیفہ کا ایسے وجہ پر کہ اوس عزیز کے طرف منسوب
ہو محض واسطے برھانے وجاہت اوس عزیز کے پردہ
غیب سے ظاہر ہوا جیساکہ منقول ہی کہ حضرت یوسف
علیہ السلام جب زلیخا کے ساتھہ خلوت مین تنہا ہوے
اور وہ عاشقہ تباہ حال طامع وصال کی ہوئی صورت حضرت
یعقوب علیہ السلام کی اپنی انگلی کو دانتو نمین پکڑے ہوئے آگے
حضرت یوسف علیہ السلام کے نمودار ہوئی اور باعث برہم
ہونے کی اوس معاملہ کے ہوئی حالانکہ حضرت یعقوب
علیہ السلام کو اصلا یوسف علیہ السلام کے حال سے آگا
ہی نہ تھی بلکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بصورت حضرت
یعقوب علیہ السلام کے ظاہر ہوکے اوس معاملہ کو برہم درہم
کر دیا جب یہہ دونو وجہ ذہن نشین ہوئین پس جاننا چاہئے کہ یہہ
دونو طریق قرآن مجید مین ایک ایسی وجہ پر متحقق ہی

کہ کسی ایک مین ممکنات سے متصور نہین ہی کیونکہ
حقیقت قرانی ایک امر ہی امور قدسیہ مین سے کہ کسی
ایک کے ساتھہ حقایق امکانیہ سے مشابہت نہین
رکھتی ہی کیونکہ وہ مثال برزخ کے ہی درمیان واجب
اور ممکن کے اور وجاہت اوسکی عند اللہ اوس حد پر
کہ کسی کو دریافت کرنا اوسکا ممکن نہین ہی اور اوسکے
حاصل ہونے کی توکیا جگہہ کیونکہ یہہ کلام صفات ازلیہ اور
کمالات ذاتیہ سے حضرت حق کے ہی اور جو علاقہ کہ درمیان
صفات اور ذات کے ہی تصور مین نہین آسکتا ہی
پس ضرور ہی کہ عنایت حضرت حق کی طرف حفاظت
اس طالب کے بہت اچھی وجہون کے ساتھہ مبذول
ہوگی خواہ بطریق اول خواہ بطریق ثانی کے یعنی حفاظت
اوس طالب کی یا اس طور پر ہوگی کہ طرف سے اوسی
حقیقت قرانی کے کہ نور مقدس ہی درمیان اوس
طالب کے اور منکرات کے کسی وجہہ سے ہو خواہ
خواب مین یا بیداری مین حایل ہوگی یا اس طریق پر کہ حق
جل وعلا ذات پاک سے اپنے بواسطہ ملایکہ عظام کے

با ارواح مقدسہ کے قران کے توسل کی برکت کے
سبب سے محافظت طالب کی کریگا ❀ ۲ افادہ ❀
جب طالب راہ نبوت کا مقام توبہ مین راسخ القدم
ہوا اوسکو لازم ہی کہ قدم ہمت کا ذکر ایمانی اور مراقبہ
صمدیت کے مقام مین مضبوط کرے ایکن ذکر ایمانی سو طریق
اوسکی وہ ہی کہ اول تحقیق معانی لغوی قران اور اذکار
منقولہ اور دعائین ماثورہ کی کرے اگر عربی کے فن کو آپ
جانتا ہی تو بہت اچھا ہی والا اس امر کو اس فن کے
محققون سے جو اعتبار والے اور ہاتھہ اور آنکھہ والے
ہون استفسار کرے یعنی پوچھے اور لغوی معنے کے حاصل
کرنے مین بجز لغت عرب اول کے کسی طرف التفات
نکرے اور فن ادب کے جاننے والون کی موشکافی پر
کہ اپنے کو فضیلت نمائی کے لئے محقق قرار دیکے اہل اسلام
کے جم غفیر پر راہ مقصود کی مارے ہین فریب نکھاوے
کہ وہ بدعت محض اور ضایع کرنا عمر کا لہو لعب مین ہی
❀ بیت ❀ ترسم نرسی بہ کعبہ ای اعرابی ❀ کین رہ کہ تو
میروی بترکستان است ❀ ڈرتا ہون کہ نہ پہنچیگا تو کعبہ

مین ای اعرابی کیونکہ یہہ راہ کہ تو جاتا ہی ترکستان کی
ہی بعد اوسکے خلاصہ اس معنی کا اور تفصیل اس مضمون
کی اوپر اوس وجہہ سے کہ اول باب مین مذکور ہوا ملاحظہ
کرے اور اوسکو تہہ دل مین مستحکم کرے اور ہمراہ
اس ملاحظہ کے تلاوت قرآن کی ساتھہ اذکار اور دعائین
ماثورہ کے میانہ آواز سے اکثر وقتون مین شروع کرے
اور لیکن جہر مفرط یعنی زیادہ چلاکر اور اخفاے مفرط سو بعضے
وقتون مین مقید رہتا ہی اور عادت کرنا اوسپر چندان
منفعت نہین بخشتی ہی اور جہر مفرط کی حد اذان اور
تلبیہ سے سمجھا چاہئے اور اخفا کی حد کو کان سے تصور کیا
چاہئے اور حد وسط یعنی میانہ کو اوس کلام سے کہ لوگون
کے درمیان ادب اور تمیز والون کی مجلسون مین واقع
ہوتا ہی قیاس کیا چاہئے اور جانا چاہئے کہ مقصود ذکر
ایمانی سے فقط کثرت ذکر یا مجاہدہ نفس کا وقتون کے
ضبط کے ساتھہ نہین ہی بلکہ مقصود اوس سے حادث
ہونا اوسی حالت کا ہی جو پہلے باب مین مذکور ہوا پس
جس وقت کہ وہ حالت پائی جاے اوس ذکر کو ذکر ایمانی

سمجھا چاہئے لیکن بدون پائے جانے اوس حالت کے سو
اوس ذکر کو جسمانہ ریاضات نفسانیہ سے سمجھا چاہئے حاصل
کلام ذکر ایمانی مین چندان زیادتی اور اکثار نچاہئے کرنے
کہ طبیعت ذاکر کی ملال مین رولاوے اور سرد اور
سست ہو جاوے بلکہ اہستہ اہستہ نفس کو اوسمین
خوگر کیا چاہئے اور لیکن مراقبہ صمدیت کا سو جاننا چاہئے کہ
اس مراقبہ کی مبادی یعنی شروع کی بنیاد جیسا کہ باب
اول اور ثالث مین مذکور ہوا حق کے انعامون کا اور اوس
قادر مطلق کے عجایب قدرت کا ملاحظہ کرنا ہی لیکن
سرور اور خوشی کا بر انگیختہ ہونا اور اپنے قصور اور
احتیاج کو دیکھنا اور حضرت حق کی عظمت کا کھلنا اور اوس
حکیم مطلق کی حکمت کا اعتقاد کرنا کہ مراقبہ صمدیت کا مقر
یعنی ٹھکانا ہی مبادی احوال مین یعنی ابتدا مین بسبب ملاحظہ
انعامات مشترکہ اور تاثیرات عادیہ کے پیدا نہین ہوتا
مثلا اوتارنا مینہہ کا اور اوگانا زراعت کا ہرچند بڑی نعمتون
مین سے ہی لیکن چونکہ اس نعمت مین سارے انسان
شریک ہین اس امر کے ملاحظہ سے شخص عامی کو وہ

حالت کہ اوپر مذکور ہوی حادث نہین ہوتی ہی اور ایسا
ھی پیدا کرنا آسمان اور زمین کا اور موجود کرنا اجرام
نیرہ علویات کا یعنی سورج اور چاند اور تارون کا اگرچہ
بڑی نشانی قدرت ظاہرہ کی اور عمدہ آثار حکمت باہرہ
کی اور بڑی علامت عظمت قاہرہ کی ہی لیکن چونکہ یہہ امور
مذکور اکثر اوقات سامنے انسان کے دیکھائی دیتے ہین
اس سبب سے اس امور کے ملاحظہ سے ذہن انسان
کا حضرت حق کے کمالون کیطرف انتقال کرتا نہین یعنی
جاتا نہین اسواسطے طالب پر لازم ہی کہ نعمتین خاصہ کو
کہ اس پر یا اسکے سے لوگونپر فایز ہوئی اور عجایب قدرت
کو کہ خلاف عادت ظہور کی ہو اور امثال اس امور کے
ملاحظہ کرے اور اون قصون کو کہ اسیطرح کے مضامین
پر مشتمل ہو مرۃ بعد اخری گوش ہوش سے اپنے سنے
اور اوسکو بار بار اپنی بصیرت کے روبرو حاضر کرے
اور ساعت بساعت اپنے کو دریای عظمت مین اوس
عظیم بالاستحقاق کے اور بادیہ نعمت مین اوس منعم علی الاطلاق
کے متحیر کرے تا سررشتہ صمدیت کے مراقبہ کا ہاتھہ لگے

اور جب مراقبہ صمدیت کا اوس وجہہ پر کہ باب اول اور
ثالث مین مذکور ہوا ذہن نشین اوسکے ہو تب اوسکو
ذکر ایمانی کے ساتھہ ممزوج کرے یعنی ملا دے اور اگر
ممکن ہو اثناے ذکر ایمانی مین مراقبہ صمدیت کا کرنے والا
بعضے وقت ذکر مین اور بعضے وقت فکر مین صرف کرے
اور ابتدا مین فکر سے ذکر کا اہتمام زیادہ کرے اور ذکر ایمانی
سے مراقبہ صمدیت کے لئے موئدات ہین کہ بسبب اوس
موید ات کے ذکر اور فکر رونق پاتا ہی اور اثار اوسکا
بڑے زور سے سرعت کے ساتھہ ظہور کرتا ہی
اور موید ات مین سے اوسکے بڑے زور کا موید خلق اللہ
کی خدمت ہی خصوصا خدمت یتیمون کی اور مسکینون
کی اور مفلسون کی اور حاجت روائی حاجتمندون کی
اور خبر گیری مریضون کی حاصل کلام سعی کرنا حق مین
اوس شخص کے کہ اپنی حوایج کے حاصل کرنے سے
عاجز ہی اور مطالب حاصل ہونے کے دروازے مونہہ
پر اوسکے بند ہین حاصل کلام جب ذکر اور فکر پر ہمیشگی کریگا
البتہ سعادت دارین کے خزانے کی کنجی کہ حب ایمانی

ہی سپرد اوسکے ہو گی اور پیدا ہونا اس حب کا علامت
پوری ہونیکی ذکر اور فکر کے ہی یعنی بسبب اس حب
کے معلوم ہوتا ہی کہ ذکر اور فکر اپنے کمال کو پہنچیگی
٭ ۳ افادہ ٭ جب حب ایمانی اپنے کمال کو پہنچتی ہی تو
ضرور ہی کہ طایر بلند پرواز ہمت طالب کا مشہور تر علا
متون پر اس راہ کے کہ فنا ہونا ارادون کا ہی پہنچیگا جیسا کہ
باب اول مین مذکور ہوا اور حاصل ہونا اس کمال کا علامت
کامل ہونیکی حب ایمانی کے ہی جاننا چاہیئے کہ خالی ہونا نفس
کا ارادے سے راہ نبوت مین بمنزلہ شغل نفی کے ہی
راہ ولایت مین کیونکہ یہہ دونو شغل اصل الاصول یعنی
جڑ اس دونو طریق کی ہی اوسکا بیان وہ ہی کہ راہ نبوت
کے سلوک کا کمال جو ہی سو شدت سے منقاد اور فرمان
بردار ہونا اور علاقہ عبودیت اور بندگی کا مستحکم ہونا ہی
اور پر ظاہر ہی کہ اپنے کو مثل پتھر اور لکڑی کے اپنے مولا
کے ہاتھہ مین قرار دینا اور تختہ نفس کو اپنے ارادے اور
قصدون کے نقش سے پاک کرنا پرلے درجہ کی فرمان برداری
اور نہایت مرتبے کی مضبوطی عبودیت کے علاقہ کی ہی

ہان بعضے وقت بعضے بندہ فرمان بردار بسبب دخل دینے
اپنی عقل اور تدبیر کے ایک وجاہت اور عزت حاصل
کرتے ہیں لیکن اس وجاہت کا حاصل ہونا اوسی تقدیر پر
متصور ہی کہ غلام اپنے مولی سے زیادہ عاقل ہو پس وہ
مولی بعضے چیزون کا امر فرماتا ہی اور یہہ غلام خیرخواہ اپنی
فطرت کی ذکا سے جانتا ہی کہ بجالانے مین اوس امر کے
ایک کارخانہ مولا کے کارخانون مین سے برباد ہوگا پس
اگر یہہ غلام ایسے وقت مین بھی امتثال امر پر اکتفا کرے
❊ ف ❊ یعنے یون سمجھے کہ برباد ہوا تو مجھے کیا مجھکو جیسا حکم
دیا ویسا کیا انتہی اور عقل اور فہم کو اپنے دخل نہ دیوے البتہ
راہ ملامت اور عتاب کی اپنے اوپر بند کیا ہو اور اگر اپنی
عقل اور فہم کے موافق اوسمین کچھ دخل دیوے اور
اس مداخلت کے سبب سے کوئی معاملہ مولا کے معاملون
مین سے برہم درہم نہووے سو اگرچہ شرعا عتاب اور
ملامت کا محل ہوگا لیکن اپنے مولا کے معاملہ کی درستگی کی
سعی کے سبب سے کہ علامت خیرخواہی کی ہی وجاہت
اور عزت اپنے مولا کے پاس پاویگا اور جس وقت یہہ

معاملہ عبودیت اؤر غلامی کا درمیان بندہ جاہل اور نادان
اور درمیان مولای حکیم اور دانا کے جو بھید اور چھپی چیزون
کا جاننے والا ہی درمیان اوسے تو ایسے مقام مین سواے
فرمان برداری اور حکم بجا آوری کے راہ ناپنا اپنے کو گناہ
اؤر مہلکہ مین ڈالنا ہی اور اس جگہہ ایک باریک بات کہ
جاننا اوس کا اس مقام مین پر ضرور ہی اور وہ تخلی ارادت کی
اقسام ہی یعنے خالی ہونا ارادے سے کئی قسم پر ہوتا
ہی پس جاننا چاہئے کہ تخلی ارادت کی تین قسم پر ہی
* پہلی قسم * اؤر وہ راہ ولایت کے سالکون کو مقصود
رہتی ہی اور وہ تخلی پہلی قسم کی عبارت ہی خواہش
اور ارادے کے باطل ہونے سے اوس کا بیان یون
ہی کہ انسان کو مقام فنا مین کمال رسوخ پیدا ہونے کے
سبب سے رغبت اور خواہش سب چیزون کی باطل
ہو جاتی ہی اور بسبب انکشاف یعنے کھلنے توحید افعالی
کے عزم وارادے کی جڑ منقطع ہو جاتی ہی سو یہہ لوگ
اپنے کو مثل لکڑی یا پتھر کے ہاتھہ مین تقدیر کے جانتے ہین
اور مثل جماد کے یعنے ٹھکری اور پتھر کے از خود رفنہ

رہتے ہیں پس گویا کہ اپنے کو بھول گئے ہیں * دوسری قسم * اور وہ راہ نبوت کے سالکون کو نصیب ہوتی ہی اور وہ عبارت ہی تابع کرنے سے اپنے ارادے کے حق تعالی کے ارادے کا بیان اوسکا یون ہی کہ یہہ لوگ رغبت اور خواہش اور شہوت سے خالی نہین ہوتے ہیں اور عزم دارادہ انکا بالکل باطل نہین ہوتا ہی بلکہ امور مرغوبہ کیطرف رغبت اور مکروہات کے پیش آنے سے نفرت دل سے ان کے جوش مارتی ہی لیکن اپنے مولا کی رضا کے لئے اوس خواہش اور رغبت اور کراہت اور نفرت کو بدون اپنے مولا کے حکم کے جاری نہین کرتے ہیں اور اپنے ارادے کو اپنی طبیعت کی خواہش کے موافق ہرگز استعمال نہین کرتے ہیں اور یہہ سب محض اپنے مولا کی رضا کے طلب کے لئے اپنے اوپر پسند کرتے ہیں * تیسری قسم * اور وہ ایسے لوگون کو نصیب ہوتی ہی کہ راہ نبوت کے بڑے بڑے منصبون پر فایز ہوے ہیں اور وہ عبارت ہی اپنے ارادے کو معطل اور بیکار کرنے سے واسطے انتظاری پہنچنے امر کے اپنے مولا کی

جانب سے اوسکا بیان وہ ہی کہ جب عالی منصب والون پر
یہہ رحمت ربانی اور حکمت یزدانی کی راہ منکشف
ہوتی ہی یعنے تہہ دل سے اپنے پہنچانے ہین کہ جو کچھ انسب
اور اولی ہی اوسیکو حکمت خدا کی تقاضا کرتی ہی اور
ب اور اولی مین سے کسی چیز کو اوسکی حکمت نہین
چھورتی ہی اور مجھسے فرمان بردار بندون کو رحمت الہی
ہرگز مہمل اور بیکار نکریگی بلکہ جو کچھ انسب اور اولی حق
مین مجھہ بندون کے ہی اوسی کام مین ہمکو لگاویگا اور
اوسی چیز کا ہمکو حکم کریگا اسواسطے عقل اور ارادے
کو اپنے خدا کے کارخانون مین دخل دینا محض لغو اور بیہودہ
ہی پس جو شخص اوس مولای حکیم اور رحیم اور علیم
کے فرمان بردار غلامون کے زمرے مین داخل ہووے
کام اوسکا یہہ ہی کہ عقل اور ارادے کو اپنے اوسکے کار
خانے مین دخل ندیوے بلکہ اپنے مولا کے چہرے پر ٹکٹکی لگا کر
اوسکے حکم کا منتظر رہے اور اپنے مولا کی خدمتون مین سے
کسی خدمت معین کو اپنی جانب سے اپنے اوپر لازم نہ
شمار کرے اور شعار اپنا نکرے بلکہ مثل خدمتگار کے

ہمیشہ حضوری اور ملازمت کو شعار اپنا کرکے اور اوضاع
اور اطوار سے اپنے مولا کے اوسکی مرضی پہنچان کے ہمیشہ
اوسکی نظر کے سامھنے اپنے کو حاضر رکھے اور ہمیشہ اوسکے
حکم کے پہنچنے کا منتظر رہا کرے تا جو امر کہ اوسکے مولا کی
جانب سے صادر ہووے اوسی امر مین کمال چستی اور
چالاکی کے ساتھہ درآوے ❊ ۴ فایدہ ❊ جب فناے
ارادہ کا اپنے کمال کو پہنچتا ہی اور علامت کمال کی طالب
کا داخل ہونا ہی زمرہ مین محدثین اور شہدا کے تب
مراقبہ عظمت کا کرتا ہی. بیان اوس کا وہ ہی کہ جیسا راہ
ولایت کے سالکین پہلے یادداشت کے ملکہ کی تحصیل مین
کوشش کرتے ہین یعنے حضرت حق کی جانب ہمیشہ متوجہ
رہتے ہین اور بعد اوسکے کہ ملکہ یادداشت کا صاحب نفس
مین ان کے قرار پکڑتا ہی تب اوسکو بعضے صفات کے
ساتھہ ملاتے ہین مثل احاطہ کے سارے موجودات پر یا
ظہور کے مظاہر متعددہ مین یا صدور یعنے صادر ہونے کثرت
کونیہ کے اوس ذات سرچشمہ برکات سے یا قرب
اور معیت وجودیہ کے اوس طالب کے ساتھہ ایسا ہی

اس راہ نبوت کے طالب کو چاہئیے کہ بعد حاصل ہونے ملکہ
یادداشت کے سلطنت اور حکومت کی صفت مضموم کرنے
یعنے ملاوے اور مضمون ۞ وَلَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوَاتِ وَفِي
الْأَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ ۞ کو یعنی اوسیکا راج ہی
آسمانون مین اور زمین مین اور اوسیکا ہی جو بسیرا لیوے
رات مین اور دن مین اور وہی اللہ آسمانون مین ہی
اور زمین مین جانتا ہی چھپی اور کھلی چیزون کو تمھارے
ملاحظہ کرے اور معیت اور قرب علمی کو پیش نظر اپنے
رکھے اور اوسکی سلطنت اور حکومت کے پھیلنے کی
کشادگی اور پھیلاوے کو آسمان اور زمین اور جنگل اور دریا
اور آبادی اور ویران اور بسیط اور مرکب پر اور اپنے
اندر اور باہر برابر معلوم کرے پس جو حرکت اور سکون
کہ اوس سے یا اوسکے غیر سے صادر ہووے اوس
حرکت و سکون کے دیکھتے ہی تہ دل سے اوسکے یہہ
مضمون ظاہر ہووے کہ اسکو حق تبارک و تعالی جانتا ہی
اور دیکھتا ہی اور اپنے کو خلوت مین اور جلوت مین بلکہ

سب حالت مین تنہا نجانے بلکہ حال اوسکا مثل حال اوس شخص
کے ہوے کہ جسکے ہمراہ ہمیشہ ایک شخص رہتا ہی
اور وہ شخص اوس شخص کا باپ بھی ہی اور مربی
بھی ہی اور ولی بھی ہی اور بادشاہ بھی ہی اور آقا بھی
ہی اور استاد بھی ہی اور پیر بھی ہی اور دوست بھی
ہی اور محبوب بھی ہی اور محض قرب وجودی پر اکتفا
نکرے یعنی محض اتنا جاننا کہ وہ شخص ہمراہ ہمارے موجود
ہی اس راہ مین کفایت نہین کرتا ہی بلکہ یہہ بھی جانے کہ
وہ شخص دیکھتا ہی اور سنتا ہی اور مطیع کی اطاعت
اور مخلص کے اخلاص کو قبول فرماتا ہی اور اوسپر تحسین
و آفرین کرتا ہی اور ثواب جزیل عقبی مین اور عزت اور
وجاہت دنیا مین اوسپر عطا فرماتا ہی اور اوسکو اپنے
خاصون کے زمرے مین سے شمار کرتا ہی اور نافرمان کے
گناہ کو رد کرتا ہی اور اوسپر لعنت اور پھٹکار بھیجتا ہی
اور عذاب سخت دنیا کی رسوائی کے بعد اوسکو نصیب
ہوتا ہی اور اوسکو زمرے مین ناشکرون کے شمار کرتا ہی
اور بڑے بڑے گناہون کو آسان عبادت کے سبب

سے کہ کمال اخلاص اور بڑی فرمان برداری کے ساتھہ ملی
ہوئی ہو معاف کرتا ہی اور بڑی بڑی عبادتون کو ادنی
معصیت کے سبب سے کہ ملی ہوئی ساتھہ خبث نفس اور
مخالفت حق کے ہو حبط کرتا ہی یعنے برباد کرتا ہی حاصل
کلام نکتہ گیری اور نکتہ نوازی اوسکی شان ہی بجا ہے تو
کہ مقصود اس کلام سے یہہ ہی کہ راہ نبوت کے طالب کو
لازم ہی کہ اس مضمون کو تفصیل کے ساتھہ ذہن مین اپنے
تصور کرے حاشا وکلا یعنے ایسی بات نہین ہی کیونکہ
تصورات عقلی سے کیاکام نکلتا ہی بلکہ مقصود وہ ہی کہ حال
اوس طالب کا تمامی احوال مین مثل حال اوس شخص کے
کہ جسکے ہمراہ ایک شخص ایسا کہ صفات مرقومہ کے
ساتھہ موصوف ہو ہی اور ایسے ہی خدا کی سلطنت کے
پہچاننے کی کشادگی کے ملاحظہ سے اتنا ہی مقصود نہین
ہی کہ اسکو اپنے ذہن مین تصور کرکے فقط اعتقاد عقلی
کرے بلکہ مقصود وہ ہی کہ جیساکہ انوار آفتاب کا ہر ذرے
مین ریگستان کے ذرون مین سے اور ہر موج مین بحر زخار
کے موجون مین سے چمکتا ہی اور دیکھنے والے کو مثل دریا ے

نور موج مارنے والے کے خیال ہوتا ہی ایسا ہی تدبیر واحد
فیض رحمانی کی سارے موجودات پر پھیلی ہوئی ہی ہر ذرے
مین جہان کے ذرون مین سے جلوہ گر ہووے اور ایک ہی
تاثیر علویات اور سفلیات مین یعنی آسمانی اور زمینی
چیزون مین الگ الگ نمودار ہووے مثلاً جس
زمین کے ٹکڑے کے اوپر اور آسمان کے جس ٹکڑے
کے نیچے کھڑا ہوتا ہی مثل حال اوس شخص کے ہووے
کہ ایک شخص اوسکے ہاتھ کو پکڑ کے دریاے زخار کے
مقابل آسمان و زمین کے بیچ مین لٹکا وے پھر اگر وہ شخص
دریا کو دیکھتا ہی تو اوسکو اپنے بوجھ کے برداشت کے
قابل نہین معلوم کرتا ہی اور اگر ہوا کو دیکھتا ہی ایسا ہی
جانتا ہی اور اگر آسمان کو دیکھتا ہی تو پہنچنا اپنا اوسپر
دشوار جانتا ہی پس سبب ثبات اور ٹھہرنے کا اپنے
سواے اوس شخص کے دوسری چیز ذہن مین اوسکے
نہین آتی ہی سو تہ دل سے اپنے جانتا ہی کہ جب تک وہ
شخص میرے ہاتھ کو پکڑے ہوئے ہی کسی چیز کی مضرت
خواہ بحر زخار کے موجون سے ہو خواہ ہواؤن کے گرداب

سے ہو مجھہ تک پہنچے نہین سکتی ہی اور اگر وہ شخص
ہاتھہ کو میرے چھوڑ دے تو سارا عالم جگہہ ہلاکت کی
میرے ہی کیونکہ جس موج پر دریا کے گرونگا البتہ ڈوب
جاونگا اس امر مین موجون مین سے کسی موج کو امتیاز نہین
ہی اور یہہ ملاحظہ ذہن مین اوسکے اتنا مستحکم ہووے کہ
اگر شیر زیان یا ہاتھی مست اوسپر حملہ کرے یا دشمن
اوسکا ننگی تلوار اوسکے گلے پر رکھے تو اوس حالت کے
درمیان مین وہ طالب تہ دل سے اپنے جانے کہ جب تک
حق تعالی محافظت کا ہاتھہ مجھہ سے نہ اتھاویگا تب تک کوئی
مضرت مجھکو ان چیزون کی اگرچہ بادی النظر مین پہنچنا
مضرت کا یقینی ہو نہ پہنچیگی اور جس وقت وہ حافظ مطلق
محافظت کا ہاتھہ میرے سر سے اوتھالیگا ہر چونٹی پایال
اور مکھی بدحال کہ میرا ستہسا کریگی ہلاک کرنے مین میرے
کفایت کرتی ہی اسواسطے اس طریق کے پیشوا لوگ
کہ اس مراقبے کے خلاصے مین پہنچ گئے ہین مثل انبیاء کرام کے
اور ان کے وارثون کے زبردست سلاطینون کے
ساتھہ باوجود قلت معین و مددگار کے مقابلہ کئے ہین چنانچہ

قصہ حضرت موسی علیہ السلام اور فرعون کا مشہور و معروف
ہی بجائے تو کہ مقصود اس کلام سے وہ ہی کہ اوس
طالب پر خوف یا اطمینان بسبب نزدیک ہونے اسباب
ہلاک کرنے والی چیزون کے اور بسبب دور ہونے
اوسکے اصلا ظاہر نہین ہوتا ہی کیونکہ یہہ امر یعنی نہین عارض
ہونا خوف یا اطمینان کا لوازم بشریت سے نکل جانا
ہی اور نکل جانا لوازم بشریت سے دار دنیا مین خصوصا
حق مین راہ نبوت کے طالبون کے کہ خلاصہ اوس راہ نبوت کا
فطرت انسانی کی تکمیل ہی متصور نہین ہی بلکہ مقصود
وہ ہی کہ جو خوف اور اطمینان کہ تہ دل سے پیدا ہو اور عقل
و ہوش کو اوسکی پراگندہ کرے اوس طالب پر بسبب
پیش آنے اسباب مہلکہ کے اور دور ہونے اوسکے
عارض نہین ہوتا ہی بخلاف خوف اور اطمینان طبعی
کے یعنی خوف قلبی نہین ہوتا ہی اور خوف طبعی ہوتا
ہی اور ایضاح اس امر باریک کا یعنے تمیز درمیان خوف
قلبی اور طبعی کے بدون ایک تمثیل کے حاصل نہین ہونے
سکتی ہی پس کہتا ہون کہ جیسا ایک شخص ایک لکڑی

کو اپنے ہاتھہ مین لے اوٗر اوس لکڑی کو اپنے بیٹے کی آنکھہ
کی طرف متوجہ کرے اوٗر کہے کہ مین آنکھہ مین تیری ہرگز
نچبھاون گا مجھکو صرف امتحان تیرا مقصود ہی پس ضرور
جب تک وہ لکڑی اوسکی آنکھہ سے دور ہی تب تک
کسی نوع کی تغیر اوس لڑکے کے حال مین راہ نہین پاتی ہی
اوٗر جب وہ لکڑی آنکھہ سے قریب ہوتی ہی اور ایک
طور کی تغیر حال مین اوسکے راہ پاتی ہی اسوسطے آنکھین
اوسکی بے اختیاری سے بند ہو جاتی ہیٗن حالانکہ نہ دل مین اوسکے
اوس لکڑی کے نزدیک اور دور ہونے کے درمیان کچھ
فرق نہین ہی کیونکہ یقینا جانتا ہی کہ اس لکڑی کی مضرت کچھ
مجھکو نہین پہنچیگی خواہ قریب ہو خواہ بعید اور اسیواسطے
بے چینی اور فکر دل مین اوسکے راہ نہین پاتی ہی اور خوف اندھے
ہونے کا ذہن مین اوسکے خطور نہین کرتا ہی پس ایسا ہی
یہہ طالب صادق سارے کائنات کو مثل لکڑی اور پتھر
کے حضرت حق کے ہاتھہ مین جانتا ہی اور سارے موجودات
کو اوسکی عظمت کے سامھنے مغلوب سمجھتا ہی اگرچہ
خوف اور اطمینان طبعی بسبب قرب اور بعد اسباب

ضرر کرنے والی چیزون کے اور نفع دینے والی چیزون کے
اوسپر عارض ہوتی ہی کیا قصہ حضرت ذکریا علیہ السلام کا
قرآن مجید مین نسنا ہی توکہ آپ نے باوجود برھاپے کے اور
بانجھہ ہونے اپنے اہلئے کے جناب سے واہب العطایات
کے ایک لرکا سعادت مند طلب کیا اثناء طلب مین اوس
جناب کو کسی طور کی استبعاد لرکے کے حاصل
ہونے کی باوجود موانع کے عارض نہوئی والا ایسا دعا نہوتا
ایسی دعا کا کہ تہ دل سے نکلے اوس جناب سے متصور
نہوتا اور جب لرکا ہونے کی بشارت غیب سے ہوئی
تب لرکا ہونے کی استبعاد کا کلمہ زبان ہدایت نشان
سے اوس جناب کے نکلا کہ * اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلَامٌ وَکَانَتِ
اَمْرَءَتِیْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ عِتِیًّا * یعنے کہانسے
ہوگا مجھکو لرکا حالانکہ عورت میری بانجھہ ہی اور تحقیق پہنچا مین
برھاپے سے بھاری بابس مین * فائدہ * جب مراقبہ عظمت کا
اپنے کمال کو پہنچے اور علامت اوسکے کمال کی وہ ہی کہ روح توکل
کی جو اول باب مین مذکور ہوئی اوسکے ہاتھہ لگے اور بعضے کمال
والے اس مقام مین اہل خدمات کے زمرے مین بھی داخل

ہوتے ہیں تب مراقبہ الوہیت کا کرے تصویر اوسکی یون ہی کہ حق تعالی کی شانین بہت ہیں منجملہ اوسکے ایک شان حلم کی ہی کہ باوجود شدت مخالفت مخالفین کے ان کے مواخذہ سے بیچ جلدی نہین فرماتا ہی اور منجملہ اوسکے ایک شان عفو کی ہی کہ ہر چند گنہگار لوگ بری قباحتون مین اور برے گناہون مین مرتکب ہوئے ہون جب نیاز کی پیشانی کو اوسکی چوکتھہ پر گھسین اور اخلاص دل سے توبہ بجا لاوین البتہ وہ رحیم مطلق گناہون سے ان کے درگذر کر کے اپنی رحمت کے گود مین اوس تائب کو کمال عنایت اور مہربانی سے پرورش کرتا ہی اور اوس برے گناہ کو نسیا منسیا کرتا ہی یعنی بالکل بھول جاتا ہی اور عذاب کو نعمت کے ساتھہ بدل دیتا ہی اور منجملہ اوسکے ایک شان عموم فیض کی ہی مثل اوتارنے مینہہ کے اور اوگانے زراعت کے اور مثل اوسکے کہ کامل اور ناقص اور مطیع اور نافرمان اور محب اور دشمن اور مکلف اور غیر مکلف اوس فیض عام مین شراکت رکھتے ہیں اور اوسکی رحمت کے دریانے سب کو گھیر لیا ہی * وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ

شیئ ٭ اور میری رحمت پہنچگئی ہر شی کو ایک طرف
ہی اوسکے بیان سے اور منجملہ اوسکے ایک شان وسعت
کی ہی کہ نفس کاملہ انسانی مین وسعت حوصلہ کی ایک
نمونہ ہی اوس سے اوسکا بیان یہہ ہی کہ جیساکہ بعضے
نفوس کاملہ بشری نہایت مرتبے مین وسعت سینے کے
مراتب سے واقع ہوتے ہین کہ بھانت بھانت کے
کامون اور طرح طرح کے معاملون اور نوع بنوع کے کارخانون
کے پیش آنے سے دل تنگ اور پراگندہ خاطر نہین ہوتے
ہین بلکہ ہرطرح کے کامون پر متوجہ ہوتے ہین اور ہر ایک معاملے
کو بخوبی سرانجام دیتے ہین اور ہر ایک کارخانے کو اوس
حد پر کہ لائق اوسکے ہی رکھتے ہین نہین اوس حد پر افراط کرتے ہین کہ
ایک ہی کارخانے مین ساری ھمت سے اپنی غرق ہوکے
دوسرے کارخانے کو برباد دیوین یا اوس کارخانے والونکو
اتنا قوت تسلط کی دیوین کہ دوسرے کارخانے والے
مثل رعیتون کے ہاتھہ مین ان کے مقہور ہوکے خود انہین کو
بھول جاین اور نہ اتنا تفریط کرتے ہین کہ وہ کارخانہ بے رونق
ہووے اور اوس کارخانے والے چادر ذلت کی اوڑھکے

گوشہ گمنامی اور بیکاری مین بیٹھہین اور ایساہی لوگون کے
ساتھہ مانے مین وسعت عظیم رکھتے ہیںٔ کہ ہرایک شخص کے
ساتھہ جواستعداد مختلف اور مزاج متفاوت اور حاجتین متغائر
اور غرضین الگ الگ رکھتے ہیںٔ ایسے وضع سے پیش
آتے ہیںٔ کہ اوس شخص کے لایق ہی اور ایسا معاملہ
کرتے ہیںٔ کہ پیمانہ استعداد کا اوس شخص کے بھر جاوے
اور ذہن مین ایسا جمے کہ جیسی خصوصیت مجھکو ان کے
ساتھہ حاصل ہوئی ہی کسی دوسرے کو اگرچہ باعتبار خدمت
اور مرتبے کے مجھسے اعلی ہو حاصل نہوئی ہو حاصل کلام اس کلام
کے مغز کو دریافت کرکے وسعت حوصلہ کے معنی کو خوب
تصور کیا چاہئے بعد اوسکے سمجھا چاہئے کہ جس قدر کہ فرق * درمیان
کارخانے خدا کے اور کارخانے اس نفوس کاملہ کے ہی اوسی
قدر فرق درمیان وسعت الہی اور وسعت حوصلہ ان
بزرگون کے ہی اور جس شخص نے کہ معنی وسعت الہی کو خوب
سمجھا ہو جس قدر کہ رنگارنگ کارخانہ اور گوناگون معاملو نپر مطلع ہوگا
اوسیقدر کشادگی وسعت الٰہیہ کی ذہن مین اوسکے قرار پائے گی
اور منجملہ اوسکے ایک شان عدم اعتنائی کی ہی اعداء کی

عداوت پر یعنی خیال نکرنا اعداء کی عداوت پر کیونکہ اعداء حضرت
حق کے اور کافران نعمت اوس جواد مطلق کے بی انصفت
مین اوس منعم حقیقی کے اور اولتا کرنے مین اوامر اوس مالک
تحقیقی کے اور شرائع کے مقابلہ مین اور انبیاء کی تحقیر مین کیا
کیا کوششین بلیغ کرتے ہیں اور وہ جواد مطلق اپنی بخشش
کے دروازے کو اون بدبختون کے منہہ پر بند نہین کرتا ہی
اور اپنی ولایت اور کفالت سے نکال نہین دیتا ہی بلکہ اگر
بطریق ادب دینے کے ایک طریق سے اون پر مواخذہ کرتا
ہی تو البتہ ہزارون راہ سے ان پر نعمتین لگاتار عنایت
فرماتا ہی حاصل کلام مواخذہ اور پکڑ اوسکی دار دنیا مین اکثر
مانند ادب دینے باپ شفق کے اپنے بیٹے عاق کو ہی کیونکہ
اگرچہ وہ پدر شفق بمقتضای حکومت اور حکمت اپنے اپنے
نافرمان بیٹے کو گوشمالی دیتا ہی لیکن عین تنبیہ اور تادیب کے
وقت مین خیر خواہی اور لطف پدری چھپی ہوئی ہی اور بالکل
اوسکو برباد نہین دیتا ہی اگرچہ یہہ تادیب بھی لطف و تربیت
کی قسم سے ہی لیکن مقصود اس مقام مین وہ ہی کہ اس
اور تادیب کو اس طور پر نہین کرتا ہی کہ وہ پسر نافرمان

محض برباد ہووے بلکہ ہر مواخذہ اور ہر تنبیہ مین اوسکے چھٹکارا
پانیکی راہ کو بھی رعایت کرتا ہی کہ اگر وہ ناشکرا راہ
خلاصی کی اپنے اوس مواخذہ سے ڈھونڈھے اور کفران
نعمت سے اپنے نادم ہوکے توبہ کرے تو البتہ راہ نجات
ی اوس مہلکہ سے ظاہر ہووے اور ان سب شانون کی
صل بلندی ذاتی ہی کہ عکس اوسکا اچھے لوگون پر پڑتا ہی
ور علو ہمتی کے ساتھہ مسمی ہوتے ہین کیونکہ جو شخص
بلندی ذاتی مین پرلے درجے مین واقع ہوا ہو اس امور خسیس
دنی مین اتنی لیاقت نہین پاتا ہی کہ اس امور کے پیش آنے
کے سبب سے کوئی تشویش دل مین اوسکے راہ پاوے
یا تزلزل معاملے مین اوسکے رودیوے یعنی پایہ علو ہمتی سے
ڈگ جاوے اور اسیواسطے رذیلون کی گالی اور گلوج
کے سبب سے دل مین سلاطین عالی ہمت کے غصہ اور
بدلا لینے کی خواہش پیدا نہین ہوتی ہی کیونکہ یہہ بزرگوار ان
رذیلون کو مثل غبار کورتے کے کرکٹ کے جانتے ہین اور قابل بدلا لینے
کے نہین معلوم کرتے ہین حاصل کلام اس علو ذاتی الہی کو
سبب ظاہر ہونے اوسکے مذکورشئونکے ساتھہ اور

باعتبار پائے جانے آثار اون شانون کے قانون حکمت کے
موافق عالم امکان مین اُلوہیت نام رکھتے ہین پس الوہیت
کو مثل ایک درخت کے تصور کیا چاہئے اور علو ذاتی کو مانند
تخم اوس درخت کے اور شان مذکورہ کو بمنزل شاخ
اور پتے کے اور عالم امکانی مین اوسکے آثار کے ظاہر ہونے
کو بمنزل پھل کے سمجھا چاہئے پس راہ نبوت کے طالب
کو بعد ظاہر ہونے آثار مراقبہ عظمت کے لازم ہی کہ مراقبہ الوہیت
کا کرے اور مقصود مراقبہ الوہیت سے تصور کرنا معنی کو
الوہیت کے نہین ہی بلکہ مقصود وہ ہی کہ اس کمال کو تصور
کرکے آئینہ نفس مین اپنے اوس کمال کے انعکاس کا طالب
رہے کہ ؛ تَخَلَّقُوا بِاَخلَاقِ اللّٰہِ ؛ سیرت پیدا کرو اللہ کی
خلق اور سیرت کے موافق ایک اشارہ ہی اسی پر اور
ہرگاہ معاملے مذکور مین سے کوی معاملہ اوس شخص کو پیش آوے
مثلا ریاست کسی قوم کی اوسکے حوالہ ہوئے یا بھانت بھانت
کے معاملے اوسپر ہجوم کرین یا کوئی مخالفون سے اوسکے ساتھہ راہ
مخالفت کی نباہے تو اسی معنے الوہیت کو یاد کرکے محض اوس شان
الٰہی کے موافق تشبہا باللہ معاملہ کرے حاصل کلام چاہئے کہ حال اوسکا

مثال حال اوس شخص کے ہوے کہ اوس شخص کے
محبوب کی وضع نشست اور برخاست اور طور اور لباس مین
اور لوگون کے ساتھہ معاملہ کرنے مین خیال اور عقل کو اوسکے
مالامال کیا ہی اور تمام بدن مین اوسکے سرایت کیا ہی مثلا
جس وقت کلام کرتا ہی یا پاؤن پاؤن چلتا ہی تو بولنے مین
لہجہ اور چلنے مین وضع اوس محبوب کی اوس شخص سے
جلوہ گر ہوتی ہی ایسا ہی اخلاق الہی اس مراقبہ والے کے
صاحب نفس مین پیدا ہوتی ہی اور ساری قوتون مین اوسکے
سرایت کرتی ہی ❁ فایدہ ❁ جاننا چاہیئے کہ مراقبون کے آثار
تین طور پر ظہور کرتے ہین اول وہ کہ جس چیز کا مراقبہ طالب
حق کرتا ہی اوسی چیز کا لوازمہ اوسکے نفس مین ظاہر ہوتا
ہی جیسا کہ ایک شخص کریم النفس غذاے لطیف کھاتا
ہی اور مفلس بھوکھا دیدہ سوال کا اوس غذا پر لگایا ہو تو البتہ
وہ بزرگ ذات کوی لقمہ اوس غذا سے اوس مفلس
کو بھی دیتا ہی ایسا ہی جب طالب حق کا اپنی آنکھہ بصیرت
کو کمال خواہش اور طلب کے ساتھہ ممزوج یعنی ملا کے
کسی شان پر خدا کی شانون مین سے مثل عظمت یا الوہیت

کے یا کسی معاملہ پر خدا کے معاملون مین سے کہ اوس کریم مطلق
اور اوسکے خاص بندون کے درمیان گذرا ہی مثل خلت
اور محبوبیت کے لگتا ہی اور نالگتا ہی تو البتہ کوئی چیز اون
شانون کے لوازمے سے اوس معاملہ کے آثار سے طالب کی
استعداد اور حیثیت کے موافق آینہ نفس مین اوسکے بشرطیکہ
خدا کی نامرضی کے زنگ سے مصفا ہو منعکس ہوگا مثلا اگر مراقبہ عظمت
کا کیا ہی تو اوسکو وجاہت ملأ اعلی مین حاصل ہوتی ہی
اور اگر مراقبہ الوہیت کا کیا ہی تو اوسکو کشادگی حوصلہ
اور وسعت معاملہ کی شبیہ اوسکی خوبی کے اور مانکہ عفو
اور حلم کا ہاتھہ لگتا ہی واگر مراقبہ خلت کا کیا ہی تو اوسپر
بعضے معاملے خلت کے مثل مکالمہ یعنے بات چیت کرنے کے
ظاہر ہوتے ہین اور * طریق دوسری * مقبول ہونا اوس
طالب کا ہی ملأ اعلی مین یعنی اوپر کی جماعت مین اور ملأ سافل
مین یعنے نیچے کی جماعت مین اور ارواح مقدسہ مین اور
صلحاء مین اور یہہ امر باب اول مین درمیان ذکر ثمرات
حب ایمانی کے تفصیل تمام کے ساتھہ مذکور ہوا اور * طریق
تیسری * نوافل عطایا ہی مثل اوسکے کہ ایک مجلس

اپنی آنکھہ لذید کھانے پر اور مزہ دار میوے پر اور لباس فاخرہ پر لگایا
اورہ امید وار ہوا کہ ان چیزون مین سے کچھ مجھہکو بھی ملے پس مالک
اون چیزون کا اون چیزون مین سے بھی کچھ دیا اور ایک چیز دوسری
بھی کہ مناسب اس مفلس کے تھی گو کہ اون مذکور چیزون کے
جنس سے نہ تھی اوسکو دیا مثلا اوس مفلس نے آنکھہ طمع
کی غذا پر لگایا تھا اور اوس مین سے تھوڑا سا حاصل ہونے کا
متوقع ہوا تھا مالک اوس طعام کا ایک لقمہ اوس غذا سے
بھی اوسکو عطا کیا اور کچھ نقد سے بھی اوسکو بخشا تاکہ
حوایج ضروری کو اپنے اوس نقد سے دفع کرے اور بعضے وقت
ایسا اتفاق پڑتا ہی کہ وہ مفلس لیاقت اوس شی کی
کہ جسپر انکھہ طمع کی لگا یا تھا نہین رکھتا ہی مثلا مریض ہی
اور لذیذ میوہ کا طمع رکھتا ہی پس ضرور مالک اوس میوہ
کا ایسی چیز کہ میوہ کی جنس سے ہو مثل تاج کے یا قبا کے
اوس مفلس کو دے کے تسلی کریگا اور اس دینگی کو کہ جسکے
حصول کا توقع نہ تھا نوافل عطایا بولتے ہین ایسا ہی طالب
حق کا جب کسی شان کا شیون حق مین سے یا کسی معاملہ کا
اوسکے معاملات مین سے مراقبہ کرتا ہی تب نوافل عطایا

مین فایز ہوتا ہی خواہ اوس مراقبہ کے پھل حاصل ہونے کے
ساتھہ ملا ہو یا بدون اوسکے حصول کے ملا ہو * اور یہہ نوافل
عطایا کوئی ایسے قاعدہ اور قانون پر مضبوط اور منطبق یعنی
لگا ہوا نہین گیا ہی کہ کسی بشر کی عقل اوسکو دریافت کرے
کیونکہ متعین ہو ناعطیہ نافلہ کا اوسکی مناسبت یا اوس
مراقبہ کے آثار کی مناسبت پر نہین ہی بلکہ اوس طالب
کی استعداد کی مناسبت پر ہی مثلا ایک شخص ابتدای
پیدایش مین ذکی العقل پیدا ہوا ہی اور راہ نبوت کی
طلب کے وقت مراقبہ عظمت کو مزاولت کیا سو آثار
اوسکا مرتب ہوا یا نہوا لیکن تیزی ذکاے ذہن کی اور قوت
فطانت کی علوم مرضیہ حق مین اوسکو ہاتھہ لگی اور ایسا ہی
اگر طہارت فطرت پر پیدا ہوا ہی تو توفیق عبادت کی
اور ملکہ تقوی کا اوسکو حاصل ہوگا اگرچہ یہہ امور مذکور عظمت
کے مراقبہ کے آثار کے ساتھہ کچھ مناسبت نہین رکھتے ہین
اسی سبب سے اکثر طالبین حق کے اس طریق کے اشغال
اور اعمال پر مزاولت کرتے ہین اور چونکہ آثار کو اوسکے
کما حقہ اپنے مین نہین پاتے ہین صدای حرمان کی اور کلمات

یاس اور ناامیدی کے ان سے صادر ہوتے ہیں حالانکہ نہیں
سمجھتے ہیں کہ شاید برکت سے اسی اشغال اور اعمال
کے کوئی امر دوسرا جو عند اللہ مقبول ہو گو کہ اوس اشغال
اور اعمال کے آثار کے جنس سے نہو حاصل ہوئے ہون اور
اوس اشغال اور اس امور کے درمیان مناسبت
نہ پائی جانے کے سبب سے عقل اون کی حقیقت کار
مین نہ پہنچی ہو اور ایسا ہی بعضے طالبین اس راہ کے اہل
کمال کے گذرے ہوے قصہ کو سنتے ہیں کہ فلانے شخص
کو سبب فلانے شغل اور عمل کے فلانا کمال حاصل ہوا
تھا اس قصہ کو سنکے پھر آپ بھی وہی شغل اور عمل
کرتے ہیں اور اوس کمال کا کوئی اثر اپنے مین نہین پاتے ہیں تو
تعجب کے میدان مین سرگردان ہوتے ہیں کبھی تو اوس
قصہ ہی کو جھٹلاتے ہیں اور کبھی اوس عمل کے شرطون
اور رکنون مین شک لاتے ہیں کہ شاید یہہ عمل اوس عمل
کا غیر ہو جو اون بزرگون سے صادر ہوا تھا حالانکہ نہین سمجھتے
ہیں کہ یہہ کمال نوافل عطایا کے جنس سے ہوا ہی اوس
عمل کے آثار کے قسم سے نہین ہی واللہ اعلم بالصواب

* ۶ افادہ * جب مراقبہ الوہیت کا اپنے کمال کو پہنچا اور آثار اوسکا زیادہ سے زیادہ ظہور فرمایا اور مقام تکمیل اور کمال کا اوسکے حوالہ ہوا اور خلافت عن اللہ کا اوسکو نصیب ہوا بعد اوسکے بعضے کاملون کو ایسا مقام حاصل ہوتا ہی کہ تحریر اور تقریر کی طاعت اوسکی تصویر کے قد پر کوتاہ اور نازیبا ہوتی ہی اور یہہ مقام وجہ اللہ کے کھلنے کا مقام ہی کہ * وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ * یعنی تھرا اپنے نفس کو اون لوگون کے ساتھہ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام چاہتے ہیں وجہ اللہ کو ایک اشارہ ہی اوسی باریک معنی کے طرف ہرچند کھولنا اس مقصد کا تقریر اور کلام سے مقصور نہین ہی اس دلیل سے کہ * ع * لذت می نشناسی بخدا تا نہ چشی یعنی لذت شراب کی نہ معلوم کرے تو قسم ہی خدا کی جب تک نہ چکھے تو لیکن خیال کرنا اس مقصد کا ہرچند پورا نہو ایک مقدمہ کی تمہید پر موقوف ہی اوسکا بیان وہ ہی کہ دریافت کرنا ہر امر کا امور محسوسہ اور مغیبہ سے یعنی محسوس ہوتے ہون خواہ دیکھنے مین نہ آتے ہون

مثل اوسی امر کے واسطے سے ہونے سکتا ہی یعنی
جو امر اوسی کا سا ہو اوسی سے دریافت ہونے سکتا
ہی مثلاً دیکھنا انوار شہاذی یعنی ظاہری کا نور بصری
سے ہوتا ہی اور ایسا ہی دریافت کرنا سارے عوارض
جسمانی کا جو محسوس ہوتے ہین اور دیکھے جاتے ہین آلہ
جسمانی ظاہر سے یعنی ہتھیار جسمانی سے جو ظاہرا دیکھنے
مین آتے ہین جسکا نام حواس ہی حاصل ہوتا ہی اور
ایسا ہی دریافت کرنا عالم مثال کا قوت خیال سے کہ
انسان کے قالب مین مثل عالم مثال کے ہی حاصل ہوتا
ہی اور دریافت کرنا اوس امور کا کہ تجرد اور تعلق کے
درمیان ہی قوت واہمہ سے کہ عقل وحواس کے درمیان ہی
حاصل ہوتا ہی اور ایسا ہی دریافت کرنا کلیات عقلیہ اور
جزیات مجردہ کا قوت عاقلہ سے کہ تجرد اور بساطت
مین اِس امور کے مانند ہی متحق ہوتا ہی اور اِسی قیاس
پر سارے لطیفے انسانی ہین مثل دریافت کرنے تجلی اعظم
اور حقایق ملا اعلی کے لطیفہ سر سے اور دریافت کرنا
وجود منبسط کو یعنی جو ہستی کہ پھیلی ہوئی ہی لطیفہ خفی سے اور

لطیفہ خفی جو ہی سو حاصل ہی حقیقت جامعہ انسانی کا اور
حقیقت جامعہ کو قلب بولتے ہیں پس اسی جگہہ سے انتقال
کرنا چاہیئے کہ دریافت ذات بے کیف بیچون اور بیچگون
اور بے شبہہ اور بے نمون کا کہ ساری تجلیات سے برتر ہی
یہان تک کہ تجلی اعظم سے جو ساری تجلیات کی اصل
اور برتر ہی اور معرا ہی سب تنزلات سے حتا کہ وجود منبسط
سے کہ ساری تنزلات کو شامل تر ہی اور منزہ اور پاک ہی
ساری موجودات کی مماثلت اور مشابہت سے کسی
ایک صفت مین صفات سے یعنی دریافت کرنا اُس مرتبہ
کی ذات کا کہ اوسکو مجہول المطلق اور ممتنع التصور یعنی
جو شی کہ مطلق معروف اور معلوم نہو اور اوسکا تصور
ممتنع ہو قرار دئیے ہیں بجز نور قدسی الہی یعنی نور پاک
خدا کے ممکن نہوگا چنانچہ حدیث شریف مین یعنی * اِنَّ اللّٰہَ
خَلَقَ خَلْقَهُ فِي ظُلْمَةٍ فَاَلْقٰى عَلَيْهِمْ مِنْ نُوْرِهٖ فَمَنْ اَصَابَهٗ مِنْ
ذٰلِكَ النُّوْرِ اهْتَدٰى وَمَنْ اَخْطَأَهٗ ضَلَّ * بیشک اللہ نے
بنایا اپنے خلق کو اندھیری مین پھر ڈالا اون پر اپنے نور سے
پھر جو شخص پہنچا اوسکو اوس نور سے راہ پایا اور جسکو

نہ پہنچا گمراہ ہوا اسی معنی کے طرف اشارہ کیا گیا ہی پس
وہی نور پاک کو سعید لوگون کے عقلون مین بد و فطرت
یعنی ابتدای پیدایش مین ودیعت اور امانت رکھے ہین
سو وہی قطرہ نور حق کا مانند اوس نور بصری کے ہی کہ مجمع
نور مین پوشیدہ ہی اور جیسا کہ سبب بینائی کا حقیقت مین
وہی نور ہی اور تمامی پردہ آنکھ کے بلکہ خود جثہ آنکھ کا اوس
نور کے قالب ہین اور ساری روشنی ظاہر کی مثل نور
چراغ کے اور شمع کے اور نور آفتاب اور ماہتاب کے
اوس نور کے مویدات یعنی زور قوت دینے والے ہین
کیونکہ اگر اوس نور بصری کو مجمع نور مین امانت نرکھتے
البتہ وہ شخص زمرہ مین اندھون کے گنا جاتا اور اندھے
کو انکھ کے جرم یعنی جثہ سے اور ظاہری روشنی سے کچھ
منفعت نہین ہی پس اگرچہ عوام الناس بادی نظر مین ایسا خیال
کرتے ہین کہ ہم لوگ انکھ کے واسطہ سے یا آفتاب اور
ماہتاب کے نور کے سبب سے دیکھتے ہین لیکن اگر حقیقت
کار مین تامل کرین تو البتہ معلوم کرین کہ آلہ بینایون کا حقیقت
مین وہی نور بصری ہی لیکن جب وہ نور آنکھ کی راہ سے

نکلتا ہی واسطے سبب ہونے کے آگاہ کے ساتھہ بھی
نسبت کرسکتے ہیں اور جب ظاہری روشنی اوسی نور
بصری کو تائید اور قوت بخشتی ہیں اس جہت سے اس
انوار کو بھی ابصار کا اسباب بولئے سکتے ہیں حالانکہ خود
دریافت کرنا اس انوار کا بواسطہ اوسی نور کے
ہی پہچاہے کہ دریافت کرنا دوسرے امرون کا ایسا ہی
آلہ دریافت کرنے کا ذات بحت کے اور سبب توجہ کا
طرف اللہ کے وہی قطرہ نور قدسی کا ہی کہ ارواح کے
ظہور کے اوایل مین اہل سعادت کو نصیب ہوا اور بعد ہونے
کالبد کے لطیفہ عقل کی تہہ مین مکنون ہوا اور چھپ گیا اور
شعاع اوسکا انسان کے لطایف باطنہ مین انواع رنگا
رنگ کے ساتھہ ظہور فرمایا مثل ظہور کرنے شعاع بسیط
آفتاب کے رنگ برنگ کے شیشون اور شکاون مین اور
سبب انوار قاہرہ غیبیہ کے یعنے روشنی زبردست غیب
کی مثل نازل ہونے آسمانی کتابون کے اور موجود ہونے
انبیائے کرام کے اور علماے صاحب احترام کے اور اولیاے
عظام کے پھیل گیا اور کھل گیا نہ یہہ کہ تحقیق کرنا اس انوار

غیبیہ کا سبب پیدا ہونے کا اوس نور قدسی کے نفس
انسانی مین ہوتا ہی بلکہ وہ نور قدسی ازل الازال سے
نفوس یعنے جانون مین ودیعت رکھا گیا اور انوار غیبیہ
اسباب چھپانے اور ظاہر ہونے کا اوسکے ہوا پس اگرچہ سالکان
راہ ولایت کے اور طالبان راہ نبوت کے شروع مین
ایسا خیال کرتے ہین کہ ادراک یعنے دریافت کرنا حق جل و
علا کا لطیفۂ قلب مین یا لطیفۂ سر مین یا لطیفۂ خفی مین یا امثال اوسکے
مجھکو حاصل ہوا یا سبب نازل ہونے آسمانی کتابون کے
اور موجود ہونے اولیا اور انبیا کے مجھکو توجہ الی اللہ حاصل
ہوا اور اگر حقیقت حال کو دریافت کرین تو البتہ جان لیوین
کہ سبب حقیقی توجہ الی اللہ کا وہی نور قدسی ہی کہ ازل
الازال مین ان کو نصیب ہوا اور تمامی لطیفے باطنی کو رونق
بخشا اور حقیقت کتابون کی اور انبیا کی اوسی نور کے
سبب سے ذہن مین ان کے قرار پکڑا اسواسطے جو شخص
کہ ازل مین اوس نور سے محروم رہا مثل ابو جہل و ابو
لہب کے اوسکے حق مین یہہ انوار قاہرہ عظیمہ اور لطایف
باطنہ انسانی نفع نہین دیتا ہی اور مثل اندھے مادر زاد کے عین

روز روشن مین مہالک مین یعنے جاے ہلاکت مین پڑتا
ہی ہان اتنا ہی کہ شعاع اوسی نور قدسی کا لطیفۂ انسانی مین
ظہور فرماتا ہی اؤر لطیفون کے اختلاف کے سبب سے
تفاوت عظیم راہ پاتا ہی اؤر ہر لطیفہ مین ایک نوع کی
توجہ الی اللہ اؤر تجلیون مین سے کسی تجلی کی انکشاف اؤر
حضرت حق کے معرفتون مین سے کوئی آثار کہ مناسب اوس
لطیفہ کے ہی بخشتا ہی اور دوسرے لطیفہ مین ایک نوع
دوسرا اس امور مذکور سے ظاہر ہوتا ہی اور اس لطیفۂ
نورانیہ کا لقب حجر بحت یعنے عقل خالص رکھتا ہون
پس حجر بحت کو عقل کے جگر مین مثل اوس چراغ کے
کہ رنگ برنگ کے شیشون کے پردہ مین جلاے ہون تصور
کیا چاہئے جب یہہ مقدمہ ذہن نشین ہوا پس جانا چاہئے کہ
جیسا کہ روشنیین اجرام علویہ یعنے اجسام آسمانی کی شب
کے وقت نمایان ہوتی ہین اگرچہ وہ نور آفتاب کا ہی کہ
تارون کے صیقل کئے ہوئے جسمون مین عکس بر کے
طرح طرح کے رنگون مین اور رنگ برنگ کے لباسون مین
ظاہر ہو کے دیکھنیوالونکی نظر مین جاوہ گر ہوا لیکن جب

آفتاب طلوع ہوتا ہی سب ساری روشنیں طرح طرح
کی آفتاب کے نور بسیط مین مٹ جاتی ہیں اور ایک چادر
نورانی یکرنگ سارے علوی اور سفلی یعنی آسمان
اور زمین کے بچھونے پر کھینچ جاتی ہی اور اوسکی حقیقت
وہ ہی کہ نور آفتاب کے سارے عکس آفتاب کے نور
اصلی مین مل جاتے ہیں اور اصل اور فرع سب کا سب
یکرنگ ہو جاتا ہی ایسا ہی جب نفس کامل کا کام تجر
بحت پر بے پردہ پڑتا ہی اور اپنے سارے باطنی لطیفون
کے لباسون کو دور کر دیتا ہی تو ایک شعاع پاک تجر بحت
کا ظاہر ہوتا ہی اور تمامی لطیفون کو ہمرنگ اپنے بنا تا ہی
اور تمام باطن اوس سالک کا سر سے پانو تک تجر بحت
ہو جاتا ہی مانند اوسکے کہ تمام بدن مین ایک شخص کے
نور بصری سرایت کرے اور سارا بدن اوس شخص
کا نرگس کے مانند کھلی آنکھ ہو جاوے اور یہہ حال غیر ہی
اوس حال کا کہ راہ ولایت کے سالک کو مبادی سلوک مین
عارض ہوتا ہی کہ قالب اونکا وسعت پکڑتا ہی اور
تمام بدن اونکا اوس مین گم ہو جاتا ہی پس سارا وجود

اونکا قلب ہو جاتا ہی کیونکہ یہہ حال مقابلہ مین کشادگی صحرا
بحت کے حکم یک قطرہ کا بھی بہ نسبت دریاے اخضر
کے نہین رکھتا ہی کیونکہ نہایت اسس حال کی وہ ہی کہ
تمام وجود سالک کا تجلی قلبی کے ادراک اور دریافت
کا آلہ ہو جاتا ہی اور مال اسس حال کا وہ ہی کہ سارا باطن
اوسس صاحب کمال کا ذات بحت کے دریافت کا
واسطہ ہوتا ہی دونون کے درمیان فرق ہی قصہ کوتاہ
جو شخص کہ تمام وجود اوسکا قلب ہوگیا ہی مقابلہ مین اوس
شخص کے کہ تمام باطن اوسکا صحرا بحت ہوگیا ہی کیا
رتبہ رکھتا ہی اور جب ایک شخص کامل اسس مقام
مین پہنچتا ہی تب وہ چیزکہ اورون کے لئے باعث کدورت
اور بستگی کا ہوتا ہی باطن مین اس شخص کے اصلا اثر
اوسکا راہ نہین پاتا ہی مانند اوسکے کہ ایک شخص علوم
دقیقہ اور باریک کی مزاولت کرتا ہی اور سارا کاروبار
اوسکا فوت عاقلہ سے علاقہ رکھتا ہی تو جو چیزین کہ
باعث کدورت کی حواسس ظاہرہ کے ہوتی ہین جیسا حایل
ہونا پردہ کا آنکھہ کے سامنے یا روئی کا کان کے سوراخ مین

کسی طور سے اوسکے کام مین خلل نہ آویگا یہہ ہی تصویر اِسِ مقام کی اُتنی جتنی تحریر اور تقریر مین آسکتی ہی اور لیکن کنہہ اوس مقام کی سوسوا ہی پھر سواکے سوا ہی * فایدہ * تختہ دل راہ نبوت کے طالبون کا بہ سبب غلبہ حب ایمانی کے اور مضبوطی فنا ے ارادے کے آرزؤن کے نقشون سے مصفا اور مبرا ہوجاتا ہی یہان تک کہ کسی امر کی طلب اور دونو جہان کی نعمتون مین سے کسی نعمت کی رغبت سوا ے رضا ے حضرت حق کے تہہ دل مین انکے مستقر نہین ہوتی اور کوئی التفات طرف رفاہیت دنیا اور عقبی کے تہہ دل سے انکے ظاہر نہین ہوتی یہان تک کہ ایک بار اسم مبارک اللہ کا کہ زبان پر اوسکے جاری ہو اگر بدلہ مین اوسکے دونو جہان کی نعمتین بخشین اور اس طاعت آسان کے مبادلہ مین کونین کی نعمتون کی طرف ترغیب دیوین تو ہرا ینہ حق مین اوسکے مانند گالی گلوج کا ہوگا القصہ یہہ حال والا سارا اعمال حضرت حق کی رضامندی کے لئے بجالاتا ہی اور بس * وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ * یعنی

جو لوگ پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام چاہکر اللہ کے مونہہ کو یعنی اوسکی رضامندی کو بیان ہی اوسکی شان کی اور جب یہہ طریق والے محبت کے نشے کے مقام سے تپ جاتے ہیں اور اعلی درجے مین ترقی کرتے ہیں اور برتر منصبون پر چڑھتے ہیں تب دل مین اونکے رغبت طبعیت کے مناسب چیزون کی کونین کی مرغوبات مین سے اور کراہت طبیعت کی نفرت کی چیزون سے دارین کی مکروہات مین سے حادث ہوتی ہی لیکن اِس وجہہ سے نہین کہ اپنی طاعتون کے بدلے مین کسی مرغوب چیز کی استدعا یا کسی مکروہ چیز کی دور ہونے کی خواہش کرین حاشا وکلا کیونکہ یہہ بزرگوار اپنے اعمال کو ازان اپنا نہین جانتے ہیں تاکہ اوسکے مقابلہ مین کسی جزا کے امید وار رہین بلکہ جیسا کہ ایک شخص بادشاہ عالیجاہ کی رعیتون مین سے اوس بادشاہ کی رضاجوی مین ایک مدت حیران اور پریشان رہا اور سلطنت کے نوکرون کی منصبون پر مثل سپہ گری اور جمعداری وغیرہ کے ایک نوکری سے دوسری نوکری کے عہدہ پر ترقی کرتا ہوا آخر چاکر قبولیت اور رضامندی سلطانی

کے پایہ اور رسالت اور ولایت شاہی کے مرتبہ پر سرفراز
ہو کے چیلہ خاص کر ملقب ہوا پھر اوس حال مین اوسکو
پایہ طلب کا اون مرغوب چیزون کے جو اوسکے مولا کے
زیر حکومت مین موجود ہو اور اوسکی بادشاہت مین متحقق
ہی حاصل ہوا اور جو چیز نفیس کہ خزانہ سلطانی مین ہی
اوسکو مانگ سکتا ہی اِس وجہہ سے نہین کہ اوس چیز کو اپنے
چیلاگی کے علاقہ کا بدلہ جانے یا اپنی خدمت کے اوا کرنے کی جزا
سمجھے کیونکہ ایسی طلب اوسکے حق مین بہت برا عیب
ہی کہ اپنے کو عالی مرتبہ سے گرا کے مزدورون کے زمرہ مین
گنے بلکہ اس وجہہ سے کہ مقتضا اس علاقہ کا یہی ہی کہ ساری
حاجتون کو اپنے کر اُنمین سے مرغوب چیزون کی طلب
اور مکروہ چیزون سے گریز ہی اپنے مولا سے مانگے اور بس
ایسا ہی جو قت یہہ کمال والے مقبول اور محبوب اور
مصطفی اور مجتبی ہوتے ہین اور مقام صدق مین راسخ قدم
ہوتے ہین اور رفیق اعلی کے ساتھہ ملتے ہین اور بندہ خاص
کر کے ملقب ہوتے ہین البتہ دارین کی مرغوب چیزون
کی طرف میلان اور رغبت واسطے داخل ہونے

اون چیزون کے مولا کے خزانے مین اور یہ شرمانے اونکے مانگنے
مین کسی چیز کے اگرچہ بہت بڑی نادر چیز ہو بسبب
مضبوط ہونے قدم عزت کے مقام مین قبولیت کے انکے
دل مین حادث ہوتی ہی نہ اوس وجہہ پر کہ اوس چیز کو اپنے
اعمال کی مزدوری سمجھکر طلب کرین بلکہ اوس وجہہ پر
کہ علاقہ عبودیت اور غلامی کا رونق پکڑتا ہے اسیواسطے حظ
نفس کی چیزون کی طلب حق مین انکے موجب زیادتی قرب
اور نزدیکی کا ہوتا ہی اور بعد اور دوری کو نہین پیدا کرتا ہی
❋ نظم ❋ موسی اندر درخت آتش دید ❋ سبزتر می شد
ان درخت از نار ❋ شہوت وحرص مرد صاحب دل ❋
اینچنین دان و اینچنین انگار ❋ حضرت موسی نے درخت
کے اندر آگ دیکہا سبز زیادہ ہوتا تھا وہ درخت آگ سے
شہوت اور حرص مرد صاحب دل کی ایسا ہی جان اور
ایسا ہی معلوم کر یعنی شہوت اور حرص سے ایمان صاحب
دل کا زیادہ ہریالا ہوتا ہی القصہ جب بیکمال والے اِس
مقام اور حال مین پہنچتے ہیئن تب بسبب اختلاف
استعداد جبلی کے تین فرقے ہوتے ہیئن ایک مقو سبب

کمال بلندی منصب اپنے اور شدت مضبوطی قدم عزت
کے مقام قبولیت مین کونین کی مرغوب اور مکروہ چیزون
کو اور دارین کی مصیبتون اور مشکلون کو ادنی امر جانکر
التفات اور میلان مرغوب چیزون کی طلب مین اور
فرار اور گریز مکروہ چیزون سے اور دفع ہونا مصیبتون کا اور
ٹالنا مشکلون کا تہہ دل سے انکے ظاہر نہین ہوتا ہی نہ بسبب
غلبہ نشاء محبت کے اور تمیز نکرنے درمیان مکروہ اور
مرغوب چیزون کے بلکہ بسبب کمال بلندی منصب انکے
اور پستی اور ادنی پن اس امور مذکور کے الحق کہ پایہ
انکا بہت بلند ہی اوس سے کہ ایسی ادنی چیزون کی
التفات انکے دلون مین ظاہر ہو اور مسرت اور خوشی اس
بلند منصب کی برتر ہی اوس سے کہ کوئی فرحت دوسری
طلب کرے اگرچہ اوسکو حاجتون کے عرض کرنیکا پایہ حاصل
ہوا ہی اس حد کو کہ عنایات ربانی اور کفالت یزدانی کی
نظر کرکے دعا اوسکی واجب الاجابت اور تعوذ اور پناہ
مانگنا اوسکا واجب القبول ہوا ہی ❊ ف ❊ یعنی جو مانگے
سو پاوے اور جس سے بچنے کو چاہے بچے انتہی اور

ایک قوم دوسری عرض کرے مین حاجات کے اور
استحلال یعنی کھولنے مین مشکلات کے اور مانگنے مین مرغوبات
اور رد کرنے مین مکروہات کے اور سعی کرنے مین سفا
رشون مین عبودیت کے علاقہ کے مضبوط کرنے کے لئے اور
حاجت کے ظاہر کرنے کے لئے کہ غلامی کی نشانی ہی اہل
اضطراب حاجت مندون پر رحمت کرنے کے لئے چالاک
اور سرگرم رہتے ہین اور ایک تیسری قوم ہم مشرب
فریق ثانی کے ہوتے ہین کہ دل مین انکے مرغوب چیزون کے
مانگنے کی اقتضا اور استحلال مشکلات اور شفاعت
ذوی الحاجات کی خواہش پیدا ہوتی ہی لیکن بسبب
کمال تادب اور غایت اعتماد اور بھروسے کے حضرت حق
کی کفالت پر باوجود کمال اعتقاد احاطہ علم ازلی کے اشیا
کے عنر ایر اور بھیدون پر اور کامون کے بواطن پر زبان حال پر
اکتفا کرکے زبان قال کو اکثر احوال مین عمل مین نہین لاتے ہین
کیونکہ حَسْبِی مِنْ سُؤَالِیْ عِلْمُہٗ بِحَالِیْ یعنی بس ہی مجھکو
سوال کرنے سے میرے علم اوسکا میرے حال پر ان
بزرگون کی شان کا بیان ہی البتہ دعاے حالی کو انکے قبول

فرماتاہی اور دل کی حاجتون کو اُنکے برلاتاہی اِس طور سے
کہ خواہش دلی کو اِنکی خود بخود بلا تقریب برلاتاہی اور
اِنکو اور سارے عظما محفل قرب کو مطلع اور آگاہ کرتاہی
کہ ایجاد کرنا اِس امر کا محض انکی رضامندی اور اِنکی خواہش
دلی کو نافذ کرنے کے لئے متحقق ہوا اور یہہ امر باعث مزید
اعتبار اور سبب کمال بزرگی اور افتخار کا اِنکے ہوتاہی
اور اِن بزرگون کو ایک وجاہت بہت بڑی اِس معاملہ کے
سبب سے اپنے ہمجولیون مین ہاتھہ لگتی ہی * فایدہ *
اگرچہ تفضیل یعنی فضیلت دینا ایک فرقہ کی تینون فرقون مین
سے دو فرقے دوسرے پر جمیع وجہون سے غلط محض اور صریح
خطاہی کیونکہ * ہرگلی را رنگ و بوئے دیگر است * ہر گل کو رنگ
اور بو اور ہی ہی لیکن تیسری قوم کو ازدیاد اعتبار اور جاہ کی
نظر کرکے ملاء اعلی مین دوسری قوم پر جو ایک فضیلت کہ
ہی کسی عقل والے پر پوشیدہ نہین ہی اور ایساہی
قوم ثانی کو علاقہ عبودیت کی مقتضیات کے ظہور کے نظر
کرکے اور درمیان خالق اور مخلوق کے وساطت کے حصول
کی نظر کرکے پہنچنے مین فیوض غیبی کے سارنے لوگون کی

طرف بسبب سعی انکے سفار شون مین قوم اول پر جو فضیلت کے ہی کسی عاقل پر پوشیدہ نہین ہی

والعلم عند اللہ ❋ خاتمہ ❋ بیان مین تہوڑا سا اوس واردات اور معاملات کے کہ حضرت کو اثناے سلوک مین راہ ولایت اور راہ نبوت کے پیش آیا اگرچہ نفس اس کمالات ہدایت آیات کا کہ یہہ کتاب مستطاب اوسی پر مشتمل ہوئی ہی اپنی حقیقت پر دلیل قاطع اور برہان ساطع ہی لیکن چونکہ اِس زمانے کے اکثر لوگ قال کو حال سے پہچانتے ہین اور قال سے رجال یعنے مردون کو نہین پہچانتے ہین یعنی اِنکے نزدیک عظمت اور معتبری کلام کی بسبب اوس اعتقاد کے ہوتی ہی کہ حق مین اُس کلام کے متکلم یعنے بولنے والے کے تقلید کی راہ سے بہم پہنچائے ہین حالانکہ عقلمندون کو اعتقاد متکلم کا بسبب کلام کے حاصل ہوتا ہی اِسواسطے اِس کتاب مستطاب مین تہوڑا سا کلام اِس وضع کا کہ اِس کتاب کے مضامین کے ماخذ کو یعنے سیکھنے کی جگہہ کو بیان کرے لکھنا ضرور ہوا یعنے اوس کلام سے ظاہر ہو جاوے کہ اس کتاب کے مضامین کو فلانی

دگاہہ اؤر فلانے شخص سے حاصل کیاہی مالہ اوس مضامین
کے دیکھنے والے کو اوسکے ماخذ پر مطلع ہونے کے سبب
سے کہ حضرت نے اس مضمون کو کہان سے اخذ کیا یعنی
حاصل کیا اؤر کس شخص سے استفادہ کیاہی اطمینان
حاصل ہوے پس جاننا چاہئے کہ جناب حضرت سید احمد
صاحب ابتداے فطرت سے طریق نبوت کی کمالون پر
اجمالا مخلوق تھے اؤر آثار اس طریق کا جیسا مناجات کی حلا
وت پانا خصوصا نماز مین اور تعظیم شرع شریف کی کرنا
اور اتباع سنت مین زیادہ رغبت کرنا اور بدعت مین
ملوث ہونے سے کمال نفرت کرنا اور میلان طبعی طرف
طاعتون کے اور کراہت جبلی گناہون اور برایون سے
چھٹپن ہی مین آپ پر ظاہر اور باہر تھا القصہ آثار طہارت
جبلی کا طبیعت مین آپ کے پیدا اور انوار سعادت ازلی
کا پیشانی مبارک پر آپ کے ہویدا تھا یہان تک کہ کنجی
سعادت کے خزانہ کی ایسی کہ جس سے بند دروازے
طریق نبوت اور طریق ولایت کے اوس سے کھلنے سکین
آپکو ہاتھہ لگی وہ حاصل ہونی ملازمت جناب ہدایت ماب

کی ہی جو پیشوا ارباب صدق اور صفا کے خالصہ اصحاب
فنا اور بقا کے سردار عالموں کے سند اولیا کے حجت
اللہ کے عالم پر وارث انبیا اور مرسلین کے مرجع ہر ذلیل اور
عزیز کے مولانا اور مرشدنا الشیخ عبد العزیز برخوردار کرے
اللہ مسلمانوں کو درازی حیات سے اوسکے اور عزت دیوے
ہمکو اور سارے مسلمانوں کو بسبب بزرگی اور برتری اوسکے اور
حضرت کو مولانا کی جناب مین طریقہ نقشبندیہ مین شرف بیعت
حاصل ہوئی اور بیعت کے حاصل ہونے اور رہا وس
جناب کی توجہات کی برکت سے بہت نادر نادر معاملے
رو دکھلائے کہ اوسکے سبب سے وقایع اور رویداد
عجیب و غریب طریق نبوت کے کمالون کے کہ مجملا بدو فطرت
مین مندرج تھی تفصیل کے ساتھ کھل گئے اور طریق ولایت
کے مقامات اچھے وجہہ پر جلوہ گر ہوے سارے معاملون
سے جو اول اور افضل ہی سو یہہ ہی کہ حضرت جناب
رسالت ماب کو رحمتین اللہ کی اون پر اور سلام خواب
مین دیکھا اور اوس جناب نے تین خرما دست مبارک مین اپنے
لیکے مونہہ مین حضرت کے رکھتے تھے اور بعد اوسکے کہ بید ار

ہوے اپنے نفس مین اوس رویا حقہ یعنے سچا خواب کا اثر
ظاہر اور باہر پاے اور یہی واقعہ ابتدای سلوک طریق
نبوت کا حاصل ہوا بعد اوسکے ایک دن جناب ولایتماب
علی مرتضی کرم اللہ وجہ کو اور جناب سیدۃ النساء فاطمۃ
الزہرا رضی اللہ عنہا کو خواب مین دیکھے پس جناب علی
مرتضی حضرت کو دست مبارک سے اپنے نہلائے اور انکے
بدن کو خوب شستشو کیئے جیسا باپ نہلاتا دھولاتا ہی
اپنے بچون کو اور جناب حضرت فاطمہ الزہرا ایک لباس
بہت فاخرہ دست مبارک سے اپنے انکو پہنائے پس
بسبب اسی واقعہ کے طریق نبوت کی کمالات نہایت جلوہ گر
ہوئی اور برگزیدگی ازلی کہ ازل الازال مین مکنون اور چھپی
تھی ظہور کے مرتبہ مین پہنچی اور عنایت رحمانی اور تربیت
یزدانی بلا واسطہ کسی کے آپ کے حال کی متکفل ہوئی
اور معاملات متواترہ اور وقایع اور رویدا د متکاثرہ یعنی
بہت سارے سپے در سپے وقوع مین آے یہان تک کہ
ایک دن حضرت جل وعلی دھنا ہاتھ اونکا دست قدرت
خاص سے اپنے پکڑے کے اور ایک چیز کو امور قدسی سے

کہ بسانا دار اور بزرگتر تھی حضرت کے سامھنے رکھنے کے
فرمایا کہ تجھکو یہہ چیز تو دیا اور دوسری چیزین اور بھی دونگا یہان تک
کہ ایک شخص جناب مین حضرت کے درخواست بیعت کی کیا
حضرت اوس زمانہ مین علی العموم بیعت نہین لیتے تھے اس
واسطے اوس شخص کے عرض کو قبول نفرماے اوس
شخص نے زیادہ سے زیادہ الحاح کیا حضرت نے اوس
شخص کو فرمایا کہ ایک دودن توقف کیا چاہیے بعد اوسکے جو
مناسب وقت ہوگا وہی عمل مین آویگا پھر حضرت پوچھے
اور اذن لینے کے لئے حضرت حق کی جناب مین متوجہ ہوے
اور عرض کئے کہ تیرے بندون مین سے ایک بندہ درخواست
کرتا ہی کہ میرے ساتھہ بیعت کرے اور تو نے میرا ہاتھہ
پکڑا ہی اور جو شخص اس عالم مین ہاتھہ کسی کا پکڑتا ہی
دستگیری کی پاس اور ہاتھہ پکڑنے کی لاج ہمیشہ کرتا ہی اور
تیری وصفون کو مخلوقات کی اخلاق کے ساتھہ کچھ نسبت نہین
ہی سو اوس معاملہ مین کیا منظور ہی اوس طرف سے حکم
ہوا کہ جو شخص تیرے ہاتھہ پر بیعت کریگا گو لاکھون ہون
ہر ایک کو کفایت کرونگا القصہ اس وقایع اور رویداد کے

مثل اور اوس معاملات کے مانند سیکرون واقع درپیش
آئے یہان تک کہ کمالات طریق نبوت کی درجہ علیا مین اپنے
پہنچی اور الہام اور کشف علوم حکمت مین پہنچا یہہ ہی
طریق استفادہ کمالات راہ نبوت کی اور لیکن طریق
استفادہ کمالات راہ ولایت کی سو جاننا چاہئے کہ ہر طریقہ مین
اولیا اللہ کی طریق سے مجاہدات اور ریاضات اور
اذکار اور اشغال اور مراقبات معین گئے ہین اور ہر ایک
اس امور سے طالب کے نفس مین کوئی اثر پیدا کرتے ہین
اور بسبب وارد ہونے ثمرات اشغال کے ایک امر
مستقر اور ثابت طالب کے نفس مین ظاہر ہوتا ہی کہ
طالب بسبب اوس امر کے عالم قدس مین ارتباط رکھتا ہی
اور وہی امر موجب علاقہ کا ہی اس طالب کے حضرت حق جل وعلی
کے ساتھہ وہ امر ہمیشہ طالب کے نفس مین موجود رہتا ہی
خواہ اوسکو اُس امر کے طرف ملاحظہ رہے یا نہ رہے
ہان اُس امر کے طرف ملاحظہ کرنے کے سبب سے اثار
اوسکا ظہور کرتا ہی اور اگر ملاحظہ نکرے تو جوہر نفس
مین اوسکے چھپا ہوا رہتا ہی اور اُس امر کو عرف مین

قوم کے نسبت بولتے ہین اُسکی مثال وہ ہی کہ جو شخص
کہ دانش مندی کی کتابون کی یا دوسرے صنعتون کی
مثل گانے یا لوہے کا اسباب بنانے یا رنگنے کے مزاولت
کرتا ہی تو البتہ نفس مین اوس شخص کے بعد ایک مدت
کے ایک امر مستقر ظاہر ہوتا ہی کہ اِسکو ملکہ صناعت
بولتے ہین اور وہ ملکہ ہمیشہ نفس مین اوس شخص کے مستقر
اور موجود رہتا ہی خواہ وہ شخص اوس ملکہ کے طرف
التفات کرے یا نکرے ہان جب یہہ شخص اوس ملکہ کے
طرف التفات کرتا ہی اور اوسکو روبکار کرتا ہی البتہ
آثار اوسکا منصہ ظہور پر پہنچتا ہی والا پردہ مکنون مین چھپا ہوا
رہتا ہی جب اِس مقدمہ کی تمہید ہوئی پس جاننا چاہیئے کہ
اگرچہ عادت اللہ کی اسی قانون پر جاری ہوئی کہ نسبت
جو ہی سو بعد حاصل کرنے مجاہدات اور ریاضات اور
اذکار اور اشغال اور مراقبات کے ہاتھہ لگتی ہی لیکن
بطریق خرق عادت کے بعضے نفوس کاملہ کو اول نسبت
حاصل ہوتی ہی اور بعد اسکے مبادی اوسکے یعنے مثل
مجاہدات اور غیرہ کے حاصل ہوتا ہی مثلا عادت اللہ کی

اسی قانون پر جاری ہوئی ہی کہ مضامین کتاب اور سنت
کے بعد حاصل کرنے عربی کتابون کے اور ادب کے فنون
کے حاصل ہوتا ہی * ف * فن ادب صرف اور نحو
اور معانی اور غیرہ کو بولتے ہین انتہی لیکن بعضی نفوس
کاملہ کو بطریق خرق عادت کے اول اوسی مضامین لطیف
پر اطلاع بخشتے ہین اور اوسکو قوم کی اصطلاح مین علم لدنی
بولتے ہین اور وہ فنون ادب کے بعد اوسکے اونکو ہاتھ
لگتا ہی بلکہ احیانا حاصل کرنے مین اُس فنون کے اِس فن
کے اوستادون کے طرف محتاج ہوتے ہین مثل محتاج
ہونے دوسرے مبتدیون کے بلکہ کبھی مبادی سے یعنے
اس فنون سے عاری رہتے ہین القصہ حضرت کو نسبت
تینون طریقے کی یعنے قادریہ اور چشتیہ اور نقشبندیہ کی قبل
مبادی کے یعنے مجاہدات اور مراقبات اور غیرہ کے حاصل
ہوئی لیکن نسبت قادریہ اور نقشبندیہ کی سو بیان اوسکا
وہ ہی کہ بسبب برکت بیعت کے اور یمن توجہات
اوس جناب کے روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین
کی اور جناب حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند کی متوجہ حال
پر انحضرت کے ہوئی اور قریب ایک مہینہ تک فی الجملہ

تنازع اور جھگڑا دونو روح کے درمیان مین حضرت کے
حق مین رہا اُسواسطے اُن دونون امام سے ہرایک
امام حضرت کو بتمامہ اپنے طرف جذب کرتے تھے یعنے
کھینچتے تھے یہان تک کہ بعد گذرنے زمانہ تنازع کے اور واقع
ہونے اپسمین صلح اور شرکت کے ایک دن دونو
روح مقدس حضرت پر جلوہ گر ہوئین اور ایک پہر کے عرصہ
تک دونو امام نفس نفیس پر حضرت کے توجہہ قوی اور
تاثیر زور اور فرماتی تھین یہان تک کہ اوسی ایک پہر مین دونو
طریق کی نسبت حضرت کے نصیب ہوئی اور لیکن نسبت
چشتیہ پس بیان اوسکا وہ ہی کہ ایک دن حضرت یعنی
سید صاحب جناب خواجہ خواجگان قطب الاقطاب
بختیار کاکی قدس سرہ العزیز کی مزار منور کی طرف تشریف
فرما ہوکے مرقد مبارک پر اوکے مراقب بیٹھے اسی اثنا مین
روح پر فتوح سے اونکے ملاقات حاصل ہوئی اور وہ جناب
حضرت پر توجہہ بہت قوی فرمائے کہ بسبب اوسی توجہہ
کے نسبت چشتیہ کی حاصل ہونی شروع ہوئی بعد گذرنے
یک مدت کے ایک دن مسجد اکبرابادی واقعہ بلدہ

وہان مین اپنے مستفیدون کی جماعت مین بیٹھے تھے چنانچہ
کاتب الحروف بھی سلک مین جو کتھے چومنے والے اوس
محفل ہدایت منزل کے منسلک تھا اور سارے حضار
اوس مجلس کے جیب مراقبہ مین سر نیچا کیئے ہوئے تھے
اور حضرت سارے مستفیدون پر توجہ فرماتے تھے بعد تمام
ہونے اوس مجلس ملایک مانس کے کاتب الحروف
کے طرف متوجہ ہو کے فرماے کہ آج حق جل وعلا نے محض
عنایت سے اپنے بلا واسطہ کسی کے نسبت چشتیہ
کی اختتام مجھکو ارزانی فرمایا بعد اوسکے سکھلانے اور
بتلانے اور تعلیم اور تلقین مین طریقہ چشتیہ کے باز وہمت
کا کھولے اور تجدید یعنے نیا کرنا مین اون شغلون کے کہ
یہہ کتاب مستطاب اوس پر مشتمل ہوئی فرماے یہہ ہی تینون
نسبت کے استفادہ کی طریق اور لیکن استفادہ ساری
نسبتون کا مثل نسبت مجددیہ اور شاذلیہ کے اور امثال
اوسکے پس جاننا چاہیئے کہ کمالات راہ نبوت کی صاحب
کمال کے دیدہ بصیرت کو سرمہ قدسی سے مزین کرتی ہی اور
بسبب سرمہ قدسی کے اونکے بصیرت کا نور تیزی قبول

کرتا ہی اور روح قدسی اونکی مثل کھلی آنکھ کے ہوتی
ہی یہان تک کہ لوگ بس چیز کے طرف [illegible]
کرتے ہین بارکی در بارکی کو اوس چیز کے کما حقہ اپنی استعداد
کے موافق پالیتے ہین پس گویا کہ ساری نسبت ولایت
کی راہ نبوت کے سالک کے کمال مین مجملا مندرج رہتی
ہی جب ادنی التفات کسی چیز کے طرف متحقق ہوئی
حقیقت اوس چیز کی تمامی شرح اور بسط کے ساتھہ سامنے
بصیرت کے حاضر ہوئی نہ جانے تو کہ مقصود اس کلام سے راہ
نبوت کے سالک کی فضیلت ہی راہ ولایت کے ایمہ پر
بلکہ مقصود اس کلام سے یہہ ہی کہ راہ نبوت کے سالک
کے نفس مین ایک نور قدسی ظاہر ہوتا ہی کہ اوس نور کے
سبب سے ہر صاحب نسبت کی نسبت کو گو کہ افضل
اور اعلی ہو دریافت کر سکتا ہی جیسا کہ مجمع نور مین
قوت باصرہ رکھے ہین کہ بسبب اوس قوت کے
ہر جسم مشرق یعنے روشن ہونے والے کو اپنے ضعف
اور تیزی کے موافق دریافت کرتا ہی اگرچہ چمک اس
جسم کی نور بصری سے برتر اور قوی تر ہو واللہ اعلم جا

چاہئیے کہ تعین اشغال اور اذکار اور مجاہدات اور
مراقبات کا حقیقت مین ظل اور عکس شریع کا ہی اور
جو شخص قرب الفرایض کے مقام مین قایم ہوتا ہی اگر
وہ عزیز انبیا کے قسم سے رہتا ہی لابد کہ نئی شریعت
والا ہوتا ہی اور اگر انبیا کے قسم سے نہین ہوتا ہی تو
معین کرنا وضع کا ایسی طریقون کے کہ موصلہ الی اللہ یعنے جو
طریقہ اللہ سے ملانے والا ہو بذر طبیعت سے اوسکے فوارہ
صفت جوش مارتا ہی اور اوسمین تعلیم اور تعلم یعنے
سیکھنے اور سکھلانے کو گنجایش نہین ہی * فایدہ *
اس چند باتون مین کہ مشتمل ہی حضرت کے اجمالی معاملے پر
اوسمین فایدے ہین بڑے بڑے اور منافع ہین عمدہ عمدہ
اون سبھون مین سے وہ ہی کہ صدر کلام مین مرقوم ہوا
اور اون سب سے تحدیث بنعمۃ اللہ ہی یعنے اللہ
کی نعمت کا بیان کرنا ہی اور * واما بنعمۃ ربک فحدث *
مین جو حکم اور امر کہ ہی اوسکا بجالانا ہی اور منجملہ اوسکے غافلون
کا بیدار کرنا ہی کہ جو شخص کہ طالب حق جل وعلا کا ہو
اور سچی طلب حضرت حق کی دل سے اوسکے سر نکالا

ہوا وسکا ایک ہدایت اپنے مطالب یابی کے طرف
حاصل ہوتی ہی اور منجملہ اوسکے سارے اہل زمن کو
خبردار کرنا ہی کہ ولایت کو ممتنعات عقلی سے شمار کرکے
اور اوایل کے لوگون مین منحصر جان کے ولایت کے
منقطع اور ختم ہونے کے قایل ہوے ہین یعنے جس طرح
نبوت ختم ہو گئی اسیطرح ولایت بھی ختم ہو گئی
* وَالسَّلَامُ عَلیٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدیٰ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَآخِرًا
وَظَاهِرًا وَبَاطِنًا وَصَلَّی اللّٰہُ عَلیٰ خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ
وَسَلَّمَ * الحمد للہ کہ ترجمہ ہندی اس کتاب مستطاب صراط المستقیم کا
شعبان المعظم کی پہلی تاریخ سنہ ۱۲۷۲ ہجری مین اختتام پایا اور عبد الجبار
جو رحمت پروردگار کا امیدوار ہی اس کتاب کے خریدارونسے توقع
رکھتا ہی کہ اول اون ورقون مین جو اس کتاب کے صدر مین
داخل کیا گیا ہی نظر ڈالکے حقیقت سے اس کتاب
مستطاب کے واقف ہوکے حق مین اس خاکسار کے دعای
خیر بیشمار کرین * رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهَیِّئْ لَنَا مِنْ
اَمْرِنَا رَشَدًا وَصَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیمًا